



خمارِ عشق

ناز خان



خمارِ عشق ناز خان

خمارِ عشق

ناز خان

قسط نمبر 1 تا 15

Do not copy paste or upload without permission

"مافی یار آپ مجھ سے کیا کیا کرتی ہیں۔" دس سالہ محسن خوبانی کے درخت پر لگی کچی پکی خوبانیاں اتار کر نیچے کھڑی جمانہ کو پکڑاتے ہوئے شکایتی انداز میں بولا۔

خمار عشق نادر خان

پندرہ سالہ جمانہ نے فوراً اپنی زمر دی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"محسن میں نے تمہیں تائی امی کی مار سے بچایا نہیں تھا کل؟" وہ اس سے عمر میں بڑی ضرور تھی لیکن ان دونوں کی شرارتوں سے کہیں نہیں لگتا تھا کہ یہ دونوں ہم عمر نہیں ہیں۔

محسن برے برے منہ بناتا نیچے رکھی ٹوکری میں خوبانیاں پھینک رہا تھا۔ اوائل اپریل کی ایک دوپہر کا وقت تھا۔ یہ دونوں سب کے قیلولہ کرنے کی عادت سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔

"اور کتنی توڑوں؟ مانی آپ بہت چٹوری ہوتی جا رہی ہیں۔" کچھ دیر بعد محسن کی آواز آئی، اس کو تپانے کے لئے ساتھ منہ بھی چڑا دیا۔

"زیادہ مت بولو ورنہ یہ اسٹول لے کر بھاگ جاؤنگی۔ پھر لٹکے رہنا ایسے ہی چمگادڑ کی طرح۔" جمانہ کی دھمکی سنگین تھی۔

"اچھا اچھا میں مزاق کر رہا تھا مانی۔ آپ تو سنجیدہ ہی ہو گئیں۔" محسن نے بے چارگی سے مصالحت کی راہ پکڑی۔

وہ مزید پھل توڑنے والا تھا جب ہی ایک آواز نے ان دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

خمار عشق نانر خان

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

خمار عشق نامر خان

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"برخوردار آپ یہاں کے پھلوں کا تخمینہ لگائیں۔ ہمارے باغات میں علاقے کے بہترین پھل لگتے ہیں۔"

آغا جی کی آواز پہ جہاں جمانہ کارنگ فق ہوا تھا وہیں محسن کے ہاتھ سے کئی خوبانیاں پھسل کر نیچے گریں تھیں۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"جلدی اتر و نمونے کھڑے کھڑے کیا سچ مچ چمکا دڑ بننے کی سوچ رہے ہو۔" جمانہ کی آواز پہ محسن ہوش میں آیا اور سرعت سے نیچے اترنے لگا۔

"مانی آپ جائیں۔ چھپ جائیں۔" اس نے آخری شاخ پہ قدم جماتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ تم آ جاؤ پہلے۔" جمانہ کو محسن کی فکر تھی۔ آغا جی اسے تو ہلکی پھلکی سرزنش کرتے لیکن محسن کی طبیعت اچھی طرح صاف کر دیتے۔

وہ آخر کار تیزی سے نیچے کود ہی گیا۔

"چلو بھاگو۔" ایک ہاتھ سے خوبانیوں سے بھری ٹوکری پکڑے اور دوسرے سے محسن کا ہاتھ پکڑتی جمانہ بھاگنے کو پر تول رہی تھی۔

"قسم سے مانی ابھی تو پیٹ کی فکر چھوڑ دیں۔" اس کے ساتھ بھاگتے ہوئے محسن نے کہا تھا اور بدلے میں جمانہ نے اسے بھاگتے بھاگتے غصے سے دیکھا تھا۔

"تمہاری نہ چھوڑ دوں فکر۔" وہ دونوں آغا جی کے وہاں پہنچنے سے پہلے درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو چکے تھے۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

ہیلی کاپٹر کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔ اس کے پروں سے پیدہ ہونے والا ارتعاش فاتح سلطان محمد پیل پر کھڑے دو نفوس کو محسوس ہوا تو انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ آسمان پر غروب آفتاب کے وقت چھوڑ ہوئے دلکش رنگ پھیلے ہوئے تھے۔ جنوری کی ایک سرد شام تھی اور استنبول میں آج کے دن کا ڈوبتا سورج آسمان اور پانی کو ماورائی تاثر دے رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہنچ گیا ہے۔"

سیاہ اور کوٹ میں ملبوس آدمی نے اپنی ہیٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہیم۔۔" ساتھ کھڑے آدمی نے ہنکارا بھرا۔

"اس آدمی کو توجہ کھینچنا خوب آتا ہے۔ کیا ہو جاتا اگر یہ عام لوگوں کی طرح ہوائی جہاز میں آ جاتا۔" وہ اپنے سرمئی کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ اس کی نگاہیں نظروں سے اوجھل ہوتے ہیلی کاپٹر کے تعاقب میں تھیں۔

"وہ تو ویسے بھی جہاں بھی جاتا ہے توجہ اور ستائش ہی لوٹتا ہے۔ اتنی کم عمر میں اپنے والد کے کاروبار کو اس نے آسمان کی بلندیوں سے کہیں آگے ہی پہنچا دیا ہے۔" اس نے حقیقت سے کچھ مختلف نہیں کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"اس میں اس کا اتنا ہاتھ نہیں، اس کی قسمت بھی تو دیکھو۔ دادا اور نانا دونوں اتنی جائداد کے مالک ہیں تو کیا ہو گیا اگر اس نے اس دولت میں ایک آدھ عرب کا اضافہ بھی کر دیا ہو؟" وہ آدمی ہنوز چڑا ہوا تھا۔

"ایک آدھ عرب؟ اللہ اللہ! یہ تو شاید اس کے روزمرہ کا پرافٹ ہو گا جاوید بے!" مراد نے اپنے ساتھی کی تصحیح کی۔ "ویسے آپ اس قدر نالاں کیوں ہیں؟" آخر اس نے اپنے ساتھی کے بگڑے لہجے کا سبب پوچھ ہی لیا۔

"یو نہی بس اسے لانے کے لیے مجھے آنا پڑا ہے تو جھنجھلایا ہوا ہوں مراد بے۔"

"ارے بے۔ ہمارے جیسے معمولی شیر ہو لڈرز کو اتنی عزت مل رہی ہے کیا کم ہے؟" مراد ہنس ہی پڑا تھا۔

"چلیں پھر؟ حشمت بے کے نواسے کو ہیلی پورٹ سے لے کر آنا ہو گا۔" سیاہ لباس والے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"ہاں، پھر وہاں سے ہمیں باسفورس پر لانچ پارٹی میں بھی پہنچنا ہے۔" جاوید نے سر ہلایا۔

وہ دونوں تیزی سے کار میں بیٹھ کر کرچشمے ہیلی پورٹ کی طرف چل پڑے جہاں ان کا مہمان کچھ ہی دیر میں زمین پر پہنچنے والا تھا۔

خمار عشق نادر خان

کچھ ہی دیر میں وہ پارکنگ میں پہنچ چکے تھے۔ سامنے سے آتے وفد کو انہوں نے چونک کر دیکھا۔ آٹھ دس باڈی گارڈز کے نرغے میں ایک بارعب شخص ان کی طرف آرہا تھا، تیس کے لگ بھگ عمر تھی، چھ فٹ سے نکلتا قد اور اس پر سرخ و سفید رنگت جو اسے اس کی والدہ سے وراثت میں ملی تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ قدرتی بھورا تھا جنہیں اس وقت اس نے جیل لگا کر سلیقے سے جمایا ہوا تھا۔ چہرے پر ہلکی داڑھی کے باوجود اس کے تیکھے نقوش واضح تھے۔ وہ نیوی بلیو تھری پیس سوٹ میں اپنے سیاہ لباس میں موجود باڈی گارڈز کے درمیان الگ ہی نظر آرہا تھا۔ جیسے ایک ترک شہزادہ اپنے دربانوں کے ہمراہ دربار کی صدارت کے لیے جا رہا ہو۔

وہ ان سے چند قدم کے فاصلے پر رک گیا اور اپنی نیلی آنکھیں ان دونوں کے چہرے پر جمائیں۔ "خوش آمدید ارمغان بے۔" جاوید اور مراد نے تیزی سے کہا۔

"مرحبا جاوید امجا۔ مرحبا مراد بے۔" اس کی بارعب آواز پر جاوید اور جزبز ہو گیا۔

اس شخص کے سامنے وہ ہمیشہ خود کو کم حیثیت محسوس کرنے لگتا تھا۔ لیکن اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنے چہرے پہ کسی قسم کے ناگوار تاثر کا اندازہ اپنے بھانجے کو ہونے دیتا۔

خمار عشق نادر خان

اس کا بڑا بھانجا ار مغان فرہاد اسکندر جو اس کے والد حشمت یلماز کی آنکھوں کا تارا تھا۔ ار مغان ہو بہو اپنی والدہ دریا یلماز کے مشابہہ تھا لیکن صرف ایک یہی وجہ اس کے اپنے نانا جان کی نظروں میں اعلیٰ مقام کی باعث نہ تھی۔ وہ ایسی ان گنت خوبیوں کا مالک تھا جس پر وہ فخر سے پھولے نہ سماتے تھے۔

"ہم تمہیں لے جانے کے لیے آئے ہیں۔" بادل نخواستہ جاوید نے کہا۔

"شکریہ ادا لیکن میں اپنی گاڑی میں ہی سفر کرتا ہوں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں میری عادتوں کو۔" یہ کہہ کر وہ رکنا نہیں بلکہ اپنے گارڈز کے ساتھ سیاہ لینڈ کروزر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے گارڈز نے مستعدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا، دو کے علاوہ باقی پیچھے کی گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔ وہ اس شاہانہ پروٹوکول سے وہاں سے روانہ ہو چکا تھا جبکہ پیچھے کھڑے جاوید یلماز کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

استنبول کی خوبصورت سرزمین پر ڈاکٹر زینہ اکرم اپنی سہیلیوں کے ہمراہ بے فکری سے گھوم رہی تھی۔ اس ٹور کی اجازت ملنے کے لیے اس نے گھر والوں کو بہت مشکل سے منایا تھا۔ آغا جان تو ویسے ہی ایسے سیر سپاٹوں کے حق میں نہیں تھے، اس پہ مستزاد کہ زینہ نے یہ فرمائش کی تھی کہ اسے گارڈز اور پروٹوکول کے بغیر جانے دیا جائے۔ ولی تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"باباجان یہ کس قسم کی فرمائشیں کر رہی ہے آپ کچھ سمجھائیں اسے۔" اپنی چھوٹی بہن سے اسے اس بے وقوفی کی امید نہ تھی۔

"زینہ بیٹا ولی ٹھیک کہہ رہا ہے، سیکیورٹی کے دس مسائل ہیں۔ ایسے بغیر گارڈز کے تو آپ کہیں نہیں جائیں گی۔" اکرم خان نے نرم لیکن دو ٹوک لہجے میں اسے سمجھایا۔

"باباپلیز میں اکیلی تھوڑی ہو گئی وہاں۔ میری سہیلیاں بھی ہو گئی پھر وہ انکمفر ٹیبل ہو جائیں گی گارڈز کی وجہ سے اور ایسے کسی کو پریشان کرنا اچھی بات تو نہیں ہے نا۔" زینہ نے فوراً اپنا کیس مضبوط کیا۔

"اور ویسے بھی بابا وہاں ترکی میں کسے پتا چلے گا کہ میں زینہ اکرم خان ہوں۔" وہ اپنی بات پہ اڑی رہی تھی۔

ایک ہفتہ کی بحث کے بعد بالآخر اس شرط پہ اسے یہ اجازت ملی تھی کہ گارڈز سادہ کپڑوں میں اس سے دس میٹر کے ریڈیس میں ہمیشہ کور رکھیں گے اور وہ ایک ہفتہ سے زیادہ وہاں نہیں رکے گی۔ زینہ کی سب سہیلیاں ایک مہینے کا پلان کر کے آئی تھیں۔ لیکن اس نے اس ایک ہفتے کی اجازت پہ ہی اپنے والد کا بہت شکریہ ادا کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

یہ اس کے بابا جان ہی تھے جو اس کی بے جا ضد بھی مان جایا کرتے۔ ورنہ پہاڑوں سے گھری اس وادی میں قوانین بہت سخت تھے۔ شاید یہ قوانین زینہ کے لیے اس لئے بھی نرم پڑ جاتے کہ وہ اکرم خان کے گھر بہت منتوں مرادوں سے آئی تھی۔ ولی کی پیدائش کے بعد زمین بیگم کے حمل پے درپے ضائع ہوتے گئے، ایک طرف وہ دوسری اولاد کی خواہش میں بے چین تھیں دوسری طرف اکرم صاحب کو ایک بیٹی کی طلب تھی۔ پھر آٹھ سال بعد جب اللہ تعالیٰ نے انہیں زینہ سے نوازاتو وہ اس ننھی پری کے دیوانے سے ہو گئے۔

زینہ ویسے بھی بہت قابل اور سمجھدار تھی۔ پہلی بار اس نے ایسی گزارش کی تھی کہ ضوابط و قوانین بالائے طاق رکھ کر انہوں نے اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈال دئے تھے۔

آج ان کا گروپ استنبول کے باسفورس کی سیر کے لیے آیا تھا۔ صبح ان لڑکیوں نے توپ کاپی محل کا دورہ کیا۔ سلطنت عثمانیہ کی تاریخ میں غرق ان خوبصورت باغات اور محل کے مختلف حصوں میں گھومتے زینہ مبہوت رہ گئی۔

اس کی دوست مایہ نے اسے کھویا ہوا دیکھا تو کہا :

"محترمہ زینہ کن خیالوں میں گم ہیں آپ؟"

خمار عشق نادر خان

"یہ خود کو ایک ترک شہزادی تو نہیں سمجھنے لگی؟"

ایک اور سہیلی عظمیٰ نے شرارت سے کہا تو مایہ نے فوراً زینہ کی طرف داری کرتے ہوئے کہا، "ہاں تو میری سہیلی کسی شہزادی سے کم تو نہیں ہے۔" مایہ کے کہنے پر زینہ مسکرائی۔

"بس بھی کرو۔ میں کوئی شہزادی نہیں ہوں۔"

وہ انہیں آگے کی طرف کھینچتی چلی۔ "جلدی کرو اب آیا صوفیاء بھی چلنا ہے۔"

ان کا گروپ کچھ ہی دیر میں اس عظیم الشان مسجد کے سامنے کھڑا تھا جو ایک بے مثال تاریخ کی حامل ہے۔ مسجد کے سامنے ایک خوبصورت باغ تھا، اس کے بعد وہ چلتی ہوئی مرکزی دروازہ تک آئیں یہاں دو رازے کے دونوں طرف پہرہ دار کھڑے تھے۔ اندر وسیع ہال تھا جو مربع شکل کا تھا، اس کی غلام گردش، محراب اور بیچ کے گنبد کو سراہتی وہ سب بہت خوش تھیں۔

"ارے بھی یہ جگہ تو میری سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔" عظمیٰ نے کہا جو سراٹھائے چھت پہ موجود خوبصورت روشن دانوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ویسے یہاں کتنے ستون ہونگے؟" مایہ نے بھی ان ستونوں کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"170" زینہ نے اطمینان سے جواب دیا۔

خمار عشق نادر خان

"اوہ لو بھی یہ محترمہ گن بھی چکی ہیں۔" مایہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا؟ حد کرتی ہو۔ یہ ٹرول گانڈ میں لکھا ہے۔ تم نے پڑھا نہیں" زینہ نے اس کی طرف ایک بروشر لہرایا۔

"زینہ یار سیر یسلی!! ہم یہاں گھومنے پھرنے آئے ہیں اور تم یہاں بھی پڑھنے پڑھانے کی باتیں لے بیٹھیں۔"

اس کے جھنجھلا کر کہنے پہ زینہ نے اسے ایک دھپ رسید کیا۔ اور اسی لمحے غیر ارادی طور پر اس کی نظر ان دو گارڈز پر پڑی جو بظاہر عام لباس میں تھے لیکن مستقل زینہ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اتنے فاصلے سے بھی ان کی مستعدی کو دیکھا جاسکتا تھا۔ زینہ کو تھوڑی کوفت ہوئی لیکن وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔

کمرے میں ملگجاسا اجالا تھا۔ فرنیچر اوپن کھڑکیوں سے آتی ہوئی ہوا سے کھڑکیوں پہ ڈلے سفید پردے ہلکورے لے رہے تھے۔ نفاست سے سجے کمرے کا فرنیچر انٹیک تراش خراش کا حامل تھا۔ رہنے والے کا ذوق کا اندازہ دیواروں پر آویزاں پینٹنگز سے جھلک رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

کمرے کے وسط میں ایک شخص مبہوت سا کینوس میں رنگ بھر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح آس پاس سے بیگانہ ہوا ان آنکھوں کو پینٹ کر رہا تھا۔ اس کی انگلیاں اس وقت کینوس پر موجود مومی پیسٹلز کے رنگوں کو ایک دوسرے میں یکجا کرتی یہاں وہاں پھسل رہی تھیں۔ اس کے انداز سے اس کی مہارت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

اس نے سمندری سبز رنگ میں فیروزی رنگ کی آمیزش کی پھر زرد رنگ کو نیلے رنگ میں یکجا کرتے ہوئے زمردی رنگ کا وہ خاص شیڈ تیار کیا جو وہ ہمیشہ ان آنکھوں کی پتلیوں کے لیے استعمال کرتا تھا۔ اس کی اپنی سیاہ آنکھیں اسے اپنے والد فرہاد اسکندر سے ورثہ میں ملی تھیں۔ وہیں سے اس نے سارے نین نقش چرائے تھے۔ سیاہ آنسو سی بال اور سرخ و سفید رنگت پر گھنیری پلکیں جو اس کی والدہ دریا فرہاد کی اکلوتی شبیہ تھی جو اس کے چہرے پر نظر آتی ورنہ وہ ہو بہو فرہاد کے نوجوانی کی تصویر تھا۔ وہ مہویت سے اپنے بنائے ہوئے شاہکار کو تک رہا تھا جہی اسے محسوس ہوا کہ اس کا فون واٹس ایپٹ ہو رہا ہے۔ ادھر ادھر نظر دوڑائی تو تکیہ پر رکھا فون نظر آیا اور ساتھ ہی التان کا چہرہ اسکرین پر روشن ہوا۔ اس نے مسکرا کر فون آن کیا اور اسکرین پر نظر آتے خود سے پانچ سال چھوٹے بھائی کو محبت سے دیکھا، جو فوراً ہی شکایتیں کر رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"عرشمان بھائی کیا سین ہے برو؟ میں آدھے گھنٹے سے کال کر رہا ہوں۔ آپ غائب کہاں تھے؟"

"ارے التان سانس تو لے لو۔ پینٹ کر رہا تھا کال کا پتا ہی نہیں چلا مجھے۔" عرشمان فرہاد اسکندر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا! تو یہ کہیں کہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ تھے۔ پھر تو ہم غریبوں کو اگنور ہی کریں گے آپ۔"

التان نے فوراً ڈرامائی انداز اختیار کیا۔

"زیادہ فضول مت بولو بیٹا۔" عرشمان اس کے انداز پہ تھوڑا جھینپ گیا۔

"لو بھائی! آر یور نیلی بلشنگ؟ میں بتاتا ہوں ابھی ار مغان آبی کو۔" وہ کہہ کے رکا نہیں بلکہ ار مغان کو بھی کال میں کنیکٹ کر گیا۔

"السلام علیکم۔" ار مغان کی بارعب آواز کے ساتھ اس کی تصویر بھی اسکرین پر ابھری وہ ابھی ابھی باسفورس جانے کے لیے گاڑی میں نکلا تھا کہ التان کی وڈیو کال آگئی۔

"وعلیکم السلام آبی۔ یہ بھائی تو کام سے گئے۔" وہ مسکراتا عرشمان کو چھیڑنے لگا۔

عرشمان کا دل چاہا فون میں گھس کر ہی اس کی خبر لے لے۔

"آبی اس ڈراما باز کی باتوں پر دھیان نہ دیں پلیز۔"

خمار عشق نادر خان

"ہیم، التان تم سدھر جاؤ۔" ار مغان نے ہلکی سی سرزنش کی لیکن اس کے گالوں پر پڑتا گڑھا اس کے خوشگوار موڈ کی عکاسی کر رہا تھا۔

"ویسے ہو کہاں تم التان؟ پیچھے گاڑیاں نظر آرہی ہیں۔" ار مغان فکر مند ہوا اور عریشان نے فوراً ہی بات پکڑی۔

"جی آبی! یہ التان آدھی رات کو مٹر گشتیاں کر رہا ہے۔"

"اوہو بھائی!!" التان عریشان کو جواب دیتا اس سے پہلے ہی ار مغان نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

"التان!! وقت پہ گھر پہنچ جانا۔" ار مغان اس سے آٹھ سال بڑا تھا۔ تینوں میں جتنا بھی پیار تھا لیکن

ار مغان نے ہمیشہ اپنا رعب قائم رکھا تھا۔ اس سے تین سال چھوٹا عریشان بھی اس کی کہی کوئی بات

نہیں مالتا تھا۔ ابھی بھی التان فوراً سیدھا ہوا تھا۔

"آبی قسم سے کراچی میں صرف دس بجے ہیں۔ میں آدھی رات تک کہاں نکلتا ہوں۔ بس ظہیر کے

ساتھ نکلا ہوا تھا۔" وہ جلدی جلدی صفائی دینے لگا۔

عریشان اس کے بھیکے بلے بننے پر چہرہ جھکا کے ہنس رہا تھا۔ تب ہی ار مغان نے اسے پکارا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"عرشمان تم بھی سیدھے کھانا کھانے جاؤ۔ صبح سے اپنے روم میں بند ہو گے اور آنے پریشان ہو رہی ہوں گی۔" اسے ہزاروں میل دور وہاں استنبول میں بھی ماں کی فکر ستائی۔

"جی آبی۔" عرشمان بھی فوراً سیدھا ہو گیا۔

"چلو اپنا خیال رکھنا میں دودن میں لوٹ آؤنگا۔" ارمغان نے رابطہ منقطع کیا تو التان نے پھر سے پٹری بدلی۔

"ذرا تصویر سے تو۔۔۔ نکل کے سامنے آ۔۔۔"

"دفع ہو جاؤ التان۔" عرشمان نے بھی کال ڈسکنکٹ کی۔

جب کہ التان زور زور سے گانا گاتا گاڑی چلانے لگا۔

اپنے بھائیوں میں ہی تو اس کی جان بستی تھی۔ وہ گھر میں سب سے چھوٹا تھا تو شروع سے ہی سب سے لاڈ اٹھواتا آیا تھا۔

وہ میوزک لگاتا خالی سڑک کا فائدہ اٹھاتا تھوڑا تیز رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ تب ہی ایک زوردار آواز سے اس کی گاڑی سے ایک اور گاڑی ٹکرا گئی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

جاری ہے۔

قسط نمبر 2

کاپی پیسٹ کرنا منع ہے۔

نیلے سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی وہ سفید لانچ ایک دیو ہیکل و ہیل کی مانند آگے بڑھ رہی تھی۔ بحیرہ اسود کا یہ حصہ آبنائے استنبول تھا جہاں آج اس لانچ پر ایک شاندار جشن کا انتظام کیا گیا تھا۔
حشمت یلماز کتھی رنگ کے ڈنر سوٹ میں ملبوس اپنی نیلی آنکھیں دروازے پر جمائے کسی کے منتظر تھے۔ گو کہ وہ زندگی کی اسی بہاریں دیکھ چکے تھے لیکن ان کی آنکھوں میں آج بھی وہی چمک تھی جو ان

خمار عشق نادر خان

کی فہم و فراست کا پتہ دیتی تھی۔ اس وقت وہ ایک ہاتھ اپنی ہاتھی دانت کے دستے والی چھڑی پر جمائے کھڑے تھے، اچانک ہی ان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وجہ تھا وہ چھ فٹ کا وجیہہ جوان جوان کی طرف ہی آ رہا تھا، اس کے گالوں پہ پڑتا ڈمپل اس کی پرکشش شخصیت کو اور بھی نمایاں کر رہا تھا۔ "مرحبا دیدے" اس نے بارعب آواز سے اپنے نانا، حشمت یلماز کو سلام کیا۔ وہ مسکرا کر اس سے بغل گیر ہوئے، "خوش آمدید میرے شیر۔ دیدے کی آنکھوں کی ٹھنڈک!" ان کے چہرے سے چھلکتی خوشی دور ہی سے محسوس کی جاسکتی تھی۔ وہ ار مغان کو لیے چند اہم مہمانوں سے ملانے لگے۔ اپنی والدہ اور نانا کی ترک کمپنی زیادہ تر ار مغان ہی دیکھتا تھا۔ پاکستان میں فرہاد اسکندر اور عریشان چیزیں سنبھال لیتے تھے۔ لیکن بیرون ملک کی ڈیلنگز ار مغان کے ذمے ہونے کی کئی وجوہات تھیں۔ پہلی تو اس کی اپنی والدہ سے مشابہت تھی جس کی بدولت وہ خود بھی ترک ہی لگتا تھا، دوسری ار مغان کا ترکی زبان پر عبور جو اسے کاروباری حلقوں میں بہت مدد دیتا تھا اور تیسری حشمت یلماز کا اس پر بھروسہ۔ وہ اس کی کاروباری سوجھ بوجھ کے دلدادہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے بیٹے جاوید یلماز سے زیادہ وہ اپنے نواسے، ار مغان اسکندر کی مانتے تھے۔

خمار عشق ناز خان

ارمغان ایک ترک سرمایہ کار سے محو گفتگو تھا جب کسی نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

ارمغان نے سر اٹھا کر دیکھا اور نتیجتاً اس کی سمندروں سی نیلی آنکھوں میں ناپسندیدگی ہلکورے لینے لگی۔

"جانسو!" ارمغان نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا۔

وہ لڑکی سرخ ایونگ گاؤن میں تھی۔ اس کا لباس ہمیشہ کی طرح بے باک تھا۔ گہرے گلے اور ران تک لگی سلٹ کے باعث وہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں کی کھلی نمائش کرتی ایک ادائے دلفریب سے مسکرائی۔

"ارمغان ڈیر، اس بار بڑے دنوں بعد نظر آئے۔" ارمغان نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا۔ وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھی۔ اس کے سنہرے بال اس وقت ایک جوڑے میں قید تھے، سبز آنکھوں میں ارمغان کا عکس تھا۔

"میں تمہیں اتنا مس کرتی ہوں لیکن تمہیں میری بالکل فکر نہیں ہے۔"

"جانسو مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے تمہیں ایسی کوئی وجہ دی ہو کہ تم مجھے یاد کرو۔" ارمغان کا لہجہ سرد تھا۔ اس نے جانسو کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے الگ کیا۔

خمار عشق نادر خان

"کیوں؟ کیا ہم کزن نہیں ہیں؟" وہ اب کی بار ار مغان کے قریب ہوتے رازدارانہ پوچھ رہی تھی۔
وہ جاوید یلماز کی سوتیلی بیٹی تھی۔

"میرے کئی اور بھی کزنز ہیں تو میرے پاس ہر کسی کو دینے کے لئے وقت نہیں ہے۔" ار مغان کا لہجہ
سپاٹ تھا۔

وہ پلٹنے لگا تو جانسو نے پھر کہا، "جانتی ہوں تمہارا وقت قیمتی ہے۔ تب ہی تو چاہتی ہوں کہ تمہارے وقت
پہ صرف میرا حق ہو۔"

اس بار ار مغان نے اس کو سن کر بھی ان سنا کیا اور آگے بڑھ کر ایک اور سرمایہ کار سے کچھ ڈیٹیلز ڈسکس
کرنے لگا۔

آج کی پارٹی میں شرکت اسی لئے ضروری تھی کیونکہ وہ یہاں اپنے تمام شئیر ہولڈرز کو اپنی غیر
موجودگی سے غلط تاثر نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کی ایسی محفل میں موجودگی ہی حصص مارکیٹ میں ان کے
ریٹ بڑھادیتی تھی۔ لوگ یہاں اس کے پانچ منٹ پالینے کو بے تاب تھے۔ لیکن جانسو سے اسے بہت
الجھن ہوتی تھی۔ وہ بار بار اسے دو ٹوک انداز میں یہ باور کراچکا تھا کہ اسے اس میں کوئی دلچسپی نہیں
ہے۔ لیکن وہ بہانے ڈھونڈتی تھی اس کے قریب آنے کے۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان چند گھنٹوں بعد حشمت بے کے ساتھ کھڑا تھا۔

"دیدے آپ کا کیا انداز ہے؟" وہ حشمت یلماز کی دوراندیشی کا معترف تھا۔

"تم انقرہ جاؤ اور اس بار ہماری کنسٹرکشن کمپنی کو ایکسپینڈ کرو۔" حشمت یلماز نے سوچتے ہوئے کہا۔

"زبردست دیدے۔ میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔" ارمغان انہیں تفصیل سے ان کمپنیوں کے بارے میں بتانے لگا جن پر کافی مہینوں سے اس کی نظر تھی۔

"جمانہ! یہاں آؤ۔" جمانہ کی والدہ نے اسے آواز دی جو ایک کتاب ہاتھ میں لے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

"جی اماں جان!" وہ فوراً ہی ان کے پاس آئی۔

"بیٹا کل تم اچھا سا کوئی لباس پہن کر عصر تک تیار رہنا۔ تمہارے آغا جان کے کچھ مہمان آئیں گے۔" رضیہ بیگم نے بیٹی کو بتایا۔

ان کے شوہر، شہرام خان کے ایک شہری دوست اپنی شریک حیات اور فرزند کے ساتھ کل مدعو تھے۔ وہ چاہتی تھیں کہ جمانہ اس وقت کسی قسم کی اول جلول شرارت کرتی عجیب سے حلے میں محسن کے ساتھ نہ پھر رہی ہو۔ تب ہی اسے پہلے سے بتا رہی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

جمانہ نے ان کی بات سنی اور سیدھا پیچھے کے باغ میں جا پہنچی جہاں محسن اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا ہوامانی منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے؟" اس نے جمانہ کو دیکھ کر کہا۔

"گڑ بڑ ہو گئی محسن۔ اماں جان نے کہا کہ کل تو محمان آرہے ہیں۔" جمانہ نے فوراً بتایا۔

وہ دھپ سے محسن کے برابر آکر بیٹھی۔ محسن نے اس کا پھولا ہوا منہ دیکھا تو اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کیا۔

"تو مانی؟ اچھا ہے نا۔ ہم اپنا جال چیک کر لیں گے۔" محسن نے حل نکالا۔

"کیا؟ نہیں بھی یہاں کیسے؟" جمانہ ہچکچائی۔

"مانی ڈرپوک کب سے ہو گئیں آپ؟ ہم نے گیدڑ پکڑنے والا جال بنایا ہے اگر اس میں شہری گیدڑ

پھنس جائے تو بھی تو ٹھیک ہی ہے۔" محسن شرارت سے مسکرایا۔

"محسن نہیں ہم ایسا نہیں کریں گے۔ آغا جان کے مہمان ہیں۔ اگر کچھ غلط ہوا تو اس بار بہت سخت سزا

دیں گے۔" جمانہ نے صاف انکار کیا۔

"آج تک انہوں نے آپ کو اونچی آواز میں ڈانٹا بھی ہے؟ آغا جان آپ کو کچھ نہیں کہیں گے اور ویسے

بھی۔ وہ یہاں آئے گا تھوڑی۔" محسن اپنی ضد پر اڑا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"دیکھیں نہ ہی میں انہیں یہاں بلاؤنگانہ ہی آپ، لیکن اگر قسمت ہی انہیں یہاں لے آئے تو کیا کہہ سکتے ہیں۔"

"محسن میں بتا رہی ہوں۔ اس بار مجھے ایسا کرنا خطرناک لگ رہا ہے۔"

"کچھ نہیں ہوتا۔" محسن نے اس کے خدشات کو چٹکیوں میں اڑا دیا۔

زوردار آواز سے التان کی گاڑی سے ایک اور گاڑی آٹکرائی تھی۔ شکر ہے موٹر کی وجہ سے گاڑی کی رفتار اتنی تیز نہیں تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہلکا ہلکا در داٹھ رہا تھا لیکن بظاہر اس کے حواس بحال تھے۔ وہ گاڑی بند کرتا پیچھے کی گاڑی کو دیکھنے آیا۔ گاڑی سے ابھی تک کوئی باہر نہیں نکلا تھا۔

"اوہ کہیں کوئی زخمی تو نہیں ہو گیا۔"

التان تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے پر آیا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ بجایا۔ کوئی جواب نہ پا کر اس نے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ سڑک پر اس وقت اندھیرا تھا۔ شاید اس کھمبے پر لگی اسٹریٹ لائٹ فیوز ہو گئی تھی۔

اس نے موبائل کی ٹارچ سے اندر دیکھنے کی کوشش کی تو اسے دھچکا لگا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سنہرے لباس میں کوئی سچی سنوری لڑکی بے ہوش تھی۔

خمار عشق نادر خان

"یہ تو دلہن ہے۔" التان نے خود کلامی کی۔

اس نے دوبارہ کھڑکی کا شیشہ بجایا لیکن وہ اسے جگانے میں ناکام رہا۔ التان تیزی سے پیچھے والے دروازے تک آیا۔ گاڑی میں اس لڑکی کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

ایک لمحہ سوچنے کے بعد، التان نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر پچھلے شیشہ پر پے درپے کی ضرب لگائیں۔ کچھ دیر کی محنت کے بعد شیشہ چھنا کے سے ٹوٹا، اس کی کرچیاں ہر طرف پھیل گئیں۔ التان نے اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ کر شیشہ کے ٹکڑے ہٹا کر اپنے لیے جگہ بنائی۔ وہ احتیاط سے اندر ہاتھ ڈال کر پچھلے دروازے کا لاک کھول چکا تھا۔ التان نے تیزی سے اندر جھانکا وہ ابھی بھی بے ہوش تھی۔

پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے اگلی سیٹ کی پشت گرائی اور آگے جھک کر اس کا کندھا نرمی سے ہلایا۔

"ایسکیوز می؟" جب دو تین بار بھی اس کی پکار کا کوئی جواب نہیں آیا تو التان نے عجلت میں آگے کا دروازہ انلاک کیا اور گاڑی سے باہر نکل کر اسے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے سے باہر نکالا۔

خمار عشق نامر خان

اسے بازوؤں میں اٹھائے وہ اپنی گاڑی تک آیا اور اسے احتیاط سے اندر بٹھایا۔ اب کار کی لائٹس آن ہوئی تو ایک لمحے کے لئے وہ ششدر رہ گیا۔

اس کے چہرے پر اتنی ہی معصومیت تھی۔ وہ کافی کمسن لگ رہی تھی۔ شاید اٹھارہ انیس سال کی تھی۔ وہ سنہرے رنگ کے بھاری شرارہ میں سولہ سنگھار کیے ہوئے تھی۔ اس نے سر پر کامدار دوپٹہ لے رکھا تھا۔ ماتھے پہ آتی دوپٹے کی کرن لہورنگ ہو رہی تھی۔

التان نے فوراً دوپٹہ کھسکا کر دیکھا اس کے سر کے کسی حصے سے خون رس رہا تھا۔ التان نے تیزی سے اس کو سیٹ بیلٹ لگائی اور اس کا بھاری شرارہ احتیاط سے اندر کیا تب ہی اس کو اندازہ ہوا کہ شرارہ کا نچلا حصہ بھی سرخ ہو رہا ہے۔ اس نے تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر شرارہ سر کا یہ تو اس کے پاؤں سے رستا خون نظر آیا۔ اس کی پائل اس کے ٹخنے کے پاس جلد میں پیوست ہو گئی تھی، خون کی ایک لکیر تھی جو اس کے سکینڈل میں مقید دودھیا پاؤں رنگ رہی تھی۔ التان عجلت میں دروازہ بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور ہوا کے دوش پہ گاڑی اڑاتا اسپتال کی طرف چل پڑا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

اتنی ریش ڈرائیونگ اس نے زندگی میں کبھی نہیں کی تھی۔ اسپتال کے کمپاؤنڈ میں پہنچتے ہی اس نے ویلے کو کار کی چابی تھمائی تھی اور خود اسے بازوؤں میں بھرتا اندر بھاگا تھا۔ ایمر جنسی میں موجود ڈاکٹر بھی ایک زخمی دلہن کو دیکھ کر فوراً آئی تھی۔

"ڈاکٹر پلیز چیک کریں ان کے سر سے بہت خون نکل رہا ہے" التان اسے ایمر جنسی وارڈ میں ایک بیڈ پر لٹاتا کہہ رہا تھا۔

"سر آپ ان کے کون ہیں؟ مجھے یہ پولیس کیس لگ رہا ہے۔" وہاں ڈیوٹی پر موجود نرس نے خدشہ ظاہر کیا۔

"مائی گاڈ! آپ کم از کم اس کا خون تو روکیں آپ کو تفتیش کی پڑ گئی ہے۔" التان کو شدید غصہ آیا۔
"ہماری مجبوری ہے۔ اگر یہ پولیس کیس ہے تو ہمیں ان کے آنے کا ویٹ کرنا ہوگا۔" نرس ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ میری بیوی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور آپ اسے چیک کرنے کی بجائے مجھے قانون پڑھا رہی ہیں۔" التان دھاڑا تو ڈاکٹر اور نرس اس کے بیوی لفظ پر فوراً ہی اس کو چیک کرنے لگیں۔

خمار عشق ناز خان

اس کے سر سے دوپٹہ ہٹا کر انہوں نے اچھی طرح دیکھا۔ خوش قسمتی سے ہلکے سے کٹ سے خون نکل رہا تھا جو سر کی اوپری جلد پر ہی نظر آ گیا تھا اور نہ چیک کرنے کے لیے انہیں سر کا وہ حصہ شیو کرنا پڑتا۔ نرس اس کے سر کی بینڈج کرنے لگی اور التان نے ڈاکٹر کو اس کے پیر کے زخم کا بتایا۔ نازک سے پیروں سے وہ پائل کے ٹکڑے احتیاط سے نکالتے ہوئے ڈاکٹر نے ٹانگیں لگائے۔ التان لب بھینچے اس کا ٹریٹمنٹ ہوتے دیکھ رہا تھا۔ جب ہی نرس ایک فارم لئے اس کی جانب بڑھی۔

"سر مرضہ کا نام؟"

"مسز التان فرہاد اسکندر" التان نے کڑے تیوروں سے کہا کہ کہیں یہ عملہ پھر سے اس کا علاج کرنا نہ چھوڑ دے۔ وہ اب اس کو ڈرپ لگا چکے تھے۔

ڈاکٹر اس کے پاس آ کر رکی۔

"بظاہر ان کے سارے واسٹلز نارمل ہیں۔ وہ شاک سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ لیکن ہم نے انہیں ڈرپ لگا دی ہے۔ آپ ڈرپ ختم ہونے کے بعد ان کو لے جاسکتے ہیں۔" وہ پرو فیشنل انداز میں کہتی دوسرے مریضوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

التان نے ایک گہری سانس لی اور پلنگ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کو خیال آیا کہ وہ عریشان کو کال کر کر بتادے۔ اپنی جیبیں ٹٹولی تو اندازاً ہوا فون گاڑی میں ہی رہ گیا تھا۔

اس کا دل نہیں مانا کہ وہ اسے اکیلا چھوڑ کر پارکنگ تک جائے۔ اگر اسے پیچھے ہوش آجاتا تو وہ سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر بیٹھ گیا۔

"پتہ نہیں کون ہے یہ؟ اس طرح دلہن کو اکیلے کون بھیجتا ہے گاڑی میں؟" وہ اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جب وہ ہلکا سا کسمسائی۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو ایک خوب رو نوجوان کو اپنے سرہانے کھڑا پایا۔

اس نے گھبرا کر اٹھنا چاہا لیکن وہ فوراً ہی آگے آیا اور اسے اشارے سے اٹھنے سے منع کیا۔

"آپ لیٹی رہیں۔ آپ کو ڈرپ لگی ہوئی ہے۔" التان نے دھیمی آواز میں کہا۔

اسپتال کی ایمر جنسی میں کچھ دیر قبل ایک اور کیس آیا تھا۔ مریض کے ساتھ موجود لوگ زیادہ ہی شور مچا

رہے تھے تو ڈاکٹر اور نرس کی ساری توجہ ان کی طرف ہو چکی تھی۔ التان چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس

لڑکی کو اس کے گھر والوں تک پہنچادے۔

"آپ کون ہیں؟" اس لڑکی کی آواز میں گھبراہٹ واضح تھی۔

خمار عشق نادر خان

"میں التان اسکندر ہوں۔ آپ کو یاد ہے کہ آپ کی گاڑی میری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی؟" التان نے اسے یاد دلایا تو وہ جھٹکے سے اٹھی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ اتنی تیزی سے گاڑی چلاتی کہاں جا رہی تھی۔ "مجھے فوراً اپنے گھر جانا ہو گا۔ کیا ٹائم ہو رہا ہے اور میں کب سے یہاں ہوں؟" وہ اپنے ہاتھ سے ڈرپ نکالتی بستر سے نیچے اترنے لگی۔

"ابھی تو بارہ بج چکے ہیں، تقریباً دو گھنٹے ہوئے ہیں ایکسیڈنٹ کو۔" التان نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جو تیزی سے نیچے اتر رہی تھی اپنا پاؤں زمین پر رکھتے ہی کراہی۔

"ارے! دھیان سے۔ آپ کے پیر میں اسٹچس آئے ہیں۔" التان نے اسے لپک کر سہارا دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف کی شدت سے آنسو آئے لیکن وہ التان کے ہاتھ کو اپنے بازو پر سے ہٹا چکی تھی۔ "آپ کو کچھ دیر آرام کرنا چاہیے۔" التان نے اس کی حالت کے پیش نظر کہا۔

"نہیں مجھے فوراً اپنے گھر پہنچنا ہے مسٹر التان۔" وہ اپنا دوپٹہ برابر کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"تو پھر میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ آپ کی گاڑی شاید اب بھی ایکسیڈنٹ سائٹ پہ ہوگی۔ میں کسی کو بھیج کر منگواتا ہوں بس میرا فون مل جائے۔" التان نے اسے تفصیل بتائی۔

خمار عشق نادر خان

چند لمحے سوچ کر وہ مان گئی۔ اس وقت کوئی رکشہ یا ٹیکسی کرنے سے اسے یہ بہتر لگا کہ وہ اسی مہربان کا ساتھ قبول کر لے۔ وہ اپنا شرارہ سنبھالتی اس کے ساتھ چل پڑی۔ التان پہلے ہی بل ادا کر چکا تھا۔ وہ لابی میں پہنچے تو التان نے اسے پکارا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"جی... "وہ چونکی۔ اس مہربان اجنبی کو دیکھا جو اس کا نام سے بھی لاعلم تھا۔ "نینشا۔۔۔ نینشا فاروق۔" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔

رات کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔ روشنیوں سے جگمگاتی لانچ کے اس حصے میں نسبتاً آندھیرا تھا۔ ایک شخص فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔

"وہ یہاں موجود ہے۔" اس نے ترک زبان میں لائن کے دوسری طرف موجود وجود کو کہا۔
"تم اپنے آدمی سے کہو آج کام مکمل ہو جائے۔ پھر پتا نہیں وہ کب ہاتھ لگے۔" اس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں نشے اور غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔

خمار عشق ناز خان

"آپ فکر نہ کریں بے۔ کل کا سورج ارمغان فرہاد اسکندر نہیں دیکھ پائے گا۔" دوسری طرف سے سرد آواز میں کہا گیا۔
جاری ہے۔

قسط نمبر 3

#خمار عشق

#رائٹر ناز خان

کاپی پیسٹ کرنا یا کسی بھی ویب سائٹ یا چینل پر اپلوڈ کرنا منع ہے۔

التان نیشا کو لیے نیچے پہنچا اور کہا، "اپ رکیں میں گاڑی پارکنگ سے نکال کر لاتا ہوں۔ آپ بیچ پر بیٹھ جائیں یہاں۔" التان کو اس کے پیر کی تکلیف کی فکر تھی۔

خمار عشق نامر خان

ینیشا بھی سر اثبات میں ہلاتی بیچ پر بیٹھ گئی۔ وہ التان کو ظاہر نہیں کر رہی تھی لیکن اس کے پیر میں چلنے سے ٹیسس اٹھ رہی تھی۔

اس کو بیٹھے ہوئے ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک آدمی بیچ کے سامنے سے گزر کر گیا۔ دو منٹ بعد وہ واپس پلٹ کر آیا اور ینیشا کے سامنے سے گزرتے ہوئے خباثت سے "ماشاء اللہ" کہتا گزر گیا۔ ینیشا پریشان ہوئی۔ اسے اندازا ہوا کہ وہ اس وقت دلہن کے لباس میں پوری طرح سے سچی سنوری سب کی نظروں میں آرہی ہے۔ وہ آدمی دوبارہ واپس آ رہا تھا۔

ینیشا تیزی سے اٹھی اور پارکنگ کی طرف جانے لگی۔ اسپتال کی پارکنگ انڈر گراؤنڈ تھی۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ التان کی گاڑی کہاں ہے۔ اتنا تو اسے سمجھ آ رہا تھا کہ اس لباس میں آدمی رات کو ٹیکسی کرنا خطرناک ہوگا۔ پھر اس کے پاس تو پیسے فون کچھ بھی نہیں تھا۔ پتہ نہیں گھر پہنچنے کی کیا محاط بنایا ہوا ہوگا۔ وہ تھوڑا تیزی سے چلنے لگی تب ہی کسی نے پیچھے سے اس کے دوپٹے کا کونہ کھینچا۔ وہ غصے سے مڑی تو وہی آدمی دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"کہاں میری رانی؟ کھو گئی ہو کیا؟" اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور نیشا کو فرودہ سی چند قدم پیچھے ہٹی اور کسی سے ٹکرا گئی، نیشا نے پلٹ کر دیکھا اور التان اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہراتے دیکھ کر چونکا۔

"کیا ہو گیا نیشا؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟"

"وہ۔۔۔ یہ آدمی۔۔۔" نیشا نے اشارہ کیا اور التان نے پیچھے کھڑے اس آدمی کو کڑی نظروں سے گھورا،

"کوئی مسئلہ ہے تمہیں؟" ایک تو التان کا قد کاٹھ، اور اس کا ڈیل ڈول پھر اس پر ایسی گرجدار آواز۔ وہ آدمی اس کے تیور دیکھ کر واقعی دم دبا کر بھاگا۔

"چلیں نیشا۔ میں گاڑی لے آیا ہوں۔" التان اسے لئے گاڑی تک آیا اور فرنٹ سیٹ پر اس کے بیٹھنے کے ساتھ احتیاط سے اس کا شرارہ اندر کرتے ہوئے دروازہ بند کیا۔

"تو آپ کہاں رہتی ہیں؟" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا اس سے پوچھنے لگا۔

نیشا نے اسے گھر کا پتہ دیا جو التان نے گاڑی کے جی پی ایس میں ایڈ کر دیا۔ وہ لوکیشن دیکھتا ہوا گاڑی چلانے لگا۔

خمار عشق نادر خان

"مسٹر التان! "نیشا نے اسے دھیرے سے پکارا۔

"جی؟" التان نے اس کی طرف رخ کیا۔

"کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتی ہوں پلیز؟"

"اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ میرا فون کہاں گرا ہے۔" التان کو بھی یاد آیا کہ عرثمان کو کال کرنی ہے۔ وہ گاڑی

میں ادھر ادھر فون ڈھونڈنے لگا۔ تب ہی نیشا نے اپنے پیر کے پاس اس کا فون گرا ہوا دیکھا۔

ایکسیڈنٹ کے وقت التان کا فون ڈیش بورڈ سے گرا تھا اور اب اس کی اسکرین پر دراڑ آگئی۔

"میری وجہ سے آپ کا کتنا نقصان ہو گیا ہے۔" نیشا نے بند فون کو دیکھتے افسوس سے کہا۔

"ارے آپ اتنا پریشان مت ہوں، میں چار جنگ پہ لگا کر دیکھتا ہوں شاید چل پڑے۔" التان کا چارجر

سے فون کنیکٹ کرتا کہنے لگا۔

"ویسے اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟" التان کے تجسس نے اسے بالا خر

سوال کرنے پر مجبور کر ہی دیا۔

"جی پوچھیے۔" نیشا نے دھیمے لہجے میں اجازت دی۔

"آپ اتنی تیزی میں کہاں جا رہی تھیں؟"

خمار عشق نامر خان

"اپنے نکاح میں۔" نیشا نے مختصر جواب دیا۔

التان نے مزید کچھ نہیں پوچھا۔

آدھے گھنٹے خاموشی سے گاڑی چلتی رہی تب ہی نقشے کے مطابق وہ نیشا کے دئے گئے پتے پر پہنچ چکے تھے۔

"آپ کا بہت شکریہ مسٹر التان۔ میں آپ کا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔" نیشا نے خلوص سے کہا اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

دروازہ کھلا ہوا ہی ملا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ داخلی باغ سے گزر کر لاؤنج میں داخل ہوئی۔ اس کے داخل ہوتے ہی فرحانہ چچی کی طنز میں ڈوبی آواز آئی۔

"آگئیں محترمہ!" کمرے میں موجود سب نفوس اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ عنایت چچا، ثمرہ اور شاہد بھائی سب ہی اس کی طرف غصے سے دیکھ رہے تھے۔

"میں پوچھتی ہوں ہماری عزت کی دھجیاں بکھیر کر اب یہاں کیا لینے آئی ہے یہ؟" چچی نے آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑ دیا۔

وہ سسک اٹھی، "چچی میری بات تو۔۔۔"

خمار عشق نامر خان

"زبان بند ہی رکھو اپنی تمہیں شابی بی!" ثمرہ نے زہر خند لہجے میں کہا۔ "تمہاری وجہ سے میرے بھائی کا گھر بننے سے پہلے ہی اجڑ گیا۔ جب تمہیں معلوم تھا کہ انہوں نے شرط رکھی تھی پھر تم کیسے بھاگ گئیں؟" ثمرہ حلق کے بل چیخی تھی۔

"پلیز میری بات سنیں۔ میں بھاگی نہیں تھی۔۔۔" وہ ایک قدم آگے آئی۔ "شاہد بھائی۔۔۔ میں تو آپ کی خوشی کی خاطر اس آدمی سے شادی کے لئے تیار ہو گئی تھی۔۔۔" اس کی آواز رندھ گئی۔ "تو؟ احسان کر رہی تھیں کیا مجھ پر؟ ہمارے باپ نے تمہیں پالا پوسا، تعلیم دلائی تو کیا تمہاری زندگی پر وہ اتنا حق نہیں رکھتے؟" شاہد بھائی کی دھاڑ پر وہ اور سہم گئی۔ گھبرا کر چچا کی طرف رخ کیا، "چچا ڈرائیور مجھے غلط ہال میں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا، میں۔۔۔ میں خود گاڑی چلا کر واپس۔۔۔ آرہی تھی لیکن میری گاڑی ٹکرا۔۔۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بہ مشکل کہہ رہی تھی۔

فرحانہ نے سوچا کہیں عنایت اپنی بھتیجی پر یقین ہی نہ کر لیں۔ اتنی محنت سے ان ماں بیٹی نے یہ منصوبہ بندی کی تھی کہ وہ ان کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے نکل جائے اور اس کے باپ فرقان اللہ کی چھوڑی ہوئی دولت عنایت اللہ اور ان کی اولاد کو مل جائے۔ مگر یہ رو دھو کر پھر سے ان کے شوہر کا دل پگھلانے والی تھی۔ انہوں نے اس کی بات درمیان سے ہی اچک لی۔

خمار عشق نادر خان

"جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ تم کیسی داستانیں گڑھ رہی ہو؟ ڈرائیور نے خود بتایا ہے کہ تم کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی تھیں۔ وہ بے چارہ تو غریب آدمی ہے۔ سچ بتاؤ کہ عزت پنکی بھی ہے یا منہ کالا کر کے ہمارے در پہ لوٹ آئی ہو۔۔۔"

"چچا یہ جھوٹ ہے۔ قسم لے لیں میں کسی لڑکے کو نہیں جا۔۔۔" نیشا تڑپ ہی گئی۔

وہ جو اپنے کردار پر کچھڑا چھالے جانے پر اپنے چچا کے سامنے دہائیاں دے رہی تھی۔ اسی چچا کے زوردار طمانچے پر بری طرح لڑکھرائی، کئی قدم پیچھے جا کر اس کا نازک وجود ایک چوڑے سینے سے جا ٹکرایا۔ اس نے سر اٹھایا اور آنکھوں میں سرا سیمگی لیے اس مہربان کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا، نیشا نے پہلی بار اس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلتے دیکھے۔

التان فرہاد اسکندر نیشا کے کانپتے وجود کو تھامے وہاں موجود ہر انسان کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

زینہ اور اس کی سہیلیوں کا گروپ خوشی خوشی لانچ پہ سوار ہوا تھا، یہ لانچ باسفورس کے ذریعے انہیں ساحلی پٹی کے ایک گاؤں پہنچانے والی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"یار یہاں سے سمندر کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔" عظمیٰ اپنے فون سے ارد گرد کے حسین مناظر کی تصویریں لیتے ہوئے بولی۔

"بے شک! کمال ہے۔" مایہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی وہ یہاں وہاں گھوم کر ریلز بنا رہی تھی۔ صرف ایک زینہ ہی تھی جو ان سب کی طرح اپنا فون یا کیمرہ ہاتھ میں پکڑے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ ڈیک پہ کھڑی گہری سانس لیتی اس تازہ فضا کو اپنے اندر اتار رہی تھی۔ سمندر کی نمکین سی مہک، اور لہروں کے شور پر حاوی سمندری پرندوں کی آوازیں۔ غروبِ آفتاب کا یہ منظر بہت خوبصورت تھا۔ وہ یونہی کئی منٹ آنکھیں بند کیے قدرت کے ان شاہکاروں کو سراہتی رہی۔ دفعتاً ایک الگ قسم کے شور پر اس نے آنکھیں کھولیں۔

ان سے کچھ فاصلے پر ایک شاہانہ یاٹ سمندر میں تیر رہی تھی۔ ان کی اپنی لانچ کے سامنے وہ لانچ بہت ہی عالیشان لگ رہی تھی۔ وہاں کی سجاوٹ بھی بہت اعلیٰ تھی، شاید وہاں کوئی دعوت یا جشن ہو رہا تھا۔ اتنی دور تک موسیقی کی آواز سنی جاسکتی تھی۔

"بھئی مزے ہیں ان لوگوں کے۔" مایہ بھی اب زینہ کے برابر کھڑی اسی لانچ پر تبصرہ کر رہی تھی۔ "انہیں چھوڑو اس گاؤں کا نام بتاؤ جہاں ہم جا رہے ہیں؟" زینہ کو تجسس ہوا۔

خمار عشق نادر خان

"کانیجا، بہت مشہور ہے۔" عظمیٰ نے جواب دیا۔

"کس بات کے لئے؟" زینہ کو جاننے کا اشتیاق ہوا۔

"اپنے خاص دہی کے لیے۔"

"ہیں؟؟ دہی میں ایسا کیا خاص ہوا؟" مایہ تھوڑا بد مزہ ہوئی۔

"بھی ہو گا کچھ خاص، کراچی کا ڈھاکہ سوئیٹس کا میٹھا دہی بھی تو مشہور ہے۔" زینہ نے اپنے طور پر مایہ کو مطمئن کیا۔

"ویسے وہاں اور بھی چیزیں ہیں۔ جیسے سی فوڈ بہت عمدہ ملتا ہے کیونکہ یہ گاؤں ماہی گیری کے لئے بھی مشہور ہے۔" عظمیٰ نے مزید معلومات دیں۔

"چلو مایہ جو بھی ہے تمہیں کھانے پینے کے بہت مواقع ملیں گے۔" زینہ نے اسے اس کے چٹورے پن پر چھیڑا۔

"زیادہ فری مت ہو۔" وہ تینوں ایسے ہی نوک جھونک کرتی اپنے کیمپ میں چلی گئیں۔ سفر زیادہ لمبا نہیں تھا۔ دو سے تین گھنٹے میں وہ وہاں پہنچنے والے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ رات لائچ پر ہی ٹھہر کر صبح ساحل پہ نکل جائیں گی۔

خمار عشق نادر خان

آسمان پر اچانک ہی بادل گھر آئے تھے۔ کھلے سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی سفید لالچ سمندر کے نیلگوں پانی میں اچانک ہی ڈولنے لگی تھی۔

ارمغان اسکندر نے حشمت یلماز کی تلاش میں نظریں ادھر ادھر دوڑائیں۔ لیکن وہ شاید اپنے کیبن میں چلے گئے تھے۔ تب ہی ایک ویٹر اس کے قریب آکر ترکی زبان میں کہنے لگا۔

"بے! آپ کو حشمت بے یاد کر رہے ہیں ان کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔" ارمغان فوراً ہی باہر کی طرف لپکا۔

"دیدے کی طبیعت کو کیا ہوا؟" اس کے انداز میں تشویش تھی۔ ویٹر اسے اوپر کی ڈیک کی طرف لے جانے والی سیڑھیوں پر لے آیا۔

"یہاں؟" ارمغان نے اچنبھے سے کہا۔

"جی بے۔ وہ اوپر ہیں۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"دیدے اس خراب موسم میں اوپر کیا کر رہے ہیں۔" لہروں کے شور میں ار مغان تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر آیا۔ رینگ کے پاس کوئی کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کے ار مغان ایک قدم آگے بڑھتا۔ اچانک ہی پوری یاٹ تاریکی میں ڈوب گئی۔

"دیدے؟" ار مغان نے دور کھڑے وجود کو آواز دی۔ سمندری ہوائیں منہ زور ہو رہی تھیں۔ ایسے میں وہ رینگ کے سہارے تھوڑا آگے بڑھا ہی تھا کہ بائیں کندھے میں تکلیف کی شدید لہر اٹھی۔ ار مغان کے جسم کو ایک جھٹکا لگا۔ کسی نے سائنسر لگی گن سے اس پر فائر کیا تھا۔ وہ پلٹاتا کہ حملہ آور کا چہرہ دیکھ سکے لیکن پیچھے سے کسی نے اچانک ہی اس کے گلے میں پھندہ ڈالا تھا۔ ار مغان نے خود کو چھڑانے کے لئے تگ و دو جاری رکھی۔ مقابل کی پکڑ بہت سخت تھی۔ ار مغان نے دونوں ہاتھوں سے پھندہ پکڑ کر اس کا دباؤ اپنی گردن پہ سے کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنی پوری قوت لگاتا سے دھکیلنے ہی والا تھا کہ سامنے سے ایک اور آدمی اس پر حملہ آور ہو گیا۔ گھپ اندھیرے میں ار مغان کو صرف ہیولے ہی نظر آرہے تھے۔ وہ بہت اچھا فائٹر تھا لیکن کندھے کی تکلیف اور گلے میں ڈلے پھندے کے باعث وہ بالکل بے بس ہو گیا تھا۔ وہ اب سامنے سے خود پر حملہ آور ہوئے شخص کی لاتوں اور گھونسوں سے خود کا بچاؤ کر رہا تھا۔ تب ہی عقب سے اس کے سر پر کوئی وزنی چیز آکر لگی۔ ار مغان کا ذہن آہستہ آہستہ تاریکی میں

خمار عشق نادر خان

ڈوب گیا۔ اس کے بے جان ہوتے جسم کو تین آدمیوں نے بہ مشکل اٹھایا اور سمندر کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا۔

قسط نمبر 4

کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں

"مایہ! اٹھ جاؤ بھئی!" زینہ اسے کوئی تیسری بار آواز دے رہی تھی۔

مایہ تو ایسے سو رہی تھی جیسے یہ پوری چھٹیاں صرف سونے کے لیے آئی ہو۔

"مایہ!!" تنگ آکر زینہ نے اسے تکیہ کھینچ کر مارا۔

بالآخر مایہ نے کسمسا کر آنکھیں کھول ہی دیں تھی لیکن مندی مندی آنکھوں سے اپنے فون میں وقت

دیکھتے ہی وہ تڑخ کر کہنے لگی۔ "زینہ یا رلہ کا واسطہ سونے دو مجھے، صبح پانچ بجے کون اٹھتا ہے۔"

"تو ہم نے رات کو طے تو کیا تھا کہ طلوعِ آفتاب ساحل پر جا کر دیکھیں گے۔ اب ایسے تو دن نکل آئے

گا۔" زینہ نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ جس کے جواب میں مایہ نے تکیہ منہ پر رکھا اور دوسری

طرف کروٹ بدل لی۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود ہی جا رہی ہوں۔" زینہ بھی جھنجلا گئی۔

خمار عشق نامر خان

وہ کپڑے تبدیل کر چکی تھی۔ پیازی رنگ کی جیکٹ کے ساتھ سفید لانگ شرٹ اور آسمانی جینز کے اوپر اس نے پیازی رنگ کا ہی اسکارف لیتے ہوئے اپنا سر ڈھکا تھا۔ ایک نظر آئینہ میں خود کو دیکھتی وہ کہیں سے باہر نکل آئی۔

ابھی پوری طرح سے روشنی نہیں ہوئی تھی۔ مشرق کی سمت سے ہلکی سی روشنی کی لکیریں رونما ہو رہی تھیں۔ زینہ نے ایک نظر اطراف کا جائزہ لیا۔ خوش قسمتی سے اس کی ڈیوٹی پر مامور گارڈ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ وہ ڈیک پر ایک کرسی کی پشت سے گردن ٹکائے خراٹے لے رہا تھا۔ زینہ دبے پاؤں وہاں سے نکلتی کشتی سے نیچے اتر آئی۔

"شکراً الحمد للہ ورنہ یہ پوری فوج لے کر میرے پیچھے آ جاتا اور میری سیر کا مزہ خراب کرتا۔" وہ دل ہی دل میں کہتی ساحل کی طرف بڑھ گئی۔

زینہ کو فطرت سے بہت لگاؤ تھا۔ وہ قدرتی خوبصورتی کی دلدادہ تھی۔ اس وقت ترکی کا یہ حسین ساحل بالکل خاموش تھا۔ رات بھر تغیان کے بعد اب سمندر قدرے پرسکون تھا۔ ایسے میں وہ ساحل پر خراماں خراماں چلی جا رہی تھی۔ کچھ فاصلے پر ایک چٹان تھی۔ زینہ کا دل چاہا کہ وہ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر ان

خمار عشق نادر خان

قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہو جائے۔ وہ جلدی جلدی اس چٹان تک پہنچی اور ادھر ادھر دیکھتی پیر
نیچے لٹکا کر بیٹھ گئی۔

"واہ!!! کتنا پرسکون نظارہ ہے۔" وہ اس منظر کو سراہتی ہوئی آس پاس دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے
لبوں سے دبی دبی چیخ نکل گئی۔

چٹان کے نچلے حصے پر کوئی آدمی زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے پورے کپڑے پانی میں شرابور
تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بھری موجوں سے لڑتا رہا ہو۔ زینہ نے ادھر ادھر دیکھا ساحل پر اس کے سوا
کوئی نہ تھا۔ وہ تیزی سے نیچے اترتی ہوئی چٹان کے نچلے حصے تک آئی۔ اس شخص کا رخ سیدھا کیا اور ایک
لمحے کو ٹھٹک گئی۔

بلاشبہ وہ ایک بہت خوبصورت مرد تھا۔ اس کی سرخ و سپید رنگت اور بھورے بالوں سے وہ ترک ہی لگ
رہا تھا۔ زینہ نے تیزی سے اس کی گردن پر انگلی رکھ کر اس کی نبض ٹٹولی۔
"شکر ہے!" اس کی نبض چل رہی تھی لیکن اس کی رفتار بہت دھیمی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"یہ زندہ ہے۔ لیکن یہ سانس نہیں لے پا رہا۔۔۔" زینہ نے خود کلامی کرتے ہوئے تیزی سے اسے اس کے نیلے کوٹ سے آزاد کیا اور اس کی سینے کے اوپری بٹن کھول کر تیزی سے اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی پانی نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔

"شائد یہ ڈوب رہا تھا۔۔۔ اسے سی۔ پی۔ آر دینا ہو گا۔" وہ انداز الگاتی اس پر جھک گئی۔ ایک ہاتھ سے اسکے لبوں کو کھولتی وہ تیزی سے اس میں اپنی سانسیں بھرنے لگی۔ اس لمحے اسے بس ایک ہی دھن تھی کہ کسی طرح سے اس کی معدوم ہوتی دھڑکنوں کو زندگی کی نوید مل جائے۔ وہ اپنے ہتھیلیاں اس کے سینے پر جمائے اس کے دل کے مقام پر پمپ کر رہی تھی۔ ایک بار پھر زینہ نے اپنے لب اس کے لبوں پر رکھے اور سمندر کے نمکین پانی کا ذائقہ اپنی زبان پر محسوس کرتے پھر سے اس میں اپنی سانسیں بھریں۔ دفعتاً اس زخمی وجود نے ایک جھٹکا سا لیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں آہستہ سے کھولیں اور زینہ نے خود کو سمندر سی نیلی آنکھوں میں جھانکتا پایا۔

ارمغان اسکندر نے آنکھیں کھولیں تو اس کی نگاہیں ایک چہرے پر پڑیں۔ دمکتی رنگت کے ساتھ بیضوی چہرہ جس کی جان دو بادام سی شہر رنگ آنکھیں تھیں۔ وہ اپنی خمدار پلکیں اٹھائے اس وقت ارمغان اسکندر کے اتنے قریب تھی کہ وہ اس کے لبوں کی اضطراری جنبش بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے

خمار عشق نادر خان

اسے دیکھے گیا۔ اس کے ذہن پر چھائے ہوئے بادلوں کے چھٹنے سے پہلے ابھرنے والا پہلا خیال بڑا
معصومانہ تھا۔

"تو میں مرچکا ہوں جو یہ حور میرے پاس ہے؟" لیکن اگلے ہی لمحے اس کی حسیات بیدار ہو گئیں تھیں۔
زینہ اس سے تھوڑا دور ہوئی لیکن بدستور اسے سہارا دئے رہی۔ وہ اس سے انگریزی میں کچھ پوچھ رہی
تھی۔

"آریو آل رائٹ؟" زینہ کو ار مغان کو دیکھ کر یہی دھوکا ہوا کہ وہ ترک ہے، اسی لئے وہ اس سے
انگریزی میں اس کی حالت کے بارے میں استفسار کر رہی تھی۔

ار مغان نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے گلے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ گردن میں ڈالے گئے
پھندے کے باعث اس کے ووکل کورڈز کو نقصان پہنچا تھا۔ وہ زینہ کی مدد سے اٹھنے کی کوشش کرنے
لگا۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کا سر بری طرح چکرایا اور وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

زینہ نے بہ مشکل اس کے بھاری جسم کو گرنے سے روکا۔ اس کی نظر ار مغان کی سرخ ہوتی قمیض پر پڑی
تو اسے اندازا ہوا کہ وہ زخمی تھا۔ زینہ اسی شش و پنج میں تھی کہ اسے وہاں سے کیسے لے کر جائے کہ
ساحل پر آئے دو ماہی گیروں نے اسے دیکھ لیا وہ دوڑ کر اس کی مدد کو آئے۔ انہوں نے ار مغان کو تیزی

خمار عشق نادر خان

سے اٹھایا اور ترک زبان میں ہی زینہ کو ساتھ آنے کا کہا۔ زینہ بھی کچھ کچھ سمجھتی ان کے پیچھے ہی چلنے لگی۔ ساحل کے قریب ہی وہ انہیں ایک مکان میں لے گئے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو زینہ اس خوبصورت دو منزلہ مکان کو سراہتی لیکن اس وقت اس کا دھیان اس زخمی اجنبی پر تھا۔ وہ دونوں آدمی نچلی منزل کے ایک کمرے میں ارمغان کو لٹا کر ترکی زبان میں کچھ کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔

"پلیز گومی فرسٹ ایڈکٹ ایو ہواٹ۔" (براہ مہربانی مجھے ابتدائی طبی امداد کا سامان مہیا کر دیں اگر آپ کے پاس ہے تو) زینہ انہیں پیچھے سے آواز دیتی کہہ رہی تھی۔

زینہ تیزی سے ارمغان کے پاس آئی اور اسے سینے کے بل لٹاتی اس کی خون میر تر بتر قمیض دیکھنے لگی۔ وہ ابھی تذبذب کا شکار تھی کہ وہی دونوں ماہی گیر ایک بڑی بی کے ساتھ اندر آئے۔ وہ ایک مہربان چہرے والی خاتون تھیں، ان کے سر کے سفید گھنگریالے بال ان کے اسکارف سے جھانک رہے تھے۔ وہ نارنجی رنگ کے پھولدار اسکرٹ میں ملبوس تھیں۔ وہ لپک کر ارمغان کے قریب آئیں۔

"کیزم! بنایر دمیت... " وہ ترک زبان میں زینہ سے کچھ کہہ رہی تھیں۔ (بیٹی میری مدد کرو) زینہ نے ان کا اشارہ کچھ کچھ سمجھتے ہوئے ارمغان کی شرٹ کے بٹن کھول کر اس کی پشت کا زخم دیکھا۔

خمار عشق نامہ خان

"لگتا ہے جیسے گولی چھو کر گئی ہو۔" وہ غور سے دیکھتی خود کلامی کر گئی۔

بڑی بی ار مغان کا زخم صاف کرنے لگیں۔

"کو جان می؟" انہوں نے ترک زبان میں پوچھا۔ (شوہر ہے تمہارا؟) زینہ کو لگا وہ بھی گولی کے بارے

میں کہہ رہی ہیں، اس نے جھٹ سر ہلادیا۔

بڑی بی اب ایک لیپ ار مغان کے زخم پہ لگا چکیں تھیں۔ وہ وہاں سے اٹھتی پھر سے کچھ کہتی چلی گئیں۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

خمار عشق نامر خان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خمار عشق نادر خان

زینہ کچھ نا سمجھی کے تاثرات لیے بیٹھی رہی۔ وہ ار مغان کی گردن کا زخم دیکھ رہی تھی۔ جب وہ بڑی بی کچھ کپڑے لیے واپس آئیں۔

وہ ار مغان کی طرف اشارہ کر کر کچھ کہہ رہی تھیں لیکن زینہ اس وقت قطعی ان کی مدد نہیں کر سکتی تھی وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی گردن نہ میں ہلا رہی تھی۔

"نونا!! ائی کانٹ! آسک اپنی مین ٹو ہیلپ ہم چینج۔" (نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ کسی مرد سے کہیں اسے کپڑے تبدیل کرنے میں مدد کرے)

پتہ نہیں کیوں وہ بڑی بی زینہ پر کچھ برہم ہونے لگیں۔ بے چارگی سے زینہ اپنی بات دہرانے لگی تب ہی ار مغان نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اس نے بہت ہلکی آواز میں ترک زبان میں کچھ کہا تھا جسے سنتے ہی بڑی بی زینہ پر چلانا بند ہو گئیں تھیں اور اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔

ان کے وہاں سے جانے کے بعد ار مغان بہ مشکل اٹھا اور خود کو ان گیلے کپڑوں سے آزاد کرتا، بڑی بی کے لائے ہوئے خشک کپڑے پہنے لگا۔ اس کے ذہن میں گزشتہ رات کے مناظر گردش کرنے لگے۔ آخر اس کے دشمنوں سے برداشت نہ ہو اور انہوں نے اس کی جان لینے کی کوشش کر ڈالی۔

خمار عشق نادر خان

وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے لیکن اللہ نے ابھی اس کی زندگی لکھی تھی۔ گولی اس کے کندھے کو چھو کر نکل گئی تھی اور جب وہ پانی کی بے رحم موجوں کے رحم و کرم پر تھا ایک لکڑی کے تختے کے سہارے بہتا ہوا ساحل تک پہنچ گیا۔ لہروں میں آئی تغیان اس کے حق میں ہی کام کر گئی اور وہ یہاں چند گھنٹوں بعد ہی چھٹیوں پہ آئی ڈاکٹر زینہ کو مل گیا۔ جس کے بروقت سی پی آر سے اس کی جان بچ گئی تھی۔

ارمغان کافی کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ وہ بستر پر بیٹھا ہی تھا کہ زینہ ایک ہاتھ میں ٹرے لیے چلی آئی۔ بڑی بی نے اسے ایک قہوہ بنا کر دیا تھا جسے اس نے ارمغان کی طرف بڑھا دیا۔

"انی ایم گلیڈیٹ یو آر آل رائٹ۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ (مجھے خوشی ہے کہ تم ٹھیک ہو۔)

"

ارمغان نے صرف سر ہلایا اور گھونٹ گھونٹ بھر کر وہ نیم گرم قہوہ پینے لگا۔ زینہ کو اچانک خیال آیا کہ وہ قریباً ایک گھنٹہ سے باہر ہے جبکہ اس کی سہیلیاں اور گارڈز اسے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔

"مجھے اب چلنا چاہیے" اس نے خود کلامی کے سے انداز میں اردو میں کہا تھا۔ ارمغان نے چونک کر اسے دیکھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"یہ لڑکی پاکستان سے ہے؟" وہ اپنے بیدار ہوتے ذہن کے ساتھ اسے غور سے دیکھ رہا تھا زینہ کو لگا وہ

اس کی بات نہیں سمجھتا ہی اسے دیکھ رہا ہے۔

"آئی شڈ لیو ناؤ۔" اس نے اپنی بات اس بار انگریزی میں کی جس پر ار مغان نے دوبارہ سر ہلادیا۔ اس کے

گلے میں ہونے والی تکلیف کے باعث اسے بولنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

زینہ نے تشویش سے اسے دیکھا تھا،

"آئی ول کم اگین ان دا ایوننگ ٹوسیو۔ (میں شام میں تمہیں دیکھنے دوبارہ آؤنگی۔" اس نے ار مغان کو

کہا اور وہاں سے باہر نکل گئی۔

التان نیشا کو روکتا اس سے پہلے ہی وہ تیزی سے گاڑی سے اتر کر گھر میں داخل ہو گئی۔

"ارے یہ دوائیاں... "التان دوائی کا پیکیٹ اٹھاتا اپنا فون چار جنگ سے نکالتا اس کے پیچھے لپکا۔ وہ ابھی

دروازے پر ہی تھا کہ اسے کسی عورت کے بری طرح چیخ چیخ کر بات کرنے کی آواز آئی۔

"یہ کون بد تمیز ہے؟" التان سوچتا ہوا اندر بڑھا۔ اندر داخل ہوتے ہی جو الفاظ اس کے کانوں میں پڑے

وہ اس کے تن بدن میں آگ لگا گئے۔ وہ تیزی سے اندر آیا تھا۔ اسی لمحے نیشا کے چچانے اسے اس زور

خمار عشق نادر خان

سے تھپڑ مارا تھا کہ وہ نازک سی لڑکی کئی قدم پیچھے ہوتی بری طرح لڑکھڑا گئی۔ التان نے آگے بڑھ کر اسے تھاما اور ان بد تمیز لوگوں کا جائزہ لیا۔

کمرے میں ایک فریبی مائل بڑی عمر کی عورت تھی جس نے بہت ہی چمکیلا سالباس پہن رکھا تھا۔ کانوں میں بڑے بڑے سونے کے آویزے اور گردن میں پہنا ہوا ہار اس کی عمر کی مناسبت سے بالکل نہ تھا۔ دوسری لڑکی کچھ بیس پچیس سال کے لگ بھگ تھی جو گہرے آتشی رنگ کی چست قمیض اور پیلا پاجامہ پہنے ہوئی تھی۔ ان دونوں خواتین کا میک اپ اور تیاری اس قدر زیادہ تھا کہ ان کے مقابلے میں نیشا بہت سادی سی دلہن لگ رہی تھی۔ کمرے میں موجود دونوں آدمی بھی نک سے سک تیار تھے۔ التان نے اب بھی نیشا کو تھاما ہوا تھا۔

"آپ لوگ یہ کس قسم کا سلوک کر رہے ہیں ان کے ساتھ؟" التان کے سوال پر ایک اور طوفان بد تمیزی شروع ہو گیا۔

"ابے تو ہوتا کون ہے یہ پوچھنے والا؟" شاہد بچہرا ہوا، مکہ لہراتا التان کی طرف بڑھا تھا۔ نیشا خوف سے کانپنے لگی جبکہ التان نے اطمینان سے اس کے مکہ کو اپنے ہاتھ سے روکا تھا۔ شاہد کا چہرہ زور لگانے کے باعث سرخ پڑ گیا لیکن وہ التان کو پسپا نہ کر سکا۔ التان نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"بہتر ہوگا آپ مجھ سے شریف لوگوں کی طرح بات کریں۔" التان نے دو ٹوک انداز میں کہا۔
"لو بھئی! اب ان جیسے ہمیں شرافت سکھائیں گے۔ پہلے ہماری بھتیجی کو عین نکاح کے وقت لے کر
بھاگ گئے اور اب رات رنگین کرنے کے بعد شرافت کا ڈھونگ کر رہے ہیں۔" چچی کی زہر خنداواز پر
التان نے انہیں گھور کر دیکھا۔ اس کی کنپٹی کی نس ان کی گھٹیا بات پر تن گئی تھی۔ وہ ضبط کے آخری
مراحل پہ تھا۔

"خاتون میں آپ سے آخری بار کہوں گا کہ بلا وجہ کی الزام تراشی بند کریں۔"
"تو تمہارے ساتھ نہیں تھی کیا نیشا؟" ثمرہ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے اس سے پوچھ رہی تھی۔ جب
سے التان کمرے میں آیا تھا اس کا لچکنا مٹکنا شروع ہو گیا تھا۔ اتنا خوب و مرد دیکھ کر اس سے رہا نہیں جا رہا
تھا۔ التان نے ناپسندیدگی سے اس کی حرکتوں کو دیکھا اور کہا،
"جی تھا میں ان کے ساتھ لیکن۔۔۔"

"بس تو۔ میں کہہ رہی ہوں اپنے عاشق کے ساتھ بھاگی تھی یہ۔ میرے بیٹے کی دلہن الٹے قدموں لوٹ
گئی۔ کیا ہو گیا تھا اگر ہم نے اس ناشکری کا رشتہ جلیل سے کر دیا تھا۔ بس دو بچوں کا باپ ہی تو تھا۔ مگر
نہیں بھئی اس کرم جلی نے تو ایسا عاشق پھانس رکھا تھا۔" چچی نے فوراً التان کی بات اچک لی۔

خمار عشق نادر خان

التان توان کی بات پر لب بھینچے انہیں دیکھنے لگا تھا۔ نیشا اگے بڑھ کر ہاتھ جوڑ چکی تھی۔
"چچا میرا یقین کریں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں آپ کی عزت کو کبھی بھی داغ نہیں لگا سکتی۔" وہ
ہچکیوں سے روتی گڑ گڑا رہی تھی۔

"میں وہی مانوں گا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ تم ایک اجنبی مرد کے ساتھ رات کے دو بجے
گھر لوٹی ہو۔ اگر یہ آدمی واقعی کسی شریف گھر کا ہے تو اس سے ابھی نکاح کرو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔
ورنہ دارالامان چلی جاؤ کیونکہ اس گھر میں تو اب تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔" عنایت چچا کی بات
سن کر نیشا فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ کیا کرے گی وہ اب؟
دارالامان میں کہاں جائے گی؟ کیسے رہے گی؟ اس کے آنسوؤں میں روانی آچکی تھی کہ اس نے التان کی
آواز سنی،

"تو ٹھیک ہے! میں ابھی اور اسی وقت نیشا کو اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔" التان نے نیشا کی طرف ہاتھ
بڑھایا تھا۔

"ایسے کیسے؟ ہمارے سامنے پہلے نکاح کر شہزادے۔ پھر ہاتھ لگانے کا سوچنا۔" شاہد پھنکارا۔
"التان۔۔۔ آپ۔۔۔" نیشا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔

خمار عشق نادر خان

"جاؤ قاضی کو فوراً لے کر آؤ۔" عنایت چچا نے شاہد کو حکم دیا تھا۔ "اور لڑکے اگر تمہارا کوئی گواہ ہے تو بلوالو ورنہ نکاح کے بعد تم اسے قتل کر دو یا کہیں بیچ دو ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔" آخری بات کہتے ہوئے بھی ان کا دل نہ کانپا۔ جبکہ التان نے اپنے فون پر عریشان کا نمبر پریس کیا تھا۔

دوسری بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا تھا۔

"بھائی مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ کیا آپ بنا کچھ پوچھے ارشد انکل کو لے کر ابھی ایک پتے پر پہنچ سکتے ہیں؟" التان نے کہا تو عرش فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ارشد انکل؟ ہمارے وکیل؟ التان ٹھیک تو ہونہ؟" وہ اب گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھاتا نکل رہا تھا۔ "میں ٹھیک ہوں بھائی لیکن کسی کو میری ضرورت ہے اور مجھے آپ کی۔" التان نے کہا اور عریشان کا جواب سن کر رابطہ منقطع کر دیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ سب اسی کمرے کے صوفوں پر بیٹھے تھے۔

عریشان اور اسکندر زکے وکیل صاحب کو التان نے مختصر آصورت حال بتادی تھی۔ قاضی صاحب نے نکاح پڑھانے سے پہلے سوال کیا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"لڑکے کا نام اور ولدیت، نیز حق مہر بتائیے۔" جواب میں وکیل صاحب نے کاغذات مکمل کرنے میں ان کی مدد کرنا شروع کی۔

"نیشا فاروق بنتِ فاروق اللہ کیا آپ کو التان فرہاد اسکندر سے ایک کروڑ روپے سکہ رائج الوقت کے تحت نکاح قبول ہے؟" جہاں نیشا نے تین بار اپنا آپ التان کو سوچنے کی رضامندی دی وہیں چچی اور ثمرہ کا ذہن ایک کروڑ روپے پراٹکا تھا۔

کہیں جلد بازی میں انہوں نے سچ مچ کا شہزادہ تو اس کلموہی کے پلے نہیں باندھ دیا تھا؟ ماں بیٹی انکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے سوال جواب کر رہی تھیں۔ جبکہ نیشا اور التان نکاح نامے پر دستخط کر چکے تھے۔

جاری ہے

READERS CHOICE

قسط نمبر 5

کاپی پیسٹ کرنا منع ہے۔ کسی بھی چینل یا ویب سائٹ پر میری اجازت کے بغیر اپلوڈ کرنا منع ہے۔

خمار عشق نادر خان

شہرام خان اپنی حویلی کی بیٹھک میں شان سے براجمان تھے۔ ان کے سامنے صوفے پر اسکندر خان بیٹھے تھے۔ اسکندر اور شہرام تعلیم کے سلسلے میں کالج میں ملے تھے تب سے ہی ان کی گہری دوستی تھی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شہرام اپنی آبائی حویلی آگئے اور یہاں ان کی شادی رضیہ بیگم سے ہو گئی۔ جبکہ اسکندر کی شادی اپنی پھوپھی زاد راحمہ سے ہوئی۔ ایک عرصے تک وقت کی گردش میں دونوں دوست ایک دوسرے سے بچھڑ گئے لیکن تقدیر نے جنہیں ملانا ہوتا ہے وہ بہانے بہانے سے انہیں ایک دوسرے کے سامنے لے آتی ہے۔ شاید ان دونوں دوستوں کا ملنا بھی آنے والے وقت کے لیے ضروری تھا تب ہی پچھلے ماہ شہرام شہرام اور اسکندر کا چانک سامنا ہوا اور خوشی سے سرشار شہرام نے فوراً اسکندر کو بمعہ اہل و عیال اپنے گاؤں آنے کی دعوت دے ڈالی۔ اب اس وقت وہ دونوں بیٹھک میں پرانے قصے چھیڑے بیٹھے تھے۔

"بھئی شہرام! مجھے تو آج تک وہ شکار نہیں بھولا جو کالج کی چھٹیوں میں ہم نے کھیلا تھا۔" ان کی آواز میں دبا دبا سا جوش تھا۔

"ارے کیا یاد دلایا اسکندر۔ کیوں نا اس ہفتے بھی شکار پر چلیں۔ اب تو ماشاء اللہ ہمارے بیٹے بھی جوان ہیں ان کی دلچسپی بھی ہوگی، کیوں اکرم؟" شہرام نے فوراً اپنے بڑے بیٹے سے پوچھا۔

خمار عشق نامہ خان

"جی جی آغا جان۔ میں تو خود فرہاد کو ابھی زمینوں پر لے کر ہی جا رہا تھا۔" اکرم نے اسکندر صاحب کے بیٹے فرہاد کا ذکر کیا۔

دونوں تقریباً ہم عمر تھے۔ بیس سال کے نوجوان شکار کے لیے اتنے ہی پر جوش تھے جتنے ان کے والد تھے۔

"کیوں برخوردار؟" شہرام نے اس بار فرہاد سے پوچھا۔

"ضرور انکل! میں تو بالکل تیار ہوں۔" وہ مسکرایا تو شہرام صاحب کو اس میں اپنے دوست کی جوانی کا عکس نظر آیا۔

جہاں مردانے میں یہ لوگ آنے والے دنوں کی منصوبہ بندی کر رہے تھے وہیں زنان خانے میں رضیہ بیگم، راحمہ کو اپنی چھوٹی بیٹی سے ملوا رہی تھیں۔

"ان سے ملیے یہ ہیں میری صاحبزادی جمانہ خان۔" رضیہ بیگم نے جمانہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ماشاء اللہ! بڑی پیاری بچی ہے۔" راحمہ نے فوراً اس سبز آنکھوں والی لڑکی کی بلائیں لیں۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

جمانہ آج عنابی رنگ کے کرتے پاجامے کے ساتھ کڑھائی والا ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے ہوئی تھی۔ لمبے بالوں کو اس نے دو چوٹیوں کی شکل میں باندھ رکھا تھا۔ پندرہ سالہ جمانہ کے چہرے پر چھائی معصومیت راحمہ کو بہت بھلی لگی۔

"کیا کرتی ہو بیٹی؟" انہوں نے محبت سے پوچھا۔

"جی میٹرک کے پیپر دئے ہیں۔" جمانہ نے مودبانہ جواب دیا۔

راحت بیگم جو کہ شہرام کے مرحوم بھائی دراب خان کی بیوہ تھیں انہوں نے راحمہ کی نظروں میں جمانہ کے لئے چھپی پسندیدگی کو بھانپ لیا۔ وہ فوراً ہی ان کی طرف کباب کی پلیٹ بڑھاتے ہوئے بولیں۔

"در اصل یہ تو گھر کے سب کام کر لیتی ہے۔ گاؤں میں لڑکیوں کے لئے بس ایک ہی کالج ہے لیکن ہماری جمانہ کو پڑھنے کا اتنا شوق ہے کہ یہ ضد کر کر وہاں داخلہ لے رہی ہے۔"

ان کی بات سن کر راحمہ تو اور خوش ہو گئیں۔ وہ تو چاہ رہی تھیں کہ موقع ملے ہی اپنے شوہر سے بات کر کر فرہاد اور جمانہ کی بات چلا دیں۔

جمانہ بظاہر مسکراتی ان تینوں خواتین کے ساتھ بیٹھی تھی تب ہی اس نے محسن کو کھڑکی سے دیکھا جو اشارے سے اسے ہی بلارہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

ینیشا کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے نکاح نامے پر سائن کیا۔
التان اور اس کے گواہان کے دستخط کے بعد چچا نے دو ٹوک انداز میں التان کو مخاطب کیا،
"اب تم اسے یہاں سے لے جاسکتے ہو۔ آج سے یہ ہمارے لیے مر گئی۔" وہ کہہ کر ر کے نہیں، تیز تیز
قدم اٹھاتے اوپر چلے گئے۔

ینیشا کی سسکیوں میں تیزی آئی تھی۔ وہ ابھی تک صوفے پر بیٹھی تھی کہ التان نے ہاتھ بڑھایا۔ "چلیں
ینیشا۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا چکا تھا۔ وہ کسی مزاحمت کے بغیر اس کے ساتھ چل پڑی۔
اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آتی جا رہی تھی۔ گھر کا کوئی فرد بھی اسی رخصت کرنے نہیں آیا تھا۔ چچا
نے سر پہ ہاتھ رکھنا تو درکنار کوئی دعائیہ کلمات بھی نہیں کہے تھے۔ ینیشا کو اپنی کم مائیگی کا احساس کچھ کے
لگا رہا تھا۔ التان کو تو وہ جانتے بھی نہیں تھے۔ پتہ نہیں کون تھا وہ اور یوں پل میں اس کی زندگی کا حق اس
کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

غیر محسوس طریقے سے اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑایا تھا۔ التان نے خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ چار ونا چار وہ اپنا شرارہ سنبھالتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"بھائی، میں آپ کو سب بتاتا ہوں۔" التان پیچھے کھڑے عریشان کے پاس گیا تھا۔

اسے لگا تھا کہ عریشان ناراضگی کا اظہار کرے گا لیکن وہ چونکا جب عریشان اس سے بغل گیر ہوا۔

"مبارک ہو چھوٹے، دولہا بن گئے آج تم۔" وہ التان کی پیٹھ تھپکتا مسکرایا۔

"بھائی حالات ایسے ہو گئے تھے کہ۔۔۔" التان نے صفائی دینے کی کوشش کی لیکن عریشان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"مجھے پتہ ہے کہ اگر تم نے ایسا فیصلہ کیا ہے تو کوئی ٹھوس وجہ ہی ہوگی۔ گھر چل کر آرام سے بات کرتے ہیں۔ ابھی اپنی بیوی کو پہلے اس کے گھر تو لے چلو۔"

التان کو اطمینان ہوا کہ کم از کم عریشان اسے ناراض نہیں ہے۔ ابھی تو ارمان کو بھی صورتحال بتانی تھی۔ التان نے ہاتھ پہ بندھی ڈیجیٹل گھڑی دیکھی۔ صبح کے چار بج رہے تھے۔

"ترکی دو گھنٹے پیچھے ہے تو ارمان آبی شاید اس وقت سو رہے ہوں گے۔" اس نے کہا۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں۔ آبی کو صبح بتاتے ہیں۔ ابھی آنے، بابا اور دادی کو بتانا ہو گا۔" عریشان کی آواز میں تھوڑی تشویش تھی۔

التان سر ہلاتا اپنی گاڑی کی طرف آگیا جبکہ عریشان اپنی گاڑی وہاں سے نکالتا گھر کی جانب بڑھ گیا۔
التان گاڑی میں بیٹھا تو نیشاب بھی ہلکی ہلکی سسکیاں لے رہی تھی۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور سڑک پہ تھوڑی دور لے جا کر اچانک ہی بریک لگائے تھے۔

نیشاب نے گھبرا کر سر اٹھایا تھا پھر خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔
"اترو" التان نے نیشاب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"التان۔۔۔ آپ مجھے۔۔۔ یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟"

وہ سر اسیمنگی کی حالت میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

"اگر چھوڑنا ہی ہوتا تو تمہارے نام کے ساتھ اپنا نام نہیں جوڑتا۔" التان کے اس ایک جملے نے نیشاب کی رکی ہوئی سانس بحال کی تھی۔

"یہاں پر جو مسجد ہے اس میں خواتین کے لیے بھی جگہ مختص ہے۔ فجر ہونے والی ہے۔ پہلے نماز پڑھتے ہیں پھر گھر چلیں گے۔" التان گاڑی سے اترتا ہوا کہہ رہا تھا۔

خممار عشق نامر خان

واقعی اسی پل اذان کی آواز آنے لگی تھی۔ نیشاالتان کا ہاتھ تھامتی مسجد میں داخل ہوئی۔ وہاں صبح کے ان پلوں میں نماز ادا کرتی وہ ایک طمانیت بھرے احساس میں گھرنے لگی۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو زبان سے اللہ کا شکر ہی ادا ہوا۔ اگر التان آج اس کی زندگی میں نہ آتا تو وہ پچاس سالہ جلیل، دو بچوں کے باپ کی بیوی بن چکی ہوتی۔ جو بھی تھا ابھی تک تو التان نے اس کی مدد ہی کی تھی اگر وہ بدگمان نہ ہو تو شاید سب ٹھیک ہی رہے۔

نیشا خود کو تسلی دیتی مسجد سے باہر نکل آئی تھی۔ التان بھی اسی لمحے باہر نکلا تھا اور فوراً اس کے پاس آیا تھا۔

افتقہ پھیلتی روشنی میں وہ دونوں کوہ قاف سے آئی ہوئی جوڑی لگ رہے تھے۔ التان کی آنکھیں اپنے والد کی طرح سیاہ تھیں لیکن اس کے بالوں کا رنگ اپنی والدہ پہ گیا تھا۔

بھورے گھنگریالے بال جو ہمیشہ بکھرے رہتے تھے اور ہلکی سی داڑھی۔ وہ بائیس سال کا ایک خوب رو نوجوان تھا۔ نیشا جو ابھی صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ التان کے ڈیل ڈول کے آگے نازک سی گڑیا لگ رہی تھی۔ اس کی بھوری آنکھیں رو رو کر سوچ چکیں تھیں۔ ایکسیڈنٹ کی تکلیف اور پر رات بھر کی

خمار عشق نامر خان

پریشانی کے باعث اس کے چہرے پر تھکن تھی لیکن اس کے باوجود اس کے حسن کی الوہی کشش نمایاں تھی۔ التان نے اس کا ہاتھ تھاما اور گاڑی کا رخ کیا تھا۔

"بس ایک کپ چائے مل جائے اس وقت۔" التان نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا تھا۔
"میں بنا دوں گی آپ کے لیے۔" نیشا نے دھیرے سے کہا تو التان کے چہرے پر مسکراہٹ کی جھلک آئی تھی۔

جاری ہے۔

سط نمبر 6

#خمارِ عشق

#رائٹر_ناز خان

READERS CHOICE

کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں

ناز خان رائٹس

خمار عشق نادر خان

اسکندر مینشن کے لونگ روم میں فرہاد اسکندر غصے سے ٹہل رہے تھے۔ دریا اسکندر انہیں دیکھ کر دھیمے لہجے میں کہنے لگیں، "بس بھی کر دیں فرہاد! آجائے گا وہ۔"

"وہ اب بچہ نہیں رہا ہے دریا۔ ساری رات گھر سے باہر رہنے کی کیا ضرورت پڑ گئی اسے۔" وہ آج التان سے کچھ زیادہ ہی ناراض تھے۔

"جب کہہ رہے ہو کہ بچہ نہیں رہا تو بچوں کی طرح اس کی فکر کرنا بھی بند کر دو میاں۔" دادی نے اخبار ایک طرف رکھتے فرہاد اسکندر کی اضطراری کیفیت پر چوٹ کی۔

"اماں! آپ۔۔" وہ شکایتی انداز لیے ماں کی طرف مڑے تھے جب ہی التان دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

"آگئے بیٹے!" دریا اسکندر کی آواز میں سکون تھا لیکن اگلے ہی پل التان کے پیچھے آتے سنہرے لباس میں ملبوس وجود کو دیکھ کر ان کے چہرے پر سکون کی جگہ حیرت نے لے لی۔

"فرہاد۔۔۔ یہ التان۔۔۔" انہوں نے گہرا کر اپنے شوہر کو دیکھا۔ جو خود بھی کڑے تیوروں سے التان کو ہی گھور رہے تھے۔

"یہ لڑکی کون ہے التان؟"

خمار عشق نادر خان

فرہاد اسکندر کی آواز میں گھن گرج تھی۔ سنہرے عروسی لباس میں ملبوس وہ لڑکی گھبرا کر التان کے پیچھے چھپی تھی۔

"بابا پلیر۔۔۔" التان نے کچھ کہنا چاہا۔

"پوری رات گھر سے باہر رہنے کے بعد یوں صبح سویرے تم ایک دلہن بنی لڑکی کے ساتھ منہ اٹھائے اسکندر مینشن میں چلے آئے ہو۔ جواب دو کہ اس کا کیا مطلب نکالوں؟" وہ غصہ سے پوچھ رہے تھے۔ التان نے ایک نظریں کو دیکھا پھر دھیرے سے نیشا کا کپکپاتا ہاتھ تھاما۔

"مطلب وہ ہی ہے بابا جو آپ سمجھ رہے ہیں۔" التان نے جیسے ہر بات کا اعتراف کیا۔

"یہ لڑکی نیشا التان اسکندر ہے۔ میری بیوی اور آپ کی بہو۔" اس کے مضبوط لہجے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں تھی۔

نیشا کا سر جھکا ہوا تھا، اسے ڈر تھا کہ وہ اس گھر سے بھی بے عزت کر کے نکالی جائے گی۔ اگر التان نے اس کا ہاتھ نہ تھام رکھا ہوتا تو وہ شاید اپنی بے جان ہوتی ٹانگوں پر مزید کھڑی نہ رہ پاتی۔

"التان لیکن ایسے اچانک؟" دریا کی آواز نرم تھی۔ ان کا مزاج فرہاد کی طرح نہیں تھا۔ اپنے بیٹوں کو بھلے برے کی تربیت دینے کے بعد وہ ان پر بھروسہ کرتی تھیں۔

خمار عشق نامر خان

التان نیشا کا ہاتھ چھوڑتا ماں کے پاس لپکا تھا۔

"آنے! آپ ہی نے سکھایا ہے نہ کہ کبھی کسی کی عزت پر تمہاری وجہ سے کوئی آنچ نہ آئے۔ انجانے میں میری کی ہوئی بھلائی نیشا کی عزت پر حرف لے آئی تھی۔" وہ ان کے ہاتھ عقیدت سے تھامتا مزید کہہ رہا تھا، "میں نے وہی کیا آنے جو ایک غیرت مند انسان کو کرنا چاہیے تھا۔ ایک معصوم کو زندہ درگور ہونے سے بچایا۔"

دریائے ایک نظر اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کی آنکھوں سے جھانکتی سچائی کو دیکھا اور دوسری طرف اس کمسن لڑکی کو دیکھا جو سر جھکائے، اپنے مستقبل کا سوچتی کانپ رہی تھی۔ ان کا دل اسی پل اس کے لئے موم ہو گیا تھا لیکن فرہاد اسکندر کی آواز پر وہ رک کر انہیں دیکھنے لگیں۔

"تو تم سے اتنا بھی صبر نہ ہوا کہ اپنے باپ سے اجازت لے لیتے؟" وہ گرجے تھے۔

"ہنہ! جیسے تمہارے باپ نے بڑی اپنے ماں باپ کی اجازت کی فکر کی تھی۔" دادی نے طنز کا تیر چلایا اور فرہاد پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔ ان کی اماں گاہے بگاہے انہیں یہ یاد دلاتی ہی رہتی تھیں۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"چلو بس اب۔ میرا پوتا بہو کو گھر لے آیا ہے۔ اب اس کے سر پہ ہاتھ رکھو اور سوال جواب بند کرو۔" دادی نے فیصلہ سنایا تو التان کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی۔ عقب میں کھڑے عریشان نے بھی سکون کا سانس لیا۔

دریا بیگم نیشا کے قریب گئیں اور اس کا جھکا ہوا سراٹھایا۔

"خوش آمدید نیشا" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو چمکے۔ فرہاد اسکندر بنا کچھ کہے وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ دادی اب نیشا کو دعائیں دے رہی تھیں۔

"جگ جگ جیو میری بچی۔ دریا چلو ناشتے پر کچھ اہتمام کرواؤ۔ ہماری بہو گھر آئی ہے۔" دریا مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتی ملازموں کو ہدایت دینے چلی گئی۔ جبکہ دادی نے التان کو مخاطب کیا، "چلو فریش ہو جاؤ تم دونوں بھی۔ اور عریشان تم ذرا میرے ساتھ آؤ۔" عریشان التان کو تھمبر اپ کا نشان دکھاتا دادی کے پیچھے بھاگا تھا جبکہ التان لمبے لمبے قدم اٹھاتا نیشا کے پاس آیا تھا۔

"چلیں؟" وہ ہاتھ بڑھاتا پوچھ رہا تھا۔

نیشا تو اتنا مان ملنے پر خوشی سے سرشار تھی۔ اس نے التان کا بڑھا ہوا ہاتھ فوراً ہی تھاما تھا۔ وہ اسے لے کر اوپر جاتی سیڑھیوں پر آیا لیکن ایک قدم رکھتے ہی نیشا کے لبوں سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ پیر کے زخم کی

خمار عشق ناز خان

تکلیف اب برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔ التان نے ایک نظر اسے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے درد برداشت کرتے دیکھا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ۔۔ کیا کر رہے ہیں؟" نیشا نے گھبرا کر اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑا تھا۔

"اپنی بیوی کی مدد۔" التان نے اطمینان سے کہہ کر قدم اوپر کی طرف بڑھائے تھے۔

ناز خان رائٹس

زینہ!! کہاں چلی گئی تھیں تم؟" عظمیٰ اور مایہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ زینہ کے گارڈز ان پر گزرتا نہ کھڑے تھے۔ زینہ کو اس منظر کی امید نہیں تھی۔ وہ تیز قدم اٹھاتی ان تک آئی تھی۔

"ہٹاؤ یہ گنز!! کس کی اجازت سے میری سہیلیوں پر گزرتانی ہیں؟" وہ مشتعل ہوئی ان پر برس رہی تھی۔

گارڈز بھی کچھ سٹپٹا گئے۔ زینہ کے نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے اس کی سہیلیوں کے سامنے خود کو ایکسپوز کر دیا تھا۔ جبکہ انہیں خاص تاکید کی گئی تھی کہ ان لڑکیوں کے لئے کسی قسم کی پریشانی پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"تم لوگ ابھی دوسری کشتی سے واپس جاؤ۔ اور دوسرے گروپ کو بھی جو ساحل پہ۔ تم لوگوں کی شکل مجھے دوبارہ نظر نہ آئے۔" زینہ انگلی اٹھاتی انہیں باور کرا گئی تھی کہ غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ ایسی ہی دبنگ لڑکی تھی۔ اس کے باپ اور بھائی کی طرح اس کا رعب اور دبدبہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ گارڈز میں سے ایک نے فوراً کال کر کے دوسرے گروپ کو وہاں بلوایا جبکہ خود کافی فاصلے پر جا کر زینہ کو کور کر لیا۔

زینہ اپنی سہیلیوں کی طرف پلٹی۔

"زینہ !!!" مایہ اس سے لپٹ گئی۔

"میں تو ڈر گئی تھی کہ اگر تم جلدی نہ ملی تو یہ کہیں ہمیں گولی ہی نہ مار دیں۔"

"سوری، میری وجہ سے تم لوگوں کو پریشانی اٹھانی پڑی۔" زینہ کی آواز میں شرمندگی گھلی تھی۔ وہ سب اب اندر کیمپن کی طرف بڑھ گئیں۔

"یہ سب چھوڑو تم اچانک غائب کہاں ہو گئی تھیں؟" عظمیٰ نے چھوٹے ہی پوچھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"در اصل میں طلوع آفتاب کا منظر دیکھنے میں مبہوت ہو گئی تھی۔ پھر مجھے اندازا ہی نہیں ہوا کہ کتنا وقت بیت گیا۔" زینہ کو خود بھی نہیں پتہ تھا کہ اس نے اس زخمی اجنبی کے بارے میں انہیں کیوں نہیں بتایا۔

"اف لہ!! وہاں وہ دیو جیسے آدمی ہماری جان نکالنے کے درپہ تھے اور یہ محترمہ دھوپ تاپ رہیں تھیں۔" مایہ کچھ زیادہ ہی تپی ہوئی تھی۔

"یہ تو بتائیں ڈاکٹر زینہ کے یہ درجن بھر دیو آپ کی حفاظت پہ مامور تھے ہی کیوں؟" عظمیٰ اصل بات پر آئی۔

"ہاں زینہ؟ ہاسٹل میں بھی ایک دو بار مجھے شک ہوا تھا کہ ہم جب بھی باہر نکلتے تھے ایک گاڑی ہمیں فلو کر تی تھی مگر تم نے مجھے ہمیشہ کہا کہ مجھے وہم ہوتا ہے۔ تو کیا۔۔۔" مایہ بھی بات کی تہہ تک پہنچ گئی۔

"بھئی میرے والد اور دادا کا ہمارے آبائی علاقہ میں بہت نام ہے۔ سمجھ لو کہ وہ پوری وادی کے لینڈ لارڈ ہیں ایسے میں سود و ست ہیں تو سود دشمن۔ بس اسی لیے انہیں میری سیکیورٹی کی فکر رہتی ہے۔" زینہ نے مختصر آبتایا۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

"اوہ مائی گاڈ! سو پوریلی آر آپر نس!!!!" (میرے خدایا! تم تو سچ مچ شہزادی ہو) مایہ حیرت سے چلا اٹھی تھی۔

عظمیٰ تو باقاعدہ اٹھ کر کورنش بجالائی۔

زینہ ان کے رد عمل پر جھینپ گئی، "بس کرو تم دونوں بھی۔ چلو سامان لے لو۔ ہم دو دن یہی کانلیجا میں گزاریں گے۔"

"ہاں اور پھر تم استنبول سے واپسی کے لئے روانہ ہو جاؤ گی۔ اب تو ہم تمہیں روکنے کی ضد بھی نہیں کر سکتے۔" عظمیٰ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہیں وہ دیو نما پہرے دار ہمیں اس جرم کی پاداش میں سولی ہی نہ چڑھا دیں۔" مایہ نے ڈرامائی انداز اختیار کیا۔

"اف! کیا کروں میں تم دونوں کا!" زینہ ان کو نظر انداز کرتی فریش ہونے کے لیے باتھ روم میں گھس گئی۔

ناز خان رائٹس

"مانی چلیں جلدی آئیں۔" محسن اس کا ہاتھ پکڑتا اسے پچھلے باغ میں لے آیا۔

خمار عشق ناز خان

"محسن اماں مجھے بہت ڈانٹیں گی۔ آغا جان کے مہمان ابھی بیٹھک میں ہی ہیں۔" جمانہ کو محسن کی حرکتوں سے خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہو رہی تھی۔

"یار مانی چھوڑیں نا۔ یہ دیکھیں آپ۔ میں نے کتنا اچھا جال سیٹ کیا ہے۔ جیسے ہی اس پر کسی کا پیر پڑے گا وہ سیدھا اس میں پھنس جائے گا اور اس پر گرے گی یہ بھوسے کی بالٹی۔" محسن فخر سے اپنی کارگزاری دکھا رہا تھا۔

"لیکن اس میں پھنسے گا کون؟ کوئی جانور تو نہیں آئے گا باغ میں؟" جمانہ نے سر کھجایا۔
"چار پیروں والا نہ صحیح مگر دو پیروں والا تو پھنس ہی جائے گا۔" محسن نے شرارت سے کہا تھا اور جمانہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ کاش وہ اس پل یہ جانتی کہ محسن کی یہ اسکیم اس کو کتنی مہنگی پڑنے والی ہے۔

ناز خان رائٹس

التان نیشا کو بازوؤں میں اٹھائے اپنے کمرے میں پہنچا۔ نیشا نے اس کا کالر ابھی بھی زور سے تھام رکھا تھا۔ چہرے پر حیا کی لالی بکھری ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"اچھا مجھے اتار دیں نہ اب۔" اس کی آواز میں چھپی گھبراہٹ پہ التان کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"کیوں تمہیں ڈر ہے کہ میں تمہیں گرا دوں گا؟" اسے مزید اونچا کرتا وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ نیشا نے خود کے اور زمین کے گرد بڑھتے فاصلے کو دیکھا تو گھبرا کر التان کے سینے سے لگی تھی۔ ہاتھ اب کالر کو چھوڑ کر اس کی گردن کے گرد جمائل کیے تھے۔

"التان! میں واقعی گرجاؤنگی۔" التان اس کی معصومانہ حرکت پر کھل کے مسکرایہ تھا۔
"نہیں گرنے دوں گا۔" اس کے کانوں میں گہری سرگوشی کرتا وہ اسے اس کی خود سے قربت کا احساس دلا گیا تھا۔ نیشا جو انجانے میں اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی، تیزی سے پیچھے ہونے لگی تھی۔ جب ہی وہ اسے لیے گول گھمانے لگا تھا۔

"ارے۔۔" نیشا اس نئی صورتحال پر اس کے سینے میں ہی منہ چھپاتے آنکھیں بند کر گئی تھی۔ التان کا دل اس کی اس ادا پر بہت زور سے دھڑکا تھا۔ وہ خود حیران سا ہوا۔ انجانے جزبے منہ زور ہوئے تو وہ اسے آرام سے نیچے اتار کر وارڈروب کی طرف بڑھا۔

خمار عشق نامر خان

"میں فریش ہو کر آتا ہوں تم بھی ریٹ کر لو۔" نیشا نے بھی زمین پر آتے ہی سکھ کا سانس لیا تھا۔ اس کے جاتے ہی وہ دھپ سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیوں کو توڑ کر باہر آ جائے گا۔ ہاتھ روم میں موجود التان کی حالت بھی کچھ اس سے مختلف نہیں تھی۔

وہ اس بات پر حیران تھا کہ چند گھنٹوں پہلے اس کی زندگی میں شامل ہوئی یہ اجنبی حسینہ یکا یک کیسے اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔ اسے شادی کے فیصلے پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔ وہ ایک معصوم لڑکی تھی اور وہ یہ تو برداشت کر ہی نہیں سکتا تھا کہ اسے اس کے نام پر سزا دی جاتی لیکن وہ اتنی آسانی سے اس کے دل میں گھر کر لے گی یہ وہ نہیں جانتا تھا۔

شاو ر لے کر وہ تازہ دم سا کمرے میں آیا تو چونک گیا۔ نیشا بیڈ پر بیٹھے ہی سو گئی تھی۔ رات بھر کی تھکن پھر ایکسیڈنٹ کے بعد اس کو آرام ملا ہی کہاں تھا؟ التان جھک کر اس کے سر کے نیچے تکیہ ٹھیک سے رکھنے لگا تب ہی اس کے گیلے بالوں سے پانی کے چند قطرے ٹپک کر نیشا کے چہرے پر گرے۔ اس نے کسمسا کر ہاتھ بڑھایا تھا اور نیند میں پھر سے اس کا کالر پکڑا تھا۔

نیشا کے ہاتھ کسی چیز میں اٹکے تو اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی لیکن آنکھ کھلتے ہی التان کا خو بر و چہرہ اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ گڑ بڑا گئی، اس سے دور جانے کی کوشش میں ہاتھ میں پکڑا

خمار عشق ناز خان

کالر زور سے کھینچ بیٹھی، التان جو پہلے ہی اس پر جھکا ہوا تھا، اس کے اچانک کھینچنے پہ توازن برقرار رکھنے کی کوشش میں اسی پر آگرا۔ اتنی زور سے دھڑکنوں نے شور کیا تھا کہ وہ یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں ایک دوسرے کا عکس دیکھنے لگے۔ شاید کئی منٹ بیت گئے یا چند لمحے ہی تھے، ان دونوں کا ارتکاز دروازہ پر ہونے والی دستک نے توڑا۔

ناز خان رائٹس

جاری ہے۔

قسط نمبر 7

#رائٹر_ناز خان

#خمارِ عشق

انتباہ: کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی ویب سائٹ یا چینل پر بغیر اجازت اپلوڈ کرنا منع ہے۔

خمار عشق ناز خان

ناز خان رائٹس

پو پھٹنے کے قریب ہی جمانہ جاگ گئی تھی۔ حویلی کے مکین ابھی اپنے کمروں میں ہی محدود تھے۔ کچھ جاگ چکے تھے اور کچھ اب بھی محو استراحت تھے۔ آغا جان سے چھپ کر باہر نکلنے کا یہ بہترین وقت تھا۔ وہ گلابی دوپٹہ سر پر پھیلائے، سفید کرتی کی شکنیں درست کرتی حویلی سے باہر کھیتوں میں نکل پڑی۔ اسے اچھا لگتا تھا یوں دن نکلنے سے پہلے جا کر سورج سے شرط لگانا۔ وہ اچھلتی کودتی اونچے نیچے راستوں پر دوڑتی ہوئی اپنے مخصوص پیڑ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ نیم کا وہ گھنا درخت ہمیشہ سے اس کی اونچی مچان، اس کا مسکن تھا۔ ابھی وہ اس سے چند ہی قدم دور تھی کہ اس نے مغرب کی طرف سے دھول اڑتے ہوئے دیکھی۔

"یا اللہ! یہ کوئی جانور تو نہیں آ نکلا۔" وہ تشویش سے کھڑی فصل کی آڑ میں ہو گئی۔ دھول اڑنے کے ساتھ اب قدموں کی دھمک بھی محسوس ہو رہی تھی۔ جمانہ کو لگا بھاگنے والا اس کی طرف ہی رخ کر رہا ہے۔ وہ گھبرا گئی۔ فوراً ہی حویلی کی طرف رخ کرتی سرپیٹ دوڑ لگائی تھی۔ اس نے دوبارہ پیچھے دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ دوڑتے قدموں کی دھمک اپنے پیچھے اسے ابھی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ

خمار عشق نادر خان

بدحواسی میں بھاگتی ہوئی پچھلے باغ کی طرف آگئی۔ روشنی ابھی ٹھیک سے پھیلی نہیں تھی۔ اندھا دھند بھاگتے اچانک ہی اس کا پیر کسی چیز پر پڑا تھا اور کھٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ وہیں اٹک گئی تھی۔ وہ جو پوری قوت سے دوڑ رہی تھی لہرا کر چاروں شانے چت گری۔ اس کے پیچھے آنے والا بھی رک چکا تھا۔

"معاف کیجئے گا۔ میں کب سے آپ کو۔۔۔"

جمانہ نے چونک کر سر اٹھایا۔

سورج کی کرنیں اس کے مقابل رخ سے آنے والے کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اس کی گندمی رنگت سنہری سے دمک رہی تھی۔ سیاہ گھنگریالے بالوں میں وہ اضطراب میں اپنی انگلیاں چلا رہا تھا۔ جمانہ کی زمر دپتلیاں اس کی سیاہ پتلیوں میں جھانک رہی تھیں۔ ان کی گہرائیوں میں ڈوبتے جمانہ مبہوت رہ گئی۔ اس پل اچانک ہی اس کے اوپر بھوسے کی برسات شروع ہو گئی۔

فرہاد گھبرا کر چند قدم پیچھے ہٹا۔ جمانہ جو پہلے ہی دھول میں اٹی ہوئی تھی اب پوری کی پوری بھوسے کی بوری لگ رہی تھی۔ فرہاد نے یہ مزحکہ خیز صورتحال دیکھی اور کوشش کے باوجود اپنا بے ساختہ قہقہہ روک نہ سکا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"مائی گاڈ!" وہ ہنستا ہنستا دہرا ہو گیا اور جمانہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔ ابھی وہ اس دکھ سے باہر نہیں آئی تھی کہ وہ باز کا سبیلانہ جوان اس کی درگت بنتے ہوئے دیکھ چکا ہے کہ اس کے سر پر بھوسے کی خالی ٹوکری ٹھا کر کے لگی۔ اہانت اور تکلیف کے باعث ان سبز پتلیوں میں آنسو اُڑ آئے۔۔

فرہاد بھی اس کے سر پر چوٹ لگتے دیکھ کر ایک دم سنجیدہ ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا۔ "آپ اٹھ سکتی ہیں؟" وہ فکر مند سا پوچھ رہا تھا۔

"آپ۔۔ آپ رہنے دیں۔" جمانہ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکی تھی۔

"اٹس اوکے! میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ وہ بدستور ہاتھ بڑھائے ہوا تھا۔

جمانہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس بھوسے کے ڈھیر میں خود بھی بھوسہ بن جائے۔ اتنی بے عزتی

محسوس ہو رہی تھی اور یہ نمونہ جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ دفعتاً سے محسن کی آواز آئی۔

"اوئے یہ ادھر کون ہے؟" وہ دوڑتا ہوا آیا اور جمانہ کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر تشکر کے آنسو آئے

تھے پر محسن نے وہاں پہنچے ہی ایک دل خراش چیخ ماری تھی۔ جمانہ تو جمانہ خود فرہاد بھی ڈر کر ادھر ادھر

دیکھنے لگا کہ وہاں کونسا عفريت ہے۔ تب ہی محسن نے جمانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دہائی دی

تھی۔

خمار عشق نادر خان

"بھ۔۔۔ بھوت۔۔۔ بھوت۔۔۔" جہاں اس کی اس حرکت پر جمانہ کا دل چاہا تھا کہ اٹھ کر محسن کے بچے کا گلاب بادے وہیں فرہاد کی رکی ہوئی ہنسی کی پھر سے آواز آئی تھی۔

"محسن کے بچے! جمانہ دانت کچکچاتی چلائی تو محسن حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔

"مانی؟ مانی یہ آپ بھوسے کی بھوتنی کیسے بن گئیں؟" وہ قریب آتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"بد تمیز انسان یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ نکالو اب مجھے یہاں سے۔" جمانہ نے کھا جانے والے انداز میں کہا تھا۔

"یو بوتھ آر سیر یسلی سوفنی" فرہاد پیٹ پکڑتا کہہ رہا تھا۔ جمانہ نے اسے اپنی حالت پہ ہنستے دیکھ کر پھر سے آنے والے آنسوؤں کو پینے کی کوشش کی۔ تب ہی محسن کی آواز پر اس کا دل اس کے واری صدقہ ہوا تھا۔

"شہری بابو، آپ زحمت کر کے مہمان خانے تشریف لے جائیں۔ ہماری حویلی میں مردوں کا منہ اٹھا مئے آنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔"

فرہاد نے حیرت سے اس دس سالہ لڑکے کو دیکھا تھا جو اچانک ہی اپنی آواز میں رعب پیدا کرتا اس کے سامنے تن کر کھڑا تھا۔ وہ اب اس بے وقوف لڑکی کے عین سامنے آکھڑا تھا ایسے کہ فرہاد کی نظر اس پر نہ

خمار عشق ناز خان

پڑ سکے۔ اس کے اس بپھر اہوئے روپ اور چند منٹ پہلے بھوت کا نعرہ لگانے والے روپ میں زمین
آسمان کا فرق تھا۔ فرہاد سر جھٹکتا اندر کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے لبوں پر ابھی بھی مسکراہٹ تھی۔

ناز خان رائٹس

ارمغان پوری دوپہر غنودگی میں سوتا جاگتا رہا تھا۔ اب اس کی آنکھ کھلی تو سورج ڈھل رہا تھا۔ وہ اٹھ کر
بیٹھا ہی تھا کہ کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔ دروازہ سے اس مہربان خاتون نے
جھانکا،

"تم اٹھ گئے ہو بیٹا۔" وہ اسے دیکھ کر مسکراتی ترکی زبان میں پوچھ رہی تھیں۔
"آپ کا بہت شکریہ تیزے۔" ارمغان نے انہیں خالہ کہا تو وہ کھل اٹھیں۔ وہ ان سے ترک زبان میں
ہی بات کر رہا تھا۔

"تمہاری جان بچ جانا معجزہ ہی ہے۔ کسی کی دعائیں ہیں تمہارے ساتھ۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی
کہہ رہی تھیں۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"جی تیزے، میری آنے اور بابا آنے کی دعائیں ہیں۔" وہ ماں اور دادی کے بارے میں سوچتا مسکرایا تھا۔

"تم یہاں کے تو نہیں ہو۔ وہ لڑکی تمہاری بیوی نہیں تھی؟ میں تو یہی سمجھی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ ان بوڑھی نگاہوں نے کبھی دھوکا نہیں کھایا۔"

"وہ ایک مہربان اجنبی تھی۔ اسی نے کل میری جان بچائی تھی۔" زینہ کے بارے میں سوچتا ار مغان گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"رب جانے کہ اس نے تمہیں بچایا ہے یا اپنی قسمت کو۔" وہ غیر مبہم سی باتیں کرتی کمرے سے باہر چلی گئیں۔

ار مغان کے ذہن میں پھر سے وہ منظر روشن ہوا تھا جب ساحل پہ وہ اس کے بہت قریب تھی۔ وہ سر جھٹکتا اضطرابی حالت میں ٹہلنے لگا۔

وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک شخص تھا۔ ان تیس سالوں میں نہ جانے کتنی اپسراؤں اور حسن کی ملاؤں نے اس پر ڈورے ڈالے تھے لیکن وہ ہمیشہ سرد مہری سے انہیں نظر انداز کر دیتا تھا۔ پھر ایسا کیا تھا اس

خمار عشق ناز خان

لڑکی میں جو ذہن بھٹک کر اس کی ہی تصویر پر ہی اٹک رہا تھا۔ وہ الجھ کر دوبارہ بستر پر آ بیٹھا تو ذہن میں
زینہ کے الوداعی جملے کی بازگشت ہوئی۔

"میں شام میں تمہیں دیکھنے دوبارہ آؤں گی۔"

تو کیا وہ دوبارہ آئے گی؟ دل اس پری وش کو پھر سے دیکھنے کے لیے مچلنے لگا۔ ایک سرد آہ بھرتا ر مغان
اپنی آنکھیں میچ گیا تھا۔

ناز خان رائٹس

"عظمیٰ، مایہ جلدی چلو بھی!" زینہ ساحل پر تقریباً دوڑتی ہوئی چل رہی تھی۔ وہ سب ایک ایک سفری
بیگ اٹھائے ہوئے تھیں۔ سہ پہر کا وقت تھا اور دھوپ میں اب بھی ہلکی سی تمازت تھی۔ عظمیٰ اور مایہ
ہانپ کر ایک کینے کے باہر رکھی کرسیوں پر ڈھیر ہو گئی تھیں۔

"بس اب اور نہیں بھاگ سکتی میں۔" مایہ نے پسینہ پوچھتے اعلان کیا تھا۔

"میں بھی۔ یہ زینہ پتا نہیں کیوں دوڑی چلی جا رہی ہے۔ جیسے اس گاؤں میں کوئی اس کا انتظار کر رہا ہو۔"
عظمیٰ نے کرسی کی پشت سے سرٹکاتے کہا تھا۔

خمار عشق ناز خان

زینہ جوان دونوں سے تھوڑا آگے نکل چکی تھی ان کا تبصرہ سن نہ سکی۔ وہ اپنے سامنے موجود اسٹال پر سبے پھولوں کے گلدستے دیکھ رہی تھی۔

اس نے کچھ دیر ادھر ادھر دیکھا تب ہی اس کی نظر ان نیلے پھولوں پر ٹھہری۔ نازک سی ٹہنیوں پر گھنی قطاروں میں سبے چھوٹے چھوٹے نیلے پھول۔ ان کی پنکھڑیاں نیچے کی طرف سے جڑی ہوئی تھیں۔ زینہ کو اس نیلے رنگ سے کسی کی نیلی آنکھیں یاد آئیں۔ وہ مبہم سا مسکراتی وہ گلدستہ خریدنے لگی۔ تب ہی مایہ کی عقب سے آتی آواز پر گڑبڑائی تھی۔

"زینہ!! کہاں ہو تم؟" وہ ادھر ادھر کے اسٹالز پر زینہ کو ڈھونڈتی ہوئی آوازیں دے رہی تھی۔ زینہ نے پھول اپنے اسکارف کے پلو میں چھپائے تھے۔

"ہاں کیا ہے؟" وہ دور سے ہی اسے آواز دیتی پوچھ رہی تھی۔

"میں اور عظمیٰ وہاں ریستوران پر جا رہے ہیں۔ جب تک ہم کچھ کھا پی نہیں لیتے مزید نہیں چل سکتے۔"

مایہ نے اطمینان سے پین کیک کے طرز کا اسٹریٹ اسنیک کھاتے ہوئے کہا تھا۔ زینہ کو اس کی کھانے سے رغبت دیکھ کر ہلکی سی ہنسی آئی تھی۔

"تو ابھی تم یہ سو نگھ رہی ہو؟" وہ کہتی قریب آئی تھی، جواب میں مایہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"خبردار جو میرے کھانے کو نظر لگائی۔ تم ایک کام کرو۔ میں تمہیں ہمارے ٹھہرنے کے مکان کی لوکیشن بھیج دیتی ہوں۔ تم جب تک چلی جاؤ ہم آتے ہیں۔" مایہ نے آئیڈیا دیا۔
ان لوگوں نے انٹرنیٹ کے ذریعے ایک مکان میں چند کمرے کرائے پر لیے تھے تاکہ یہاں پہنچ کر دشواری نہ ہو۔

زینہ کو بھی اس دو منزلہ مکان تک جانے کا بہانہ چاہیے تھا۔ وہ جھٹ راضی ہو گئی۔ اس کا ارادہ تھا کہ پہلے اس ترک لڑکے کی عیادت کرے گی پھر مایہ کی بھیجی ہوئی لوکیشن پر جائے گی۔
"کیا معلوم وہ چلانہ گیا ہو؟" اسے دوبارہ ایک نظر دیکھنے کی خواہش دل میں کروٹ لے رہی تھی۔
"میں بس اس کو ایک ڈاکٹر کی نظر سے دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ خود کی بے قراری کو معنی پہناتی اس مکان کی طرف چل پڑی۔

وہ مکان ساحل سے زیادہ دور نہیں تھا۔ پیلے رنگ کا دو منزلہ مکان جس کے باغ میں طرح طرح کے پھول مہک رہے تھے۔ ایک طرف ایک جھولہ تھا جو پھولوں میں گھرا ایک شہزادی کا تخت سالگ رہا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر جانے لگی۔ ایک ہاتھ میں مہکتا ہوا گلہ سستہ اور دوسرے سے اپنا سفری بیگ تھا متی وہ لکڑی سے بنا زینا چڑھ رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس مکان کو اس طرز کا بنایا گیا تھا کہ نیچے صرف ہال تھا۔ جبکہ اوپر کی ایک منزل پر چھوٹے چھوٹے کیمین نما کمرے تھے۔ سب سے اوپر کی منزل پر بزرگ خاتون کے رہائشی کمرے تھے۔

زینہ ابھی آخری سیڑھی پر پہنچی ہی تھی کہ ایک زوردار آواز سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

ارمغان بھی آواز سن کر کمرے سے باہر نکلا تھا اور اس کی نظر سیڑھیوں کے پاس کھڑی زینہ پر پڑی تھی جو اب ہنسنے لگی تھی۔ اس کا رخسار سے اپنا سر ڈھانپنے ہم رنگ کو آرڈیٹ پہنے ہوئے تھی۔

زینہ نے بھی اسے دیکھ کر کچھ کہنا چاہا تھا مگر اسی بل کی ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ بلا سیڑھیوں سے نیچے آیا تھا۔ زینہ اپنے پیروں میں اچانک آتی ہوئی بلی کی وجہ سے اچھلی تھی اور اس کا پیر سیڑھی پر پھسلا تھا۔ ارمغان نے تیزی سے اس کی کلائی تھامتے اسے کھینچا۔ نتیجے میں زینہ لہرا کر اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ وہ دونوں ہی گڑبڑا کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ تب ہی اوپر سے بزرگ خاتون کی آواز آئی تھی۔

"قسمت"

چونکہ ترکی اور اردو کے کچھ الفاظ ہم معنی ہیں تو زینہ بھی اس بار انہیں چونک کر دیکھنے لگی۔ ارمغان نے دھیرے سے اس کی کلائی چھوڑی تھی۔

خمار عشق ناز خان

زینہ نے اس کی طرف پھول بڑھاتے ہوئے انگریزی میں کہا تھا،

"آپ کے لیے۔ اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟"

"کیا یہ جانتی بھی ہے کہ سنبل کے پھول کسی کو دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ تمہیں تو آتی ہو گی پھولوں کی زبان؟" ار مغان نے ہاتھ بڑھا کر وہ مہکتے ہوئے پھول پکڑے تھے۔ لیکن خاتون کی آواز پر وہ انہیں گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

زینہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ ترک زبان میں کیا کہہ رہی ہیں۔ وہ واپسی جانے کا سوچ ہی رہی تھی۔ جب ہی سیڑھیوں پر سے مایہ اور عظمیٰ برآمد ہوئیں۔

"شکر ہے تم بھی پہنچ گئی ہو زینہ۔" عظمیٰ ہانپتے ہوئے اردو میں کہہ رہی تھی۔ مایہ بھی اوپر پہنچ چکی تھی، اس نے راہداری کا جائزہ لیا اور نگاہ ار مغان کے ہاتھ میں پکڑے گلدستے پر پڑی۔ زینہ اب بھی ار مغان کے سامنے کھڑی تھی تو ایک نظر دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے ار مغان زینہ کو وہ پھول دے رہا ہو۔

"اوئے۔ یہ کون چھپھورا ہے جو تمہیں پھول دے رہا ہے؟ کمبخت کہیں بھی چلے جاؤ مردوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہاں خوبصورت لڑکی دیکھی نہیں وہاں سستی عاشقی شروع۔" مایہ بگڑ کر ار مغان کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کے مردوں کو لتاڑ رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے گھبرا کر ار مغان کو دیکھا جس کے چہرے پر پتھر یلے سے تاثرات تھے۔

"پاگل ہو گئی ہو مایہ! کیا الٹا سیدھا کہہ رہی ہو۔ شکر ہے کہ یہ اردو نہیں سمجھتے ورنہ کتنی شرمندگی ہوتی

اس وقت۔" زینہ نے آگے بڑھ کر مایہ کا بازو دبوچ کر اسے خاموش کروایا تھا۔

ار مغان اس صورتحال میں ایک لفظ نہیں بول سکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ زینہ کو بتا دے کہ وہ ترک نہیں بلکہ

پاکستانی ہی ہے لیکن عین وقت پر اپنی تعریف میں بولے گئے الفاظ سن کر اس کو شدید طیش آیا تھا۔ وہ

لڑکی پھر سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"ہاں تو جب وہ ہماری زبان نہیں سمجھتا تو تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو۔ تمہیں کمرے کا نمبر بھیجا تو تھا

مگر تم یہاں بیچ راستے میں کھڑی اس ترک کو تاڑ رہی ہو۔"

"اف مایہ! زبان بند رکھو پلیز۔" زینہ کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا تھا۔ ار مغان نے دلچسپی سے اس کے

چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھے تھے۔

عظمیٰ نے معاملہ سنبھالتے ہوئے مایہ کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

"چلو تم بھی۔" زینہ ان کے ساتھ آگے بڑھتی پلٹی تھی اور ار مغان کو دیکھ کر ایک شرمندہ سی مسکراہٹ اچھالی تھی۔ وہ تینوں اپنے کمرے میں چلیں گئیں تو ار مغان ترک خاتون کی آواز پر چونکا تھا۔

"Kalbini çalıyor, değil mi?"

"وہ دل پہ دستک دے رہی ہے نا؟"

"Evet. Teyze"

"جی خالہ" اس کی مخمور سی سرگوشی ابھری تھی۔

قسط نمبر 8

#خمارِ عشق

#رائٹر_ناز خان

کاپی پیسٹ کرنے کی ممانعت ہے۔ کسی بھی چینل یا ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں۔

خمار عشق ناز خان

ناز خان رائٹس

دستک کی آواز پر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں بسے جہاں سے نکل آئے تھے۔ التان نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی شرٹ کا بٹن نیشا کی چین میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ دونوں چاہ کر بھی اٹھ نہیں پارہے تھے۔

"التان! بیٹا ایک منٹ بات سنو۔" دریا کی آواز پر نیشا نے گھبرا کر التان کا بازو دبوچا۔

"التان!! آنٹی نے ہمیں دیکھ لیا تو۔" وہ شرم سے پوری سرخ پڑتی جا رہی تھی۔

"ریلیکس نیشا۔" التان اس کے شرمانے اور گھبرانے پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"ایک منٹ آنے۔" التان نے دریا کو آواز دی تھی۔

وہ نرمی سے اس کے گلے کی چین کو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ اور الجھتی جا رہی تھی۔

"اچھا اٹھنے کی کوشش کرو ذرا۔" وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کے دائیں بائیں ہاتھ ٹکاتا اٹھ رہا

تھا۔ نیشا بھی اس کی تقلید میں آہستگی سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ جب ہی نیشا ایک دم اپنے بھاری

بھر کم شرارے کی وجہ سے پھسلی تھی۔ التان بھی اس کے اچانک پھسل جانے پر ایک دم ہی اس پر گرا

خمار عشق نادر خان

تھا اور اس کا گال نیشا کے لبوں سے ٹکرایا تھا۔ نیشا کی آنکھیں پہلے حیرت سے پھیلیں تھیں پھر اس نے گہرا کرپلوں کی جھالر گرائی تھی۔ التان جو پہلے خود بھی جھینپ گیا تھا نیشا کے شرمانے سے وہ عجیب سی سرشاری محسوس کرنے لگا۔

"دوبارہ کوشش کریں؟" اس کے کان کے پاس مدھم سرگوشی کرتا وہ نیشا کے دل کی دھڑکنیں تیز کر گیا تھا۔ اس بار وہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ جب ہی التان نے نیشا کی گردن کے گرد ہاتھ بڑھائے تھے۔ جہاں اس کے لمس پر وہ اچھلی تھی وہیں وہ بھی اس کی جلد کی نرمی محسوس کرتا ساکت ہوا تھا، چین کا ہک ہاتھ میں آتے ہی اس نے وہ دھیرے سے کھولا تھا۔ نیشا کی چین اس کے بٹن سے ایسے لپٹ گئی تھی جیسے سرو کے درخت ہر عشق پیچاں کی بیل۔ وہ اس پر ایک نظر ڈالتا بیڈ سے اترتا تھا۔ نیشا بھی اتر کر کھڑی ہوئی تھی۔ تب ہی نیشا نے اس کی آستین کا کونہ پکڑ کر اسے روکا تھا۔ التان سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ کچھ کہنے کی بجائے بلش کر رہی تھی۔ "کیا ہوا ہے؟" التان کے پوچھنے پر نیشا نے التان کے گال کی طرف اشارہ کیا تھا۔ التان نے پلٹ کر سنگھار میز کے آئینہ میں خود کو دیکھا تو ایک منٹ کو وہ بھی سٹیٹا گیا۔ نیشا کی لال لپ اسٹک کا نشان اس کے گال پر چھپا ہوا تھا۔ وہ جھینپ کر ٹشو سے اسے صاف کرتا دروازہ کھولنے آگے بڑھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"بیٹا سوری تمہیں ڈسٹرب کیا۔ تم یہ جوڑا نیشا کو دے دینا۔ وہ فریش ہو جائے گی۔" دریا اسے ہینگرتھا کرا لٹے قدموں لوٹ رہی تھیں۔ تب ہی التان نے انہیں پکارا۔
"آنے! پلیز آپ دے دیں اسے۔ میں جب تک آبی سے کال پر بات کر لوں۔" اس کو اب ار مغان کے رد عمل کی فکر پڑ گئی تھی۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم! READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خمار عشق نادر خان

"ہاں بالکل تم ار مغان سے بات کر لو۔ وہ تمہارے بابا کو بھی منالے گا۔" دریا کو اندازہ تھا کہ ار مغان فرہاد کو قاتل کر ہی لے گا۔

وہ کمرے کے اندر آئیں تو نیشا کا شرم سے لال چہرہ دیکھ کر من ہی من مسکرا اٹھیں۔ یہ شادی جن بھی حالات میں ہوئی تھی۔ اگر التان اور نیشا خوش تھے تو پھر انہیں کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ "نیشا! بیٹی یہ جوڑا میں نے نیا ہی بنوایا ہے۔ تمہارے تھوڑا لوز ہو گا لیکن تم کم از کم نہا کر تازہ دم تو ہو پاؤ گی۔" وہ اس کی طرف ایک ہینگر ہوا گارمنٹ بیگ بڑھاتے ہوئے بولیں۔ جسے نیشا نے تشکر بھرے احساس سے تھاما تھا۔

"آپ کتنی اچھی ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔" وہ ان کی مہربان نیلگوں آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ تم ہمارے گھر کی بہو ہو۔ تمہاری ضروریات پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔" وہ اسے دیکھتی مسکرائیں۔

خمار عشق نادر خان

"اچھا یہ کچھ ٹوائلیٹریز ہیں شاید تمہیں ضرورت پڑے۔" وہ ایک دستی بیگ اس کے برابر میں رکھتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "چلو تم تیار ہو کر نیچے آجانا۔ التان بھی جب تک ار مغان سے بات کر لے۔ وہ میرا بڑا بیٹا ہے، تمہارا جیٹھ۔ ابھی ترکی گیا ہوا ہے۔ وہ آئے گا تو ہم ولیمہ کی تقریب کریں گے۔" دریا پر جوش سی اپنی بہو کو بتا رہی تھی۔

"او کے فریش ہو جاؤ پھر ہم سب ساتھ میں ناشتا کریں گے۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی چلی گئیں۔
ینیشا نے ہینگر سے جوڑا نکالا۔

دھانی رنگ کی سوتی قمیض تھی جس پر سفید ریشمی دھاگوں سے کڑھائی کی گئی تھی۔ اس کا ہم رنگ دوپٹہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ کٹورک کے ساتھ دوپٹہ کی تراش خراش بہت اعلیٰ تھی۔ وہ بیگ کھول کر دیکھنے لگی۔ اس میں شیمپو، کنڈیشنر، ہاڈی واش، موائسچرائزر اور لپ اسٹک وغیرہ تھی۔ وہ ایک بار پھر ان کی ممنون ہوئی اور نہانے کے لئے باتھ روم میں چلی گئی۔ پیر کے زخم کو بچانے کے لئے اس نے ایک پلاسٹک کی تھیلی چڑھالی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

وہ دس منٹ بعد تولیہ سے بال رگڑتی باہر آئی تو التان کو بیڈ پر دیکھ کر اس کے قدم جم گئے۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے لیٹا ہے تو اسے تھوڑی تسلی ہوئی۔ وہ تولیہ کو ایک طرف رکھتی اپنا دوپٹہ ڈھونڈنے لگی۔ تب ہی وہ اسے التان کے نیچے نظر آیا۔

"یہ اتنا بڑا دوپٹہ نظر نہیں آیا انہیں جو اس پر ہی چڑھ کر لیٹ گئے۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔ بیڈ کے قریب آ کر دھیرے سے دوپٹہ کھینچنے کی کوشش کی تھی۔ ایک تو یہ ڈریس واقعی اس کے ناپ کا نہیں تھا۔ گلا پھسل پھسل کر گرہا تھا اور زیادہ ہلانے جلانے پر کندھے سے ہی گر رہا تھا۔ اس نے دریا کے دیے ہوئے بیگ میں سیفٹی پنزدیکھی تھیں اسے بس دوپٹہ چاہیے تھا تاکہ وہ اسے اچھی طرح پن کر کر اس قمیض کے گرد سیٹ کر لیتی۔ دوپٹہ کھینچنے کی کوشش میں اس نے فی الحال قمیض کو چھوڑ رکھا تھا۔ وہ دوپٹہ کو ہلکا سا جھٹکا دے رہی تھی جب ہی اس کی نظر التان پر پڑی جو گہری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "عجیب ہیں آپ۔ جب جاگ رہے ہیں تو ہٹ کیوں نہیں رہے؟" وہ تنک کر کہہ رہی تھی۔

"آئی واز انجوائنگ داویو۔" التان کے جواب پر اس نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں خود پر نظر پڑی تو وہ یک بیک ہی رخ موڑ گئی تھی۔

خمار عشق ناز خان

اپنے گرد اپنے ہاتھ لپیٹے وہ اتنا شدید بلش ہوئی کہ التان نے اس کے کندھے پر بھی سرخی چھلکتی دیکھی۔
وہ اس کا عکس سنگھار میز کے قد آدم آئینہ میں دیکھ سکتا تھا جہاں وہ پلکیں جھکائے پریشان سی کھڑی تھی۔
وہ اس کا دوپٹہ اٹھاتا اس کے عقب میں آیا تھا۔ نیشا نے اس کے قدموں کی چاپ سن کر بے بسی سے
آنکھیں بند کی تھیں۔ تب ہی التان نے اس کا دوپٹہ اس کے گرد پھیلا کر اوڑھایا تھا۔ نیشا نے آنکھیں
کھولیں تو التان کے عکس کو خود کے اتنے پاس کھڑے دیکھا۔ اس نے دھیرے سے دوپٹہ کے سرے کو
اپنی انگلیوں سے پکڑ کر اپنے سینے پر پھیلا یا تھا۔ وہ یونہی اپنی پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
"جلدی آنا۔" اس سے کہتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ناز خان رائٹس

نیشا نیچے اتر کر ڈانگ ہال میں آئی تو سب ہی ناشتے کی میز پر موجود تھے۔ دادی تو اسے دیکھتے ہی فوراً
واری صدقے ہوئیں۔

"ماشاء اللہ! کتنی حسین لگ رہی ہے میری بہو۔"

خمار عشق نامر خان

التان جو زینے کے نیچے ہی اس کا انتظار کر رہا تھا دادی کی آواز پر اس کی طرف پلٹا تھا۔ اس نے دوپٹہ سر پہ لے کر سلیقے سے پن کر لیا تھا۔ ہونٹوں پر پیچ کلر کی لپ اسٹک لگائے باقی چہرہ میک اپ سے عاری تھا۔ وہ اس سادگی میں بھی حسین لگ رہی تھی۔ التان یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ وہ اس کو دیکھنے میں اتنا مبہوت تھا کہ اسے یہ بھی اندازا نہیں ہوا کہ وہ اس کا راستہ روکے کھڑا ہے۔ نیشا آخری سیر ہی پر رک گئی۔ وہ اس کی نظروں کے ارتکاز سے تھوڑی پزل ہونے لگی۔ دریا اور دادی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ جبکہ فرہاد صاحب خاموشی سے ناشتا کرنے میں مصروف تھے۔

نیشا نے دھیرے سے اسے پکارا، "التان... چلیں؟"

وہ اس کی آواز پر ٹرانس سے نکلا تھا اور بنا سوچے ہی

ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھا متامیز کی طرف بڑھا تھا۔

نیشا نے جیسے ہی نوٹ کیا کہ سب انہیں ہی دیکھ رہے ہیں وہ پھر سے بلش کرتی سرگوشی میں کہنے لگی۔

"التان چھوڑیں نا۔ انٹی اور دادی دیکھ رہے ہیں۔"

التان نے اس کی بات پر نظر اٹھائی، واقعی سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ لیکن بجائے اس کا ہاتھ

چھوڑنے کے وہ مسکراتا اسے ساتھ لیے آگے آیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"صبح بخیر دادا ای"

"جیتے رہو۔ بالکل چاند سورج کی جوڑی ہے۔" دادی نے دونوں کو ساتھ دیکھتے ہی دوبارہ بلائیں لی۔ "التان نے کچوئل سی خاکستری (بیج) رنگت کی شرٹ اور سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔ سیاہ گھنگریالے بال بے ترتیب سے اس کے چہرے پر ایک معصومیت کا تاثر پیدا کر رہے تھے۔ دریا بھی خوشی سے کہنے لگیں۔"

"ہاں بالکل پرفیکٹ! کپل آؤٹ فٹ بھی میچنگ لگ رہا ہے۔" عریشان نے بھی سر کے اشارے سے التان کی تعریف کی تھی۔ نیشا جھپنی جھپنی سی التان کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"لو بیٹا کیا لوگی تم؟" دریا اس کی طرف آملیٹ کی پلیٹ بڑھاتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔ سچ تو یہ تھا کہ کھانا دیکھ کر نیشا کو اندازہ ہوا تھا کہ اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔ کل کا سارا دن بنا کھائے پیے گزر گیا تھا۔ چوبیس گھنٹوں میں کسی نے پہلی بار اس سے کھانے کا پوچھا تھا۔ وہ ممنون سی اپنی پلیٹ میں تھوڑا سا آملیٹ نکال کر کھانے لگی۔ التان نے توس پر جیم لگایا اور خاموشی سے نیشا کی پلیٹ

خمار عشق نادر خان

میں رکھ دیا۔ وہ فریچ تو اس اٹھا کر اس کی پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔ تب ہی ینیشا نے گھبرا کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"بس کریں۔" اس نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا تھا۔

"کیوں؟ تمہارا اپنا گھر ہے ٹھیک سے کھاؤ۔" وہ بڑے مان سے کہتا اس کی طرف جو س کا گلاس بڑھا رہا تھا۔

ینیشا کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

وہاں اپنے گھر میں چچی اور ثمرہ کی موجودگی میں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا اس کا خواب ہی بن کر رہ گیا تھا۔ اس کی والدہ تو اس کی پیدائش کے وقت ہی خالق حقیقی سے جا ملیں تھیں۔ اور والد فاروق اللہ صاحب کی موت کار کے حادثے میں تب ہوئی تھی جب وہ محض دس سال کی تھی۔ ان آٹھ سالوں میں اس کی حیثیت اپنے ہی گھر میں ایک ملازمہ کی سی رہ گئی تھی۔ یہاں اس انسان سے رشتہ جڑے چند ہی گھنٹے ہوئے تھے لیکن وہ اور اس کے گھر والے اسے کتنی عزت دے رہے تھے۔ وہ سرشار سی رب کی شکر گزار ہوئی۔

"التان تمہاری آبی سے بات ہوئی تھی؟" عریشان نے کافی کپ میں انڈیلتے ہوئے پوچھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"نہیں آبی نے فون نہیں اٹھایا بھائی۔"

"میں نے بھی کوشش کی تھی نمبر لگ نہیں رہا۔" عرشان نے کچھ تشویش سے کہا۔

ارمغان اپنا فون ہمیشہ آن رکھتا تھا۔ عموماً وہ جب بھی ترکی جاتا پاکستان کے وقت کے حساب سے صبح فون ضرور کرتا۔ اب آج اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا تو سب کو فکر ہو رہی تھی۔

ابھی وہ تذبذب کا شکار تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"آگیا میرے بیٹے کا فون۔" دریا بیگم نے آس سے کہتے اپنا فون اٹھایا لیکے حشمت یلماز کا نام اسکرین پر روشن ہوتے دیکھ کر وہ تھوڑا چونکی۔

"مرحبا بابا"

"دریا کیا ارمغان نے تم لوگوں سے کوئی رابطہ کیا ہے؟" وہ ترک زبان میں اپنی بیٹی سے پوچھ رہے تھے۔

"نہیں بابا کیوں سب خیریت تو ہے؟" دریا کا دل انجانے خوف سے دھڑکا۔

ان کے شوہر اور دونوں بیٹے بھی ترکی سمجھتے تھے تب ہی سب ہاتھ روک کر انہیں دیکھنے لگے۔

ینیشا اور دادی بھی معاملہ کی سنگینی محسوس کرتی ساکت ہوئیں۔

خمار عشق نادر خان

"ارمغان کو کل پارٹی کے بعد سے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ یہاں رات بھر طوفان آیا ہوا تھا دریا۔" ان کی آواز اپنی نوا سے کی فکر میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"بابا! ایسے کیسے؟ کہاں ہو گا میرا ارمغان؟" دریا گھبراہٹ میں فوراً ان سے فون لے کر اپنے سر کی بات سنی تھی۔

"آپ فکر مت کریں میں اس کے سکیورٹی گارڈز سے پتا کروا تا ہوں۔"

فون رکھتے ہی وہ عرشان اور التان کی طرف پلٹے جو کرسی چھوڑ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"ارمغان کی لوکیشن ٹریس کرواؤ۔ ترکی میں ہماری ٹیم سے کہو لو کل پولیس اور کوسٹ گارڈز سے رابطہ کریں۔" وہ دونوں برق رفتاری سے فون نکالتے الگ الگ سمت میں گئے تھے۔

"ہو جائے گا رابطہ آپ فکر مند مت ہوں دریا۔" اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتے فرہاد صاحب نے اپنی بیوی کی اڑتی رنگت دیکھ کر تسلی دی تھی۔

ناز خان رائٹس

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

رات کے آخری پہر زینہ اچانک نیند سے بیدار ہو گئی۔ اس کی سہیلیاں تو بے خبر سو رہی تھیں۔ کچھ دیر کروٹیں بدلنے کے بعد بالآخر وہ ہلکی سی شال لپیٹتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ ہال بھی نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کا دل گھبرانے لگا تو وہ نیچے اتر کر پائیں باغ میں آنکلی۔

چاند کی تیر ہوئی تاریخ تھی۔ فضا میں سکوت چھایا ہوا تھا۔ اس وقت اتنی خاموشی تھی کہ وہ ساحل سے ٹکراتی لہروں کے شور کو بھی سن سکتی تھی۔ وہ یونہی ٹہلتی ہوئی اس جھولے پر آ بیٹھی جو باغ کے ایک طرف موجود تھا۔ لکڑی کا بنا ہوا کیل سوئنگ چاروں طرف پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ یوں ہی ستون سے سرٹکائے بیٹھ گئی۔ ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی جو زینہ کو بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ کچھ پل کے لیے آنکھیں موندے سرٹکائے جھولہ جھولنے لگی۔

ارمغان جو عموماً اس وقت جاگ کر ورزش کرتا تھا۔ فی الحال ساحل پر چہل قدمی کر کر واپس آ رہا تھا۔ وہ باغ میں پہنچا تو اسے یوں بیٹھے دیکھ کر چونک گیا۔ زینہ اس وقت گلابی رنگ کی ہلکی سی سوتی قمیض اور ٹراؤزر پہنے ہوئی تھی۔ اسکارف کی جگہ، شال سر اور جسم کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔

"یہ کیا یہاں سو گئی ہے؟" ارمغان کو فکر ہوئی۔

خمار عشق نادر خان

وہ ایک قدم اس کی طرف بڑھاتا کہ اسے جگادے۔ اسی پل ہوا کہ جھونکے سے زینہ کے سر سے شال پھسل کر کندھوں تک گری۔

ارمغان فوراً اپنی ایڑی پر گھوم گیا۔ اسے اندازا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنا سر ڈھک کر رکھتی ہے۔ ارمغان کی تربیت ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی کی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ترک خاتون کی آواز آئی۔

"چاند کے روبرو یار کو دیکھا

ہائے مت پوچھ کیسا دلر با منظر دیکھا۔"

وہ ترک زبان میں کوئی لوک گیت گارہی تھیں۔ ان کے کمرے کی کھڑکیوں پر پردہ ڈلا ہوا تھا۔ پھر بھی یہ گانا بالکل ارمغان کے دل کی حالت بیان کر رہا تھا۔ وہ سوچ میں گم چاند کو تنکے لگا۔

اس کے عقب میں موجود زینہ گیت کی آواز سن کر سیدھی ہوئی تھی۔ شال خود کے گرد اچھی طرح لپیٹی وہ ارمغان کو دیکھ کر ڈر گئی۔

"کون ہے؟" وہ گھبراہٹ میں اردو میں ہی سوال کر گئی۔ لیکن جیسے ہی ارمغان پلٹا اس کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"اوہ یہ آپ ہیں۔ میں ایک لمحے کے لئے ڈرہی گئی تھی۔"

وہ فوراً انگریزی میں بات کرنے لگی تھی۔

"ویسے مجھے انداز ہے کہ آپ کو شاید انگریزی نہیں آتی لیکن مجبوری ہے مجھے ترک زبان نہیں آتی۔"

ارمغان نے ابھی تک زینہ کے سامنے ترک زبان کے علاوہ کسی زبان میں کچھ نہیں کہا تھا۔ زینہ کو یہی لگا کہ وہ کوئی اور زبان نہیں جانتا۔ جب کہ اس کی بات سن کر ارمغان کی بھنویں تن گئیں تھی۔

"یہ چل کیا رہا ہے۔ کبھی اس کی دوست اسے چھپورا سمجھتی ہے اور یہ محترمہ اسے کوئی ان پڑھ سمجھتی

ہیں۔" وہ صرف سوچ کر ہی رہ گیا۔ زینہ اس کے جواب دینے سے پہلے ایک قدم آگے آتی انگلی سے اپنے سینے پر اشارہ کر رہی تھی۔

"مائی نیم از زینہ۔"

(My name is Zaynah)

پھر وہ اس کی طی اشارہ کرتی پوچھنے لگی، "یور نیم؟" وہ ایسے اشارے کرتی ارمغان کو اتنی معصوم لگی کہ وہ چاہ کر بھی اس کی غلط فہمی دور نہ کر سکا۔

"ارمغان" اس نے بھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو تھوڑا خم کرتے ہوئے اپنا نام بتایا۔

خمار عشق نادر خان

"کتنا منفرد نام ہے؟" زینہ نے تعریف کی تو ار مغان مسکرایا۔

"مجھے چلنا چاہیے، صبح ہونے میں کچھ ہی گھنٹے بچے ہیں۔"

زینہ اس کے برابر سے ہوتی نکلنا چاہتی تھی۔ تب ہی گیلی اور بھر بھری مٹی میں اس کے جوتے کی ہیل پھنسی وہ لہرا کر منہ کے بل گرنے والی تھی تب ہی ار مغان نے اسے بازوؤں سے تھام کر گرنے سے روکا مگر اس اچانک افتاد پر زینہ کی شال پھسل کر زمین بوس ہو گئی۔

اس کے سنہری بال آبخار کی طرح اس کے گرد پھیلے تھے۔ وہ خود کے گرنے کی پرواہ چھوڑ کر سینے پر ہاتھ لپیٹے خفت سے سرخ پڑ چکی تھی۔ اس نے گہرا کر ار مغان کے چہرے کی طرف دیکھا تو چونک گئی ار مغان آنکھیں سختی سے بند کئے اسے تھامے کھڑا تھا۔

وہ تیزی سے اس کے مضبوط بازوؤں کا سہارا لیتی کھڑی ہوئی تھی اور اپنی شال اٹھاتی اوپر بھاگ گئی تھی۔ ار مغان اس کے جانے کے بعد بھی دیر تک اپنے آس پاس اس کی خوشبو محسوس کرتا رہا۔

آخر کیا جادو کر رہی تھی یہ لڑکی اس پر؟ اتنی کشش جیسے وہ اس کے پاس آئے بنا رہ ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ کیسے جزبے جگا رہی تھی یہ ار مغان کے دل میں؟

خمار عشق ناز خان

ارمغان کی سوچ کو پھر سے ترک خاتون کی پر سوز آواز نے زبان دی تھی۔ وہ اب کوئی دوسرا گیت گارہی تھیں۔

"وہ میرا یار ہے کاش میرا محرم ہوتا

آج جو پاس ہے کاش وہ میرا ہمد ہوتا"

ناز خان رائٹس

قسط نمبر 9

#رائٹر ناز خان

کاپی پیسٹ کرنا منع ہے۔ کسی بھی چینل پر دینے سے پہلے اجازت طلب کریں۔

ناز خان رائٹس

التان اور عرشان مستقل فون پر مختلف لوگوں سے رابطے میں تھے۔ صبح سے شام ہونے کو آئی تھی۔ گھر کے کسی فرد کو نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا۔ دادی تو جب سے جائے نماز پر بیٹھی تھیں اٹھیں ہی نہیں

خمار عشق نادر خان

تھی۔ سارے اذکار، ساری سورتیں پڑھتی وہ بس ارمغان کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ فرہاد صاحب اضطراب سے لونگ روم میں ٹہل رہے تھے۔ دریا بیگم کی آنکھیں رو رو کر سو ج گئی تھیں۔ نیشا بھی سب کی پریشانی میں پریشان دعا کر رہی تھی کہ کوئی خیریت کی خبر آئے۔

وہ اس بات سے پریشان تھی کہ دریائے صبح سے پھر کچھ بھی نہیں کھایا۔ ان کی حالت ایک دن میں اتنی بدل گئی تھی۔ فرہاد صاحب بھی اچانک بہت بوڑھے لگ رہے تھے۔ اولاد کا دکھ والدین کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یہی منظر نیشا کی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کچھ سوچ کر کچن میں گئی۔ ملازمہ نے اسے دیکھا تو سلام کیا۔ نیشا ملازمہ سے پوچھ کر اپنی مطلوبہ اشیاء مانگتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹی ٹرالی لیے کمرے کی طرف آئی تھی۔

"انکل، آنٹی، پلیز تھوڑا سا قہوہ پی لیں۔" وہ ان کی طرف دیکھتی فکر سے کہہ رہی تھی۔ "نیشا میرے حلق سے کچھ نہیں اترے گا بیٹا۔" دریا اپنا سر ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"آنٹی آپ فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ لیکن آپ ایسے تو مت کریں۔" نیشا ان کا ہاتھ تھامتی انہیں تسلی دے رہی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

فرہاد صاحب نے بغور اس لڑکی کو دیکھا جو کل ہی ان کے بیٹے کی زندگی میں آئی تھی لیکن اس وقت اسے سب کی فکر ہو رہی تھی۔

"بس دعا کرو نیشا، میرا بیٹا ٹھیک ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں۔

"انشاء اللہ۔ اچھا آپ یہ بسکٹ کھالیں۔ بس ایک کھالیں۔" وہ اصرار کرتی انہیں ایک آدھ بسکٹ

کھلانے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ کپ میں قہوہ انڈیلیتی وہ ان کے ہاتھ میں تھما کر فرہاد صاحب کے پاس آئی تھی۔

"انکل پلیز آپ بھی لے لیں۔" وہ ان کی طرف کپ بڑھاتی کہہ رہی تھی۔

فرہاد صاحب نے اس کے ہاتھ سے کپ تھاما اور بنا کچھ کہے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ نیشا کو اس پل ایسا لگا کہ جیسے اس کے والد لوٹ آئے ہیں۔ بنا آواز اس کی پلکوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ وہ پلٹی تو اس نے التان کو دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے دیکھا۔ اس کی حالت بھی اپنے والدین سے مختلف نہیں تھی۔ اس کی سرخ انگارہ آنکھیں اس بات کی چغلی کھا رہی تھیں کہ بھائی کی فکر میں وہ بھی آنسو بہاتا رہا ہے۔

"کچھ پتہ چلا؟" فرہاد صاحب نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

خمار عشق نامر خان

"بابا، آبی کے پرسنل گارڈز ان کے ساتھ یاٹ پر نہیں تھے کوئی ایشو ہو گیا تھا تو امجانے انہیں کمپنی کے گارڈز دے تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی انہیں پارٹی ہال سے نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دیدانے یاٹ کاچہ چپہ چیک کروالیا ہے۔" وہ اتنا کہہ کر رک گیا۔

"ہاں پھر؟ رک کیوں گئے ہو؟" دریا سے ضبط نہ ہوا۔

"آنے ایسا لگ رہا ہے جیسے آبی یاٹ سے کہیں چلے گئے ہوں۔" التان نے دانستہ الفاظ کا انتخاب کرنے میں احتیاط برتی۔ ماں کی حالت اسے نظر آرہی تھی۔

عرشمان اسی وقت کمرے میں آیا تھا۔

"بابا! میں اور التان استنبول کے لیے نکل رہے ہیں۔ ہم وہاں جا کر آبی کو ڈھونڈ لائیں گے۔" اس کی آواز میں عزم تھا۔

دریا بیگم سک پڑیں۔

"اوہ خدایا! میرا بچہ۔۔" وہ نیشا کے ساتھ لگیں رونے لگیں تھی جبکہ نیشا انہیں سنبھالتی خود بھی آنسو بہا رہی تھی۔

READERS CHOICE

ناز خان رائٹس

خمار عشق نادر خان

التان کمرے میں تیزی سے اپنا سفری بیگ تیار کر رہا تھا۔ نیشا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے عجلت سے دو تین شرٹس بے ترتیبی سے بیگ میں رکھتے دیکھ رہی تھی۔ وہ وارڈروب سے اپنی جیکٹ نکالتا مڑا تو اس کی نظر نیشا پر پڑی جو تیزی سے اس کے بیگ کی چیزیں تہہ کر چکی تھی۔ اس کی نظریں خود پہ دیکھ کر وہ ایک دم گر بڑا گئی۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ میں نے سوچا۔۔۔" نیشا التان کی سرخ ہوتی نگاہوں اور چہرے پہ چھائی سختی سے خوفزدہ ہوئی۔ وہ گھبرا کر وہاں سے کمرے کے دوسری جانب جانے کے لئے مڑی لیکن التان نے اس کا ہاتھ تھام کر روکا تھا۔

وہ کنفیوژسی اسے دیکھنے لگی۔

"تم دعا کرنا پلینز۔ آبی کو کچھ نہ ہو بس۔" التان کی آواز میں اپنے بھائی کے لیے فکر گھلی ہوئی تھی۔

نیشا نے بے اختیار ہی التان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں التان۔ اللہ تعالیٰ آبی کی حفاظت کریں گے۔ آپ انشاء اللہ خیر کی خبر لے کر لوٹیں گے۔" وہ صدق دل سے دعا کرتی کہہ رہی تھی۔

خمار عشق ناز خان

التان نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔ پتہ نہیں ایسا کیوں ہوا تھا کہ نیشا کے الفاظ نے اسے واقعی تسلی دی تھی۔ وہ اس کا گال تھپتھپایا اپنا سامان لیے باہر نکل گیا تھا۔

ناز خان رائٹس

"زینہ چلو مارکیٹ گھوم کر آتے ہیں۔" مایہ نے اسے کھڑکی سے لگے دیکھ کر کہا۔ وہ صبح سے نوٹ کر رہی تھی کہ زینہ کھوئی کھوئی سی تھی۔

"ہاں بھئی تم تو کل واپس بھی جا رہی ہو۔ ہم تو ابھی رکیں گے یہاں۔" عظمیٰ نے اسے یاد دلایا۔
"اچھا بھئی۔ چل رہی ہوں۔" زینہ اٹھ کر اپنے بیگ سے کپڑے نکالنے لگی۔

اس نے ایک سفید فراک نکالی تھی۔ ساتھ میں اک سرخ اسکارف جس پر سفید پھول بنے ہوئے تھے۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے ہلکا سا میک اپ کیا اور اسکارف سے اچھی طرح اپنے سنہری بال چھپائے تھے۔ مایہ اور عظمیٰ پہلے ہی نیچے ہال میں تھیں۔ وہ تیزی سے نیچے آئی تو ان دونوں کو ڈانٹنگ ٹیبل پر بیٹھے دیکھا۔ ترک خاتون ان کے آگے لوازمات رکھ رہی تھیں۔

"یہ کیا؟" زینہ نے قریب آتے پوچھا۔

خمار عشق نامر خان

"ارے زینہ آؤ آؤ۔ یہ آنٹی نے ہمیں انوائٹ کیا ہے۔" مایہ اپنی پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

زینہ بھی ایک کرسی کھینچتی بیٹھ گئی۔

ترک خاتون اشارے سے اسے کھانا ڈالنے کے لئے کہتی ترک زبان میں ان ڈشز کے نام بھی لے رہی تھیں۔

وہ ایک نان جیسی بھری ہوئی ڈش اس کی طرف بڑھا رہی تھیں۔

"پائڈ" انہوں نے اس کا نام لیا۔

"شکریہ۔" زینہ نے کہتے ہوئے ایک پیس اپنی پلیٹ میں رکھ لیا۔

وہ ابھی ایک نوالہ ہی لے پائی تھی کہ ارمغان کی آواز اس کے عقب سے آئی تھی۔

"مرحبا تیزے۔" وہ انہیں سلام کر رہا تھا۔ جہاں اس کی آمد پر خاتون کا چہرہ کھلا تھا وہیں زینہ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوئی تھی۔

"آجاؤ بیٹے۔ یہ کھا کے دیکھو۔" ارمغان آخری رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا تو وہ بالکل زینہ کے سامنے والی

کرسی تھی۔ ان دونوں کی نظریں ملی تھیں اور زینہ کے چہرے پر کل رات کو یاد کر کر سرخی چھائی تھی۔

خمار عشق نادر خان

وہ سر جھکا کر کھانا کھانے لگی۔ اس بات سے انجان کے مایہ کی تیز نگاہوں نے اس منظر کو بغور دیکھا ہے۔

"ویسے زینہ تمہیں یاد ہے وہ دن"۔ مایہ نے گلاس میں شربت ڈالتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔
"کون سادن؟" زینہ نے سوالیہ انداز میں بھنویں اٹھائیں۔

"جب کالج میں ایک دن ہم سب اپنے آئیڈیل ڈسکس کر رہے تھے اور تم نے کسی ترک ایکٹر کا نام لیا تھا۔" مایہ اطمینان سے بولی تو زینہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"مجھے نہیں یاد۔" اس نے بات ختم کرنے والے انداز میں کہا۔

"ارے مجھے بھی یاد ہے مایہ۔ اس نے کیا نام لیا تھا ہاں Oğuzhan Karbi۔" عظمیٰ نے نام لیا۔

"نہیں میں نے یہ نام نہیں لیا تھا۔ میں نے Burak Deniz کہا تھا۔" زینہ نے بے دھیانی میں اسکی تصحیح کی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ار مغان بہت غور سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہاں ہاں وہی۔ لیکن دیکھو یہ سامنے جو ترک ہے وہ تو اس سے بالکل مختلف ہے۔ براک کی آنکھیں اور بال سیاہ ہیں جبکہ اس کے بال بھورے ہیں اور آنکھیں بھی نیلی ہیں۔" مایہ نے اطمینان سے ار مغان کے

خمار عشق نامر خان

اوپر تبصرہ کیا۔ ار مغان ضبط سے بیٹھاسن رہا تھا۔ اس پل اسے براک نامی ایکٹریہ غصہ آرہا تھا۔ زینہ کے منہ سے اس طرح کسی کا نام سن کر اسے جلن ہوئی تھی۔

"تو؟" عظمیٰ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"تو اس کے باوجود بھی زینہ اس بندے کے سامنے بار بار بلش کیوں ہو رہی ہے؟" مایہ نے اطمینان سے کہا تھا اور زینہ کے حلق میں نوالہ اٹکا تھا۔

ار مغان نے تیزی سے اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا تھا۔ جسے تھامتے اس نے جلدی سے ایک گھونٹ لیا تھا اور قہر برساتی نظروں سے مایہ کو دیکھا تھا۔

"چپ ہو جاؤ بالکل تم۔ کچھ بھی کہے جا رہی ہو۔"

"لو بھلا میں کچھ بھی کہوں۔ اسے کون سا سمجھ آرہا ہے۔" مایہ کا اطمینان قابل دید تھا۔ زینہ کر سی کھینچ کر کھڑی ہو چکی تھی۔

"خدا حافظ آنٹی۔ خدا حافظ ار مغان۔" وہ اردو میں کہتی باہر کو نکلی تھی۔

"ارے زینہ رکو تو۔" عظمیٰ اور مایہ اس کے پیچھے بھاگے تھے۔ جاتے جاتے مایہ اچانک مڑی تھی۔

"الوداع" اپنے پیچھے ہاتھ ہلاتی وہ بھاگ گئی تھی۔

خمار عشق ناز خان

ترک خاتون مسکرا رہی تھیں۔

"آج چودھویں کا چاند ہو گا۔ آج ہمارے گاؤں میں جشن ہوتا ہے۔ تم بھی جاؤ، تھوڑا گھومو۔" وہ ارمغان سے کہہ رہی تھیں۔

"تیزے مجھے اب واپس جانا ہو گا۔ میں ابھی استنبول رابطہ کر آیا ہوں۔"

ارمغان کو اندازہ تھا کہ چوبیس گھنٹوں سے اس کی گمشدگی نے کیا طوفان کھڑا کیا ہو گا۔ احتیاطاً اس نے اپنے پرسنل بوڈی گارڈ کو کال کر کے یہاں بلوایا تھا۔ وہ ابھی یہاں کسی اور کو بتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک ہے لیکن اسے گھر پر اطلاع کرنی تھی جو وہ کوشش کے باوجود بھی نہیں کر پایا تھا۔ انٹرنیشنل کال کی سہولت نہیں تھی۔ اسی لیے وہ جلد از جلد استنبول پہنچنا چاہتا تھا۔

"میں آپ سے ملنے پھر آؤں گا۔" وہ ان سے کہنے لگا۔

"نہیں۔ تمہاری قسمت اب تمہیں پہاڑوں سے گھری وادی میں لے کر جائے گی۔ خوبانی سے لدے درختوں کے بیچ تمہاری زندگی ہمیشہ کے لئے بدل جائے گی۔" وہ پراسرار سے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"جاؤ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی اوپر کی طرف بڑھ گئیں۔

ناز خان رائٹس

خمارِ عشق ناز خان

جاری ہے۔

قسط نمبر 10

#رائٹر_ناز خان

#خمارِ عشق

کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی ویب سائٹ یا چینل پر دینے سے پہلے اجازت طلب کریں۔

ناز خان رائٹس

زینہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ مختلف اسٹالز دیکھتی گھوم رہی تھی۔ شام ڈھل رہی تھی اور وہاں کی سڑکوں پر گہما گہمی بڑھ رہی تھی۔

"یہ سب سجا ہوا کیوں ہے؟" مرکزی چوک پر رک کر عظمیٰ نے ایک راہ گیر سے پوچھا۔
خوش قسمتی سے وہ انگریزی سمجھتا تھا۔

خمار عشق نائر خان

"یہاں فیسٹیول منایا جا رہا ہے۔ موسم بہار کی آمد کی پہلی فل مون نائٹ ہے۔" وہ بتا کر اپنے راستے پر چلا گیا اور یہ تینوں لڑکیاں پر جوش سی ہر چیز کو دیکھتی آگے بڑھیں۔

"مایہ رکوان کا مشہور دہی چکھتے ہیں۔" زینہ نے ایک اسٹال دیکھا تو اسے آواز دی۔

"مجھے ڈونر کباب کھانا ہے بھی تم ہی کھاؤ دہی۔" مایہ عظمی کا ہاتھ پکڑتی کباب کے اسٹال پر چلی گئی۔

زینہ دہی اور ڈر کرنے ہی والی تھی کہ اسے سامنے کے اسٹال پر ار مغان نظر آیا۔

"لگتا ہے یہ بھی فیسٹیول میں گھومنے آیا ہے۔" زینہ نے خود کلامی کی۔ وہ آرام سے ایک آئس کریم کپ میں دہی لیے مایہ اور عظمی کے پاس جا پہنچی۔

"سنو زینہ وہاں روڈ کراس کر کے زبردست کوفتے ملتے ہیں ہم نے ابھی معلوم کیا ہے۔" عظمی پر جوش سی بتا رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ابھی تو تم دونوں کو کباب کھانے تھے؟" زینہ دہی کھاتے ہوئے پوچھنے لگی۔ دہی واقعی بہت ذائقہ دار تھا۔ اس پر گڑ کی طرح کی کوئی چیز اوپر سے چھڑکی گئی تھی، منہ میں جاتے ہی سب گھل رہا تھا۔

"ہاں تو کھا لیے نہ۔ یہ لو ایک تمہارے لئے بچایا ہے۔" مایہ نے اس کی طرف کباب بڑھایا اور دہی کا پیالہ اس کے ہاتھ سے لے کر اس سے انصاف کرنے لگی۔

خمار عشق نادر خان

"ارے۔۔" زینہ کا احتجاج کچھ کام نہ آیا۔ وہ دہی کا پیالہ ایک منٹ میں چٹ کر چکی تھی۔

وہ دونوں اس کے دونوں طرف سے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سڑک کے دوسری طرف جا رہی تھیں۔

"ویسے زینہ تمہارے وہ دربان کہاں غائب ہو گئے؟" مایہ کو تجسس ہوا۔

"وہ میں نے ایک گروپ کو واپس بھیج دیا تھا۔ دوسرے گروپ کے لوگوں کو میں پہچانتی نہیں ہوں۔ وہ

آس پاس ہی ہونگے اگر میرے قریب کوئی مشکوک انسان نظر آیا تو خود کو ظاہر کریں گے۔" زینہ نے

لاپرواہی سے جواب دیا تھا البتہ عظمیٰ نے پورا گھوم کر چاروں طرف دیکھا تھا۔

"چلو بھئی کہاں ہے وہ ہوٹل؟" مایہ کا سارا دھیان ہوٹل ڈھونڈنے میں تھا۔ وہ تینوں چوک کے درمیان

کھڑی تھی۔ ان کے ارد گرد کافی بھیڑ تھی۔ اچانک ہی موسیقی کی تیز آواز سنائی دینے لگی تھی اور دیکھتے

ہی دیکھتے ان کے ارد گرد کھڑے لڑکے لڑکیاں کیپلز میں بٹ گئے تھے۔ دو ترک نوجوان عظمیٰ اور مایہ

سے ڈانس کا پوچھتے لے گئے تھے۔ ان دونوں نے بھی کندھے اچکائے تھے اور سب کے ساتھ شامل ہو

گئیں تھی۔ زینہ چند قدم پیچھے ہٹی وہاں سے جانے کا سوچ رہی تھی۔ تب ہی وہ کسی کے پکارنے پر

مڑی۔

"زینہ؟" ارمغان نے اسے پکارا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"ارمغان؟" زینہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔ اسی پل موسیقی بجنے لگی تھی اور زینہ کو لڑکیاں اپنی لائن میں لے گئیں تھی۔ ارمغان بھی مردوں والی قطار میں تھا۔ یہ لوگ طرز کار قص تھا۔ جس میں لڑکیاں ایک قطار میں اسٹیپس کر رہی تھیں اور لڑکے دوسری قطار میں۔ ہلکے ہلکے ایک دائرے کی شکل میں گھومتے وہ لوگ کبھی ایک قدم آگے آتے اور کبھی پیچھے۔ ارمغان جو اسے الوداع کے ساتھ سچ بتانے آیا تھا اس پل پھر سے کچھ کہہ نہ سکا۔ وہ دونوں آمنے سامنے، سب کے ساتھ ڈانس کرتے مسکرا رہے تھے۔ چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی ایسا مسحور کن سما تھا کہ اس پل کے سوا اور کچھ یاد نہ رہے۔

کچھ دیر کے بعد رقص تھا اور ارمغان نے تیزی سے زینہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔ زینہ بھی عجلت میں اس کے پیچھے بھاگی تھی کہ مبادا وہ دوسری بار رقص کرنے والوں کا حصہ نہ بن جائے۔ وہ دونوں بھاگ کر ایک نسبتاً الگ تھلگ جگہ آئے تھے۔ یہ ایک آرٹیفیشل جھیل تھی جس کے اوپر ایک مہراب نما چار دیواری تھی۔ ارمغان اور زینہ گرنے کے سے انداز میں وہاں بیٹھے تھے۔ اتنی تیز بھاگنے کی وجہ سے ان کی سانس پھول رہی تھی۔ اچانک ہی دونوں کی نظریں ملی تھیں اور ان دونوں کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ یہ کیسی جادوئی جگہ تھی جہاں سب کچھ بھول کر وہ ان لمحوں میں کھو گئے تھے۔

"زینہ۔۔" ارمغان نے اسے پکارا ہی تھا کہ کئی دوڑتے قدموں کی آوازیں آئی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے گھبرا کر دیکھا پانچ چھ پاکستانی ہٹے کٹے آدمی ان کی طرف دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔ زینہ اور ارمان دونوں ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب کے سب بندوقیں تانے انہی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"اوہ نو! میرے گارڈز!" زینہ نے پریشانی سے سوچا لیکن ان کی بندوقوں کا رخ ارمان کی طرف دیکھ کر اس میں بجلی سی بھر گئی۔

وہ اچانک ہی ارمان کے سامنے آئی تھی۔ اور بلند آواز میں چلائی تھی۔ "خبردار جو کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔" وہ گارڈز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لگا رہی تھی۔
"یہ شخص میرا شوہر ہے۔"

زینہ کے اعلان پر جہاں اس پر گزرتا ہوا گارڈز سٹپٹائے تھے وہیں ارمان اسکندر نے یک ٹک اس بھری ہوئی دوشیزہ کو دیکھا۔

جو اپنے نازک وجود کو اس کے اور ان اسلحہ سے لیس آدمیوں کے درمیان لے آئی تھی۔ ارمان فرہاد اسکندر کے چہرے پر ایک ڈمپل نمایاں ہوا اور اس کے چہرے پر ایک ذومعنی مسکراہٹ کی جھلک نظر آئی۔

خمار عشق نامر خان

"سریہ؟" ار مغان اسکندر کا پر سنل باڈی گارڈ ہر خطرے سے نمٹنے کے لی تیار تھا لیکن اس نئی صورت حال نے اسے گنگ کر دیا تھا۔

"آپ تھوڑی دیر رکیں شاہنواز، میں ذرا اپنی بیوی سے دو منٹ بات کر لوں۔" ار مغان نے اطمینان سے اس بار اردو میں جواب دیا تھا۔ زینہ کرنٹ کھا کر ار مغان کی طرف پلٹی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ ایک ہاتھ ہونٹوں پر رکھے وہ حیرت اور صدمہ سے ملے جلے تاثرات لئے ار مغان کو دیکھ رہی تھی۔

ار مغان کے گارڈز نصف دائرہ بنائے ان سے کافی دور ہو گئے تھے۔ ار مغان خاموشی سے زینہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ۔۔۔ آپ کو اردو آتی ہے!" پھنسی پھنسی آواز میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"جی زینہ۔ میں پاکستانی ہی ہوں۔" وہ ایک قدم اس کے قریب آتا کہہ رہا تھا۔ زینہ پیچھے ہوتی لکڑی سے بنی بنچ پر بیٹھ گئی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"آپ مجھے بتائیوں نہیں رہے تھے؟ اور یہ گارڈز آپ کے تھے؟ تو بہ آپ کیا سوچ رہے ہونگے میرے بارے میں! مجھے لگا کہ یہ میرے گارڈز ہیں۔۔۔ میں۔۔۔ مجھے۔۔۔" زینہ اس قدر شرمندہ ہو رہی تھی کہ ار مغان کے دل کو کچھ ہونے لگا۔

"پلیز آپ ایسا مت کہیں۔ میں آپ کا احسان مند ہوں۔ اور میرا آپ کو دھوکہ دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔ میں بس بتا نہیں پایا۔۔۔" ار مغان اضطراب سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا۔

"اف۔۔۔ اف۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کہوں۔" زینہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

اگر اس کے وہم و گماں میں بھی ہوتا کہ ار مغان اردو سمجھتا ہے تو وہ یہ جملہ کبھی نہ کہتی۔ اس کو ڈر تھا کہ کہیں وہ لوگ اس پر گولی نہ چلا دیں اسی لئے اس نے ایسا جملہ کہہ کر اس کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ ذہن میں یہی تھا کہ ار مغان کو کونسا سمجھ آئے گا۔ بعد میں گارڈز کو ڈانٹ ڈپٹ لے گی۔ لیکن یہاں تو۔۔۔

"زینہ مجھے معاف کر دیں۔ میرا آپ کو دکھ پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں آپ کو یہی بتانے آیا تھا کہ میں واپس جا رہا ہوں۔" ار مغان سے اس کا جھکا سر برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں یہ لڑکی اس

خمار عشق ناز خان

کے لئے بہت اہم بن گئی تھی۔ زینہ نے سر اٹھا کر ار مغان کو دیکھا تھا۔ اس کی نیلے سمندر سی آنکھوں میں اسے سچ کی جھلک نظر آئی تھی۔

"اٹس اوکے! شاید ہماری قسمت میں یو نہی ملنا لکھا تھا۔" وہ ایک پل کے لئے ایک دوسرے کی آنکھوں میں بسے جہاں کو دیکھتے رہے۔ لیکن زینہ حقیقت کی دنیا میں لوٹ چکی تھی۔ وہ شخص جو بھی تھا۔ یہ اس کی زینہ سے آخری ملاقات تھی۔ واپس جا کر زینہ کو یقین تھا کہ ان کے راستے پھر کبھی نہیں ٹکرائیں گے تو پھر اس ملاقات کو اختتام دینے کا وقت آ ہی گیا تھا۔

"مجھے چلنا چاہیے، مسٹر ار مغان۔" وہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ار مغان فرہاد اسکندر آپ کا ممنون رہے گا مس زینہ؟"

"زینہ اکرم خان۔ خدا حافظ۔" وہ کہتی رکی نہیں۔ تیز قدم اٹھاتی ہوئی بھیڑ میں گم ہو گئی اور ار مغان کو ایسا لگا تھا جیسے اچانک ہی اس کے آس پاس ہر چیز سو گواریت میں ڈوب گئی ہو۔

ناز خان رائٹس

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

زینہ پھر وہاں رکی نہیں۔ تیز تیز قدم اٹھاتی ساحل پر بنے اس گھر میں آئی تھی۔ وہ سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر کی جانب جا رہی تھی۔ تب ہی اسے ترک خاتون نے آواز دے کر روکا تھا۔

"Bekle kızım. Bu sizin için. "

(رکھ بیٹی۔ یہ تمہارے لیے ہے۔)

وہ اس کی طرف ایک لفافہ بڑھا رہی تھیں۔

"میرے لئے؟" زینہ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جواب میں انہوں نے مسکرا کر کہا

"Kalbin artık bu sandıkta değil. Onu yanına almıştır.

Sen işaretle."

"تمہارا دل تو اب اس سینے میں ہی نہیں۔ وہ اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ تم اس کی نشانی رکھ لو"

زینہ نے نا سمجھنے والے انداز میں لفافہ پکڑا تھا۔

اس کی اداس شکل دیکھ کر انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"üzülme. Kader seninle tekrar buluşacak."

(اداس مت ہو۔ تقدیر تمہیں پھر اس سے ملائے گی۔)

خمار عشق نادر خان

وہ اس سے کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں تھیں۔ جبکہ زینہ نے لفافہ چاک کیا تو اندر سے ایک تہہ ہوا۔
سفید کاغذ نکلا۔

"ڈیر زینہ،

یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں کہ پتہ نہیں جاتے جاتے آپ سے ملاقات ہو یا نہیں۔ میں جب سے آپ سے
ملا ہوں آپ کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا کہ میں ترک نہیں پاکستانی ہوں۔ لیکن ہر بار موقع نہیں ملتا
تھا۔ میں کسی کو دھوکا دینے کا قائل نہیں۔ خاص طور پر اس انسان کا جس نے مجھے موت کے منہ سے
بچایا۔ میں ہمیشہ آپ کا احسان مند رہوں گا۔ امید ہے قسمت ہمیں پھر ملائے گی۔

ارمغان فرہاد اسکندر"

خط کی عبارت اردو میں تھی۔ زینہ کے دل میں ارمغان کے لئے جو کدورت تھی اس کا خط پڑھ کر دور
ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر اس کا مقصد اسے بے وقوف بنانا ہی ہوتا تو وہ اسے بنا سچ بتائے بھی جاسکتا

خمار عشق ناز خان

تھا۔ وہ کون سا اس سے دوبارہ پاکستان میں ملتی۔ وہ لفافہ رکھنے لگی تو اسے محسوس ہوا کہ اندر کچھ اور بھی ہے۔ لفافہ الٹ کر دیکھا تو ایک نازک سی طلائی چین اس کی ہتھیلی پر آگری۔

نازک سی چین کے سرے پر ایک ننھا سا پینڈنٹ تھا۔ سیپ کی شکل کا وہ پینڈنٹ زینہ نے کھولا تو اندر سچا موتی جڑا تھا۔ اس کے پیچھے ترک زبان میں کوئی لفظ لکھا تھا۔

"Benimsin"

"اس کا کیا مطلب ہے؟"

ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ دروازہ دھڑ سے کھلا تھا۔ اندر آتی مایہ کی نظر زینہ کے ہاتھ میں چمکتے ہار پر پڑی تھی۔ زینہ نے بھی خط چھپانے پر توجہ دی تھی۔ جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

"زینہ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔ بغیر بتائے غائب مت ہو جایا کرو۔" مایہ دھپ سے آکر بیٹھی۔

"ابھی دودو جیسے آدمی ہمیں گھور رہے تھے تو ہم دوڑ کر واپس آ گئے کہ کہیں وہ پھر سے ہم پہ بندوقیں نہ تان لیں۔" عظمیٰ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"وہ دراصل میں تھک گئی تھی۔" زینہ نے بہانہ کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے پر یہ تو دکھاؤ۔" مایہ نے چین جھپٹنی چاہی لیکن زینہ اچھل کر کھڑی ہو چکی تھی۔

خمار عشق ناز خان

"دور! دور! یہ میرا ہے۔"

"ظاہر ہے تمہارا ہی ہو گا مگر دکھاؤ تو۔" مایہ نے پھر ہاتھ بڑھایا۔

"بالکل نہیں۔ دور سے دیکھو۔" زینہ نے اسے چین دکھاتے منہ چڑھایا تھا۔

"ارے ایسا کیا ہے اس میں زینہ؟" عظمیٰ بھی اس کی طرف لپکی تھی۔ لیکن زینہ نے تیزی سے چین

اپنے گلے میں ڈال لی تھی۔ نازک سی چین اس کے گلے میں پڑی اچھی لگ رہی تھی جبکہ اس کا پینڈنٹ پھسل کر زینہ کے دل کے مقام پر رکا تھا۔

نہ جانے کیوں زینہ کو اب سب کچھ خوبصورت لگ رہا تھا۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی وہ ترکی میں اپنی آخری رات گزارنے لگی۔

ناز خان رائٹس

"شہرام یہ دو دن تمہارے ساتھ گزار کر ہمیں اپنی جوانی کے دن یاد آ گئے۔" اسکندر صاحب اپنے

دوست کی حویلی کی بیٹھک میں بیٹھے تھے۔ "بس اب تم سے ایک گزارش کرنی تھی۔" وہ ذرا دیر کو

رکے۔

خمار عشق نادر خان

"گزارش کیسی اسکندر۔ تم کھل کر کہو۔" شہرام خان کی بارعب آواز میں اپنے جگری یار کے لیے نرمی تھی۔

"میری خواہش ہے کہ تم فرہاد کو اپنی فرزندگی میں لے لو۔" اسکندر صاحب نے کہا تو شہرام خان تھوڑا چونکے۔

"اسکندر جمانہ تو ابھی پندرہ سال کی ہے۔۔" شہرام کے لیے اپنی عزیز از جان بیٹی کی جدائی کا خیال ہی سوہانِ روح تھا۔

"ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے شہرام۔ ویسے بھی فرہاد تعلیم کے سلسلے میں ولایت جا رہا ہے۔ جب وہ واپس آئے گا تب نکاح کر لیں گے۔ کم از تین سال تو لگ ہی جائیں گے اسے۔" اسکندر صاحب نے حساب لگایا۔

"یار اسکندر سچ تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں خاندان برادری سے باہر بیٹیوں کے رشتے نہیں کرتے لیکن تم پر مجھے پورا بھروسہ ہے تو میں تمہاری بات مانتا ہوں۔ آج سے میری جمانہ میرے پاس فرہاد اسکندر کی امانت ہے۔" اسکندر اور شہرام اٹھ کر خوشی سے بغلگیر ہوئے۔

خمار عشق نادر خان

حویلی کی فضا میں خوشیاں گھل گئی تھیں۔ رضیہ اور راحت نے جمانہ کو آتش رنگ کے کرتا پاجامہ پہن کر تیار ہونے کا کہا۔ اس پر چاندی کے جھمکے اور ٹیکا اس کے معصوم چہرے پر بہت سبج رہا تھا۔ جمانہ کچھ گھبرائی گھبرائی سی اپنی سبز زمرہ آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس کے سر پر ستاروں والا دوپٹہ ڈال رہی تھیں۔

"چلو بیٹی۔ تمہاری ہونے والی ساس تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔" وہ اسے لیے زنان خانہ میں آئیں جہاں برادری کی مہمان خواتین کے ساتھ راحمہ بیگم بھی بیٹھی تھیں۔
"ماشاء اللہ! کتنی حسین ہے ہماری بیٹی۔" راحمہ نے فوراً بلائیں لی۔
راحت بیگم نے وہاں سے گزرتے محسن کو آواز دی تھی۔

"محسن جاؤ جا کر اپنے اکرم لالا کو بتادو۔ ہم رسم کر رہے ہیں۔" راحت بیگم نے جمانہ کے بھائی کا نام لیا تھا۔ محسن خلاف معمول آج بہت سنجیدہ تھا۔ اپنے قد کاٹھ کی وجہ سے وہ ویسے ہی چودہ پندرہ سال کا لگتا تھا۔ آج چہرے پہ چھائی سنجیدگی کے باعث وہ جمانہ سے بھی بڑا لگ رہا تھا۔
"جی اماں جان۔" وہ جمانہ پر ایک نظر ڈالتے چلا گیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

رسم شروع ہوئی تھی اور جمانہ کی نازک انگلیوں میں فرہاد اسکندر کے نام کی انگوٹھی پہنا دی گئی تھی۔ وہ کچی عمر کی سادہ سی لڑکی اس دلکش چہرے والے فرہاد کے سپنوں میں کھو گئی تھی جو پہلی ملاقات سے اس کو ایک شہزادہ لگا تھا۔

ناز خان رائٹس

رات کی سیاہی کو ایک سفید لائچ چیرتی ہوئے بندرگاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ بندرگاہ پر موجود دونوں ساحلوں سے لائچ کے ساحل پر آنے کے منتظر تھے۔ عرشان کی سیاہ جیکٹ تیز ہوا کے باعث مستقل اڑ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ کوئی باز پر پھڑپھڑا رہا ہو۔ التان سرمئی اور کوٹ میں اپنے ہاتھ مضبوطی سے رینگ پر جمائے لائچ کا منتظر تھا۔

استنبول پہنچتے ہی انہوں نے شاہنواز سے رابطہ کیا تھا۔ جس نے انہیں یہ خوش آئند نوید دی تھی کہ ایک ساحلی گاؤں سے اسے ایک ای میل موصول ہوئی ہے۔ جس کے مطابق ار مغان وہاں موجود ہے۔ وہ دونوں استنبول پہنچے تھے اس سے پہلے ہی شاہنواز اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں کے لئے نکل گیا تھا۔ اب وہ لوگ واپس پہنچنے ہی والے تھے۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان لانچ سے اتراتو اس نے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا۔ یہ اقدام انہوں نے اس کی حفاظت کے پیش نظر کیا تھا کیونکہ یہ تو طے تھا کہ اس پر حملہ کرنے والے اس کو زندہ دیکھ کر دوبارہ حملہ کرتے۔ وہ اتر کر ایک قدم چلا ہی تھا کہ اسے دوڑتے قدموں کی آواز آئی۔ دو ہیولے دیوانہ وارد دوڑتے ہوئے اس سے لپٹ گئے۔

"آبی۔" عریشان اور التان اسے زندہ سلامت دیکھ کر اسے جارحانہ لپٹ چکے تھے۔
"آبی ڈرا دیا تھا آپ نے۔" عریشان کی آواز فرطِ جذبات سے کپکپا رہی تھی۔
"آبی بس آپ آئندہ اکیلے ٹریول نہیں کیجئے گا۔" التان اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو رگڑتے کہہ رہا تھا۔
"عرش، الٹی، ساکن کارڈیشم" ارمغان انہیں خود سے الگ کرتا مسکرایا۔
"میں ٹھیک ہوں۔" وہ ان کے گال تھپتھپاتا اور پیٹھ ٹھونکتا کہہ رہا تھا۔ ارمغان کے گارڈز نے ان تینوں کو کور کر رکھا تھا۔

"سر میرے خیال سے آپ کو فوراً پاکستان روانہ ہو جانا چاہیے۔" شاہنواز نے رائے دی تھی۔
"آبی گھر فون کر لیں پہلے آنے اور بابا بہت پریشان ہیں۔" عریشان کو فکر تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں پریشان تو دیدا بھی ہونگے۔" ار مغان کو اندازہ تھا کہ اس سے جڑے ہر انسان کی جان سولی پر تھی۔

"ابی دیدا کو یہاں ہیلی پورٹ کے ریستوران بلوا لیتے ہیں۔ وہ آپ کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں گے۔ جب تک ہم گھر پر وڈیو کال کر لیں گے۔ ویسے بھی ہیلی کاپٹر کو کچھ وقت لگے گا تیار ہونے میں۔" التان نے تجویز دی تو عرشان فوراً حشمت یلماز کا نمبر ملانے لگا۔

شاہنواز نے گاڑی آگے لانے کا اشارہ کیا تھا اور اسکندر بردران اس سیاہ لینڈ کروزر میں بیٹھ گئے تھے۔ جس کے آگے اور پیچھے مسلح گارڈز کی گاڑیاں تھیں۔ شاہنواز خود ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر چوکس بیٹھا ہیلی پورٹ میں رابطہ کر رہا تھا۔

"آبی ویسے التان کو آپ کو کچھ بتانا بھی ہے۔" عرشان نانا کو ہوٹل بلا چکا تھا اور اب اسے التان کی کلاس لگوانی تھی۔

"کیا بتانا ہے برخوردار؟ ار مغان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے پوچھا۔

"آبی! التان نے تھوک نگلاتھا۔

"آبی میں نے۔۔۔ پر سوں رات نکاح کر لیا۔" التان نے آخر اپنی بات مکمل کی۔

خمار عشق ناز خان

"کیا؟" ار مغان سیدھا ہو کر بیٹھا۔ یہ خبر اس کے لئے واقعی حیرت انگیز تھی۔

ناز خان

قسط نمبر 11

#رائٹر_ناز خان

انتباہ کا پی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی ویب سائٹ یا چینل پر اپلوڈ کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں۔

ناز خان رائٹس

"تم نے نکاح کر لیا ہے؟ کوئی مزاق تو نہیں کر رہے تم الٹی؟" ار مغان کی نیلی آنکھوں میں حیرت کا سمندر تھا۔

"آبی۔۔۔ بات کچھ یوں ہے کہ۔۔۔" پھر جب تک ان کی گاڑی ہیلی پورٹ پہنچی اتنا اسے پوری کہانی سنا چکا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"اچھا تو عرش تم بھی شامل تھے نکاح میں؟" اس کی بارعب آواز گاڑی میں گونجی تھی۔ عریشان کو لگا اس نے آئیل مجھے مار کی بجائے، بیل کو گلے ہی لگا لیا ہے۔

"آبی۔۔۔ وہ۔۔۔" اس کی حالت بھی التان جیسی تھی۔

ارمغان فرہاد اسکندر اپنے بھائیوں پر جان چھڑکتا تھا لیکن اس کا ان پر رعب بھی بہت تھا۔ اس وقت وہ دونوں اس کے رد عمل سے گھبرا چکے تھے۔ ارمغان سپاٹ چہرہ لیا انہیں گھور رہا تھا۔ گاڑی رکی تو وہ بنا کچھ کہے دروازہ کھولتا نکل گیا۔ التان کی پیشانی پر سرد موسم میں بھی پسینہ کی بوندیں چمک رہی تھیں۔ عریشان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"تو مجھے ولیمے پر بلایا ہے یا وہ بھی میرے بغیر کھلا چکے ہو؟" ارمغان نے اچانک مڑتے ہوئے کہا تھا اور ان دونوں کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔ وہ دوڑ کر اس کے بازو تھام گئے تھے۔

"آبی آپ کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے؟" التان چہکا جبکہ عریشان نے اسے دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تھا، "بچ گئے بیٹے۔"

"التان مجھے خوشی ہے کہ تم نے ایک لڑکی کی عزت کو معتبر سمجھا۔ تم نے میرا سر فخر سے اونچا کیا ہے۔" ارمغان نے کہا تو التان کی باچھیں کھل گئیں۔

خمار عشق ناز خان

"آبی دید ابھی نہیں پہنچے ہیں تو ہم گھر کال کر لیتے ہیں۔" جب سے عریشان نے گھر فون کر کے بتایا تھا کہ ار مغان خیریت سے ہے اس کے فون پر مستقل میسج آرہے تھے کہ وہ وڈیو کال کرے۔

ار مغان نے اثبات میں سر ہلایا تو عریشان کال ملانے لگا۔ وہ تینوں ریسٹوران کے ایک پرائیوٹ روم میں بیٹھے اپنے نانا کا انتظار کر رہے تھے۔ شاہنواز کے علاوہ باقی گارڈز کمرے سے باہر تھے۔

ناز خان رائٹس

اسکندر مینشن میں چھائی سو گواریت کی فضا چھٹ گئی تھی۔ دریا بیگم اور دادی جان شکرانے کے نفل ادا کر چکیں تھی۔ آدھے گھنٹے پہلے ہی عریشان نے انہیں ار مغان کے بخیریت ہونے کی اطلاع دی تھی۔

ینیشا بھی سب کی خوشی میں خوش لہو کا بار بار شکر ادا کر رہی تھی۔ فرہاد صاحب بھی اس وقت ٹیبلٹ پہ عریشان کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔

جیسے ہی رنگ ٹون بجی انہوں نے فوراً کال کنیکٹ کی۔

"السلام علیکم بابا" ار مغان کی جاندار آواز سن کر ان سب میں توانائی سی بھر گئی تھی۔

"میرا بیٹا، ٹھیک ہونہ تم" دریا اس کا چہرہ دیکھتے ہی رو پڑی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"آنے، آنے Ben tamamen iyiyim ار مغان ماں کے آنسوؤں سے بے چین ہوا تھا۔

(میں بالکل ٹھیک ہوں۔)

"دریا، چپ کر جاؤ بچہ پریشان ہوگا۔ بس ار مغان واپس آ جاؤ تم تینوں۔" دادی نے فوراً حکم دیا تھا۔
"جی بابا آنے ہم فوراً نکل رہے ہیں۔" ار مغان نے یقین دلایا۔ ار مغان کے عقب سے عرشان اور التان نے بھی ہاتھ ہلایا تھا لیکن التان کی نگاہیں جسے تلاش کر رہی تھیں وہ اسکرین پر نظر نہیں آرہی تھی۔ ابھی التان نیشا کے بارے میں پوچھنے ہی والا تھا کہ حشمت یلماز کی آواز ان کی پشت سے آتی سنائی دی اور عرشان نے خدا حافظ کہہ کر لائن کاٹ دی۔ التان دل مسوس کر رہ گیا۔ نیشا کے پاس فون تو تھا نہیں۔ اب چھ گھنٹے سے زیادہ ہو گئے تھے اور التان کو اس کی یاد آرہی تھی۔
وہ حشمت نانا کی طرف مڑا۔

"ار مغان میرے شیر۔" وہ اس سے بغل گیر ہوئے کہہ رہے تھے۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا؟ اور تم نالا نقوں نانا کے بلانے پر آیا نہیں جاتا اور اب چھ مہینے بعد اپنی شکل دکھانا یاد آ گیا ہے۔" وہ اپنی ہاتھی دانت کے دستے کی چھڑی کا سہارا لیتے ان دونوں کی کلاس لے رہے تھے۔

خمار عشق ناز خان

"دید اہم بس آنے ہی والے تھے۔" وہ دونوں منمنائے۔ یہ ساری گفتگو وہ ترک زبان میں ہی کر رہے تھے۔ کیونکہ حشمت یلماز کو اردو نہیں آتی تھی۔

عام طور پر وہ عریشان اور التان سے ترک زبان یا انگریزی میں بات کرتے تھے کیونکہ ان دونوں کو ترک زبان میں مکمل عبور نہیں تھا البتہ وہ سمجھ لیتے تھے اور ضرورتاً گفتگو بھی کر سکتے تھے لیکن ارمغان کی طرح انہیں اس زبان پر اتنا عبور نہیں تھا کہ اسے لکھ پڑھ بھی لیتے۔ ارمغان نے باقاعدہ ترک زبان کی تعلیم حاصل کی تھی تاکہ بزنس کی ڈیلز کے دوران کوئی دقت نہ ہو۔

"دید مجھے کسی نے آپ کے نام سے ہی ٹریپ کیا تھا۔ مجھے جو گارڈز امانے دئے تھے وہ عین وقت پہ غائب ہو گئے تھے۔ وہ ایک منصوبہ بندی سے کیا گیا حملہ تھا۔ کوئی جو میرے بارے میں سب معلومات رکھتا تھا اسی کا اس میں ہاتھ ہے۔" ارمغان نے تفصیل بتائی۔ حشمت یلماز کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ عریشان اور التان کے چہروں پر بھی غیض و غضب کے رنگ تھے۔

"آبی لیکن آپ نے خود کو بچا یا کیسے؟" التان نے پوچھا۔

"میں نے نہیں الٹی۔ اللہ نے کسی کو فرشتہ بنا کر بھیجا اور نہ میں شاید آج۔۔۔" ارمغان اپنی بات مکمل کرتا اس سے پہلے ہی عریشان بول پڑا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"نہیں آبی! ایسی بات بھی زبان پر نہ لائیں۔" وہ تڑپ ہی تو گیا تھا اپنے بھائی کی بات سن کر۔

"ارمغان میں اپنے خاص آدمیوں سے اس معاملے کی تحقیقات کرواؤں گا جب تک تم پاکستان میں ہی رہنا۔ ابھی تک کسی کو بھی نہیں پتہ ہے کہ تم صحیح سلامت ہو۔ تم پاکستان پہنچ جاؤ پھر ہی میں یہ خبر نشر کرواؤں گا کہ تم ٹھیک ہو۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کس کے چہرے کارنگ اڑتا ہے۔" حشمت یلماز کی آواز میں دبا دبا غصہ تھا۔ ان کے ولی عہد پر کسی نے ان کی سلطنت میں رہتے ہوئے حملہ کیا تھا وہ اس بات کو برداشت نہیں کرنے والے تھے۔ ارمغان کی گمشدگی کی خبر انہوں نے دبا دی تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ شئیر مارکیٹ میں یہ افواہ جلد ہی اڑائی جانے والی تھی کہ ارمغان لا پتہ ہے۔ اسی لئے وہ چاہتے تھے کہ وہ جلد از جلد پاکستان روانہ ہو جائے۔ ویسے بھی فضائی سفر میں بھی کم و بیش چھ گھنٹے لگ جاتے۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

READERS CHOICE

<https://ezreaderschoice.com>

خمار عشق نادر خان

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

خمار عشق نامر خان

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"سر! ہیلی کاپٹر تیار ہے۔" شاہنواز کی آواز پر وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"الوداع دیدا۔"

"الوداع میرے بچوں خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔"

ناز خان رائٹس

ینیشا کو اسکرین پر التان کی شکل نظر آئی ہی تھی کہ رابطہ منقطع ہو گیا۔ وہ بے چینی سے اپنی انگلیاں مروڑنے لگی۔ اس گھر میں آج اس کا پہلا دن تھا لیکن ایک ہی دن میں اتنا سب کچھ ہو گیا تھا۔ اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔ صبح کے دس بجے سے جو بے چینی پورے گھر میں پھیلی تھی اب اس کی جگہ سکون اور اطمینان نے لے لی تھی۔ التان کو ویسے تو یہاں سے گئے سات آٹھ گھنٹے ہی ہوئے تھے لیکن ینیشا اس کی کمی بہت شدت سے محسوس کر رہی تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے جا چکے

خمار عشق نادر خان

تھے۔ دریائے نیشا کو بھی تاکید کی تھی کہ وہ آرام کرے۔ وہ دیکھ رہی تھیں صبح سے نیشا بھی کتنی پریشان تھی۔

اب اپنے کمرے میں آ کر نیشا کو تنہائی کا احساس کچھ زیادہ ہی شدت سے ہوا۔ کتنی عجیب بات تھی کہ 72 گھنٹے پہلے وہ التان کو جانتی تک نہیں تھی لیکن نکاح کے بعد سے وہ اس کے لئے سب کچھ بن گیا تھا۔ نیشایوں ہی بے چینی سے کمرے میں ٹہلتی رہی۔ اب ٹینشن ختم ہوئی تھی تو پیر میں اٹھنے والی ہلکی ہلکی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ سارا دن تو وہ یہاں وہاں بھاگتی رہی تھی۔ اس نے پین کلرلی اور بستر پر لیٹ گئی۔ تھکن سے ویسے ہی برا حال تھا۔ نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

فجر کی اذان کے وقت التان کے کمرے کا الارم بجا تو نیشا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ الارم بند کرتی بیدار ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ نیچے آئی تو سب ہی جاگ رہے تھے۔

"ارے نیشا بیٹا میں نے یہ ڈریسز تمہارے لیے نکالے ہیں تم چائے پی لو پھر فریش ہو جانا۔ التان تقریباً دس بجے پہنچے گا۔ جب تک میں ذرا برنچ کا مینیو سیٹ کر لوں۔" دریائے اسے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آئی۔۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں کچھ بناؤں۔" نیشا نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

خمار عشق نادر خان

"تمہیں کھانا بنانا آتا ہے؟" دریا کو حیرت ہوئی تھی۔ انہیں انداز تھا کہ نیشابہ مشکل اٹھارہ انیس سال کی تھی اس عمر کی لڑکیاں تو کھیل کود میں یا پڑھائی لکھائی میں لگی رہتی ہیں۔

"جی وہ مجھے شوق ہے۔" نیشابہ نے بات بنائی۔

"ضرور بیٹا تمہارا اپنا گھر ہے تمہارا جودل کرے تم بنالو۔ یہ زینت سے ہیلپ لے لینا کچن میں۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی بولیں۔

نیشابہ خوشی خوشی چائے پی کر اوپر بھاگی۔ دریا نے اس کے لئے کچھ ڈریسز اوپر وارڈروب میں بھجوائے تھے۔ نیشابہ نے ان میں سے ایک پیج کلر کی اسٹریٹ شرٹ اور ٹراؤزر منتخب کی۔ یہ سارے کپڑے دریا نے اپنے لیے بنوائے تھے اسی لئے ان کے رنگ تھوڑے ہلکے تھے لیکن انہیں نیشابہ کی فکر تھی اسی لئے اپنے نئے ڈریسز اس کو بھجوائے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ آج کچھ ڈریسز اس کی پسند سے آرڈر کر دیں گی۔

باقی وہ التان کے ساتھ جا کر لے آئے گی۔

نیشابہ جلدی سے نہاد ہو کر تازہ دم ہوئی۔ اس نے احتیاط سے کندھے سے ڈھلکتی قمیض کو دوپٹے کے ساتھ ایڈجسٹ کر کے پن کیا۔ ہلکا سا موائسچر انڈر لگا کر لپ اسٹک لگائی۔ وہ سر پر دوپٹے لے کر نیچے پہنچ چکی تھی۔

خمار عشق ناز خان

ناز خان رائٹس

اسکندر بردران جب کراچی میں لینڈ ہوئے تو صبح کے ساڑھے نو بج رہے تھے۔ ان کی گاڑی پہلے ہی ہیلی پورٹ پہنچ چکی تھی۔ وہ تیز رفتاری سے سفر کرتے اسکندر مینشن پہنچے تو وہاں جیسے عید کا سماں تھا۔
"آگئے میرے بیٹے!" دریا نے آگے بڑھ کر تینوں کو گلے لگایا تھا۔

"ہائے اللہ کا شکر ہے کہ گھر کے چراغ خیریت سے لوٹ آئے ہیں۔ منور! ادھر لاؤ وہ صدقہ کی مرغی۔"
دادی تو پوری تیاری سے بیٹھی تھیں۔ ملازم کی مدد سے تینوں کا صدقہ نکال کر ہی انہیں گھر میں داخل ہونے دیا۔

"ارمغان!" فرہاد صاحب اپنے بڑے بیٹے کو بازوؤں سے تھامے، اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہے تھے۔
"میں ٹھیک ہوں بابا۔ اللہ نے بچا لیا۔" وہ انہیں مطمئن کر رہا تھا۔ التان نے پورے کمرے کا جائزہ لیا، نیشاپھر کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ اس کا منہ لٹک گیا۔

"التان بیٹا کچن میں ہے وہ۔" دریا جوار مغان کے ساتھ بیٹھی تھیں التان کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر بھانپ چکی تھی۔ التان بھی تیزی سے کچن کی طرف بڑھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ینیشا نفاست سے کنافہ کی ڈش پر بادام پستہ کاٹ کر سجا رہی تھی۔ اس کی پیٹھ دروازے کی طرف تھی اور سارا دھیان ڈش کو مکمل کرنے پر تھا۔ زینت بی جو اس کی مدد کے لئے وہاں کھڑی تھی اس نے اچانک ہی التان کو کچن میں داخل ہوتے دیکھا جو اسے ہونٹوں پر انگلی رکھے وہاں سے جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر ملازمہ تھی، جس نے ان تینوں بھائیوں کو بچپن سے دیکھا تھا۔ وہ مسکراتی سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

"زینت بی پلیز مجھے چاندی کے ورق پکڑا دیں۔" ینیشا نے مصروف سے انداز میں پیچھے ہاتھ بڑھایا تھا جسے التان نے اطمینان سے تھاما تھا۔ ینیشا نے چونک کر پیچھے دیکھا اور التان کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

"التان۔۔" وہ اسے دیکھ کر خوشی سے اچھل کر اس کی بانہوں میں سمائی تھی۔ التان بھی اسے اٹھائے گول گول گھومنے لگا تھا۔ ینیشا اس کی اس حرکت پر کھلکھلا اٹھی تھی۔ لیکن اس کی یہ کھلکھلاہٹ اچانک ہی معدوم ہوئی تھی جب اس نے التان کے لبوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کیا تھا۔ اس نے گھبرا کر التان کے کندھوں پر دباؤ ڈالا تھا۔

"التان۔۔۔ کوئی آجائے گا۔" اس نے بہ مشکل اپنی بات مکمل کی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ہیم۔۔ تو؟" التان نے اسے اطمینان سے کچن سلیب پر بٹھاتے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"تو۔۔ مطلب۔۔" نیشا اس کی ان بے تابوں پر بری طرح پزل ہو رہی تھی۔

"میں نے تمہیں بہت مس کیا نیشا۔" وہ اس کے کان کی لو پر اپنے لب رکھتا کہہ رہا تھا۔

"تم نے مجھے مس کیا؟" آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے اچانک سوال داغا تھا۔

"ہاں۔۔ نہیں۔۔" نیشا اپنی کمر پر اس کے ہاتھوں کے بڑھتے دباؤ کو محسوس کرتی اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

"اچھا!" التان نے اچانک ہی اسے نیچے اتارا تھا۔ نیشا نے فوراً ہی اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچ کر اپنے قدم زمین پر جمائے تھے۔

"چلو پھر تمہیں آبی سے ملواتا ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے کچن سے باہر نکلا تھا۔

"آبی، یہ نیشا ہے۔" التان اس کا ہاتھ تھامے اسے باہر لاؤنج میں لے آیا تھا۔ ارمغان نے فوراً آگے بڑھ کر اس نازک سی گڑیا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ جو سلیقے سے سر پر دوپٹہ جمائے شرماتی ہوئی التان کے ساتھ کھڑی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"خوش آمدید نیشا۔" اس نے کہا تو نیشا نے طمانیت سے مسکرا کر اس شخص کو دیکھا جو ہو بہو اس کی ساس دریا بیگم کی شبیہ تھا۔

"شکر ہے آبی آپ ٹھیک ہیں۔" نیشا نے کہا تو اس کے آبی کہنے پر ار مغان کو اچھا لگا۔ ویسے بھی ان کی کوئی بہن نہیں تھی اور یہ چھوٹی سی لڑکی اسے بھائی کہتی اس کا دل جیت چکی تھی۔

"چلو بیٹا کچھ کھا لیتے ہیں اب۔ کھانا لگ چکا ہے۔" دریا بیگم نے سب کو برنج کے لیے بلایا تھا۔

"واؤ آنے!" عر شان ٹیبل پر سبے انواع اقسام کے پکوان دیکھ کر ماں کو سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ دریا بیگم نے اپنے بیٹوں کی واپسی کی خوشی میں ترک اور پاکستانی دونوں طرح کے پکوان بنوائے تھے۔

"یہ سب تو لو لیکن پھر اسپیشل میٹھا کھا کر بتانا میری بہو کے ہاتھ کا۔" وہ مسکرا کر کنافہ کی ڈش آگے رکھ رہی تھیں۔

"لو بھئی دلہن تم نے ولیمہ سے پہلے ہی میٹھا بنالیا۔" دادی کو ولیمہ کا خیال آیا تھا۔

"جی اماں، کل رکھ لیتے ہیں ولیمہ۔" فرہاد صاحب نے کنافہ اپنی پلیٹ میں نکالتے ہوئے کہا۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

"زبردست بھئی دولہ راجا۔" عریشان نے التان کو چھیڑا تھا جو خاموشی سے کنافہ کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ عریشان نے اطمینان سے وہ ڈش درمیان سے ہی اچک لی تھی۔ اور اب اطمینان سے جائزہ لے کر نکال رہا تھا۔

"ماننا پڑے گا، نیشا گڑیا یہ ہے تو بہت مزیدار۔" لیس آبی۔ "عریشان نے جان بوجھ کر ڈش کو ارمان کی طرف بڑھا دیا۔ التان دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ جبکہ نیشا اپنی تعریف پر عریشان کا شکریہ ادا کرنے لگی۔

"شکریہ بھائی۔" اس نے التان کی طرح عریشان کو بھائی ہی کہا تھا۔ فطری طور پر وہ اس سے جڑے رشتوں کو انہی ناموں سے پکار رہی تھی جس سے وہ پکارتا تھا۔ عریشان اور ارمان اپنی اچانک مل جانے والی چھوٹی بہن کے لیے دل میں برادرانہ شفقت محسوس کر رہے تھے۔

"التان بیٹا میرے خیال سے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرو پھر نیشا کو شاپنگ کے لیے لے جاؤ۔ کل ولیمہ ہے تو آؤٹ فٹ تو تمہیں بھی چاہیے۔ ہوگا۔" دریا کو تیاریوں کی فکر ہوئی۔

"آنے میں بابا کے ساتھ گیسٹ لسٹ دیکھ لیتا ہوں۔" عریشان نے خدمات پیش کیں۔

خمار عشق نامر خان

"آنے میں ایونٹ پلانر کو کال کر دیتا ہوں۔ میں نے کھانا کھا لیا ہے۔ میں بس اب ریسٹ کروں گا۔"

التان میز سے اٹھ کر نیشا کی پلیٹ سے کنا فہ اٹھا کر چچہ اطمینان سے اپنے منہ میں رکھ چکا تھا۔ نیشا کا اس کی اس حرکت پہ منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ یہ التان کسی کا بھی لحاظ نہیں کر رہا تھا۔ نیشا پریشانی سے سب کے تاثرات دیکھنے لگی۔ اسے یہ جان کر اطمینان ہوا تھا کہ کسی نے بھی التان کی حرکت کا برا نہیں منایا تھا۔ وہ سب آہستہ آہستہ میز سے اٹھتے کل کی تیاریاں شروع کر چکے تھے۔ نیشا خاموشی سے زینت کے ساتھ میز سے برتن سمٹواتی رہی۔ کمرے میں جانے کے خیال سے ہی اسے کچھ ہو رہا تھا۔ دریا بیوٹیشن کا اپائنٹمنٹ کنفرم کرتی ادھر سے گزریں تو اسے وہیں کھڑے دیکھ کر چونکی۔

"نیشا بیٹا جا کر آرام کر لو۔ رات کو کونسا تم ٹھیک سے سوئی ہو۔"

"جی۔۔ جی آنٹی۔" وہ چار و ناچار اپنے کمرے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

ناز خان رائٹس

نیشا کمرے میں داخل ہوئی تو التان اسی وقت شاور لے کر نکلا تھا۔ نیشا اپنی انگلیاں مروڑتی کمرے کے دوسری طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ اسے التان سے بہت جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ التان سنگھار میز کے سامنے کھڑا برش سے اپنے بال بنا رہا تھا تب ہی اس نے نیشا کو مخاطب کیا،

خمار عشق نادر خان

"تمہارے پاؤں کی چوٹ کیسی ہے؟ دوائی لی تھی؟"

"جی بہتر ہے۔ دوائی لی تھی۔" نیشا نے اسے جلدی سے جواب دیا تھا جو آئینہ میں اس کا عکس ہی دیکھ رہا تھا۔ التان اپنے گھنگریالے بالوں کو سلجھانے کی کوشش میں برش گھما رہا تھا اچانک ہی برش اس کے ہاتھ سے پھسل کر اس کے ماتھے سے ٹکرایا تھا۔

"آؤچ..۔" التان کراہا اور نیشا دوڑ کر اس کے پاس آئی تھی۔ پھرتی سے اپنا دوپٹہ اس کے ماتھے پہ رکھتی وہ اپنے ہونٹوں کو دائرہ کی شکل میں لاتی اس کی چوٹ پر پھونک رہی تھی۔ التان کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ کی جھلک آئی تھی اور اس نے آگے بڑھ کر نیشا کو اپنی گود میں بٹھالیا تھا۔ نیشا اس اچانک سچویشن پر بری طرح پھنس چکی تھی۔ پیچھے سنگھار میز تھی اور سامنے التان کا مسکراتا چہرہ۔

"التان آپ بہت برے ہیں۔" وہ اس سے دور جانے کی کوشش کرتی کہہ رہی تھی۔

"ہائے کیسا زمانہ آگیا ہے۔ شوہر زخمی ہے اور بیوی اسے برے جیسے القابات سے نواز رہی ہے۔" وہ اس کے فرار کی راہیں مسدود کرتا شوخ ہوا تھا۔ نیشا کے چہرے پر سرخی بڑھتی جا رہی تھی۔

"اچھا تم بتا رہی تھی کہ تم نے مجھے مس کیا۔" التان اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد جمائل کرتا اسے اپنے سینے سے لگاتا پوچھ رہا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"کتنا مس کیا تھا؟" وہ اس کے لال گلال گالوں پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے چہرے کے نقوش چھو رہا تھا۔
ینیشا کے لرزتے ہونٹ اس کی کسی بات کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ وہ ابھی کچھ کہہ بھی نہ پائی تھی
کہ التان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے کاندھے پر لگی سیفیٹ پن کھولی تھی۔ دوپٹہ پھسل کر نیچے گرا تھا اور ینیشا
کے سیاہ بال اس کی کمر پر پھسلے تھے۔ التان نے دھیرے سے اس کے بال ایک طرف کرتے اس کے
شانے پر اپنے لب رکھے تھے اور ینیشا نے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔
"ینیشا۔۔ کیا تمہیں میری قربت قبول ہے؟" وہ نرمی سے اس کی تھوڑی اٹھاتا اس کی مرضی پوچھ رہا
تھا۔ ینیشا نے جھکے ہوئے سر کو اثبات میں ہلاتے آنکھیں میچی تھیں۔

ناز خان رائٹس

درختوں کے سبز پتوں سے سنہری دھوپ چھن چھن کر آرہی تھی۔ فضا میں سبزہ زار کی مہک تھی۔
بھورا ہرن اپنے سامنے موجود نرم گھاس چرنے میں مگن تھا۔ اس کی مخملی کھال دھوپ میں چمک رہی
تھی دفعتاً اس کے کانوں نے ایک سرسراہٹ محسوس کی۔ ہرن چوکنا ہوا اسی پل ٹھاہ کی گونج دار آواز آئی

خمار عشق نادر خان

اور ولی اکرم خان کی بندوق سے نکلی ہوئی گولی بال برابر جگہ سے مس ہوتی ہرن کے کان کے پاس سے گزر گئی تھی، خوفزدہ ہرن قلانچیں بھرتا جنگل میں گم ہو گیا تھا۔

"دھت۔۔۔" ولی کو شکار ہاتھ سے نکلنے کا افسوس ہوا۔ لیکن آج اسے کسی بھی بات پر غصہ نہیں آ رہا تھا، اس کی لاڈلی بہن زینہ جو ضد کر کر استنبول گئی تھی آج شام گاؤں واپس آنے والی تھی۔ اس کے آنے کی خوشی ہر چیز پر حاوی تھی۔

"نور دین!" وہ اپنے خادم کو آواز دیتا گھوڑا واپسی کی طرف موڑ چکا تھا۔

"چلو بھئی نور دین آج شکار کا دن نہیں ہے۔ واپس چلیں۔" وہ اپنی موچھوں کو تاؤ دیتا بندوق اپنی کندھے سے لٹکا چکا تھا۔

"جی خان۔" نور دین نے مخصوص سیٹی کی آواز نکالی تھی اور آس پاس پھیلے ان کے سبھی آدمی نمودار ہو گئے تھے۔ ولی اکرم خان کی معیت میں یہ قافلہ حویلی واپس روانہ ہوا تھا۔

خانوں کی یہ حویلی اس گاؤں میں دور ہی سے نظر آ جاتی تھی۔ اس کی تاریخی تراش خراش اس عمارت اور اس کے مکینوں کی شان و شوکت کی غماز تھی۔ پہاڑی علاقہ کے قریب واقع اس گاؤں اور قرب وجوار کے کئی اور گاؤں سب شہرام خان کی زمینوں میں شامل تھے۔

خمار عشق نادر خان

شہرام خان اب بزرگ ہو چکے تھے لیکن ان کے بیٹے اکرم خان اور داماد محسن خان نے ہر چیز کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا۔ ان کے پھلوں کے باغات حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ پورے ملک کے علاوہ وہ اس علاقے سے پھلوں کو بیرون ملک درآمد بھی کرتے تھے۔ یہاں کی خوبانیاں اپنی مثال آپ تھیں۔ اور انگوڑ اور سنگترے کا ذائقہ بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

ولی اکرم خان، اکرم خان کا بیٹا تھا جس کی عمر تیس سال تھی۔ وہ غصہ کا تھوڑا تیز تھا لیکن اپنے گھر والوں پر جان چھڑکتا تھا۔ ابھی بھی وہ جیسے ہی حویلی کی حدود میں داخل ہوا وہ گھوڑے سے چھلانگ لگاتا، سبکتگین کی طرف لپکتا تھا۔ اس کا پانچ سالہ بیٹا گھوڑوں کی آواز سنتے ہی دوڑا چلا آیا تھا۔

"بابا! وہ اسے گود میں اٹھائے اس کے پھولے ہوئے گالوں کا بوسہ لیتا اندر آیا تھا۔

"بابا کی جان۔"

"ولی" شہرام کی بارعب آواز پر وہ فوراً پلٹا تھا۔

"جی آغا صاحب۔" وہ سبکتگین کو گود سے اتار کر دادا کے پاس آیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"تمہاری بہن کب پہنچے گی؟" شہرام خان کو اکرم خان کا زینہ کو یوں آزاد جانے دینا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ مسئلہ یہی تھا کہ ان کا بیٹا اپنی بیٹی کو شہزادیوں کی طرح رکھتا تھا ایسے میں اس کی خواہش کے آگے وہ کوئی روایت بھی نہیں مانتا تھا۔

"تمہارے باپ کو پتہ نہیں کیا شوق ہے۔ اس کو پڑھا لکھا کہ ڈاکٹر بننا چکا ہے۔ اب بس اس کی شادی کرو۔ جیسے ماہ نوش کی صحیح وقت پہ بات طے کر دی ہے اب زینہ کا بھی کر دو۔" وہ اب پوتے کو حکم دے رہے تھے۔

"جی آغا صاحب۔" ولی نے سر جھکائے ہوئے کہا۔ یہ اور بات تھی کہ زینہ پر زبردستی تو وہ بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بھی سچ تھا کہ زینہ اب تیس سال کی ہو گئی تھی۔ ماہ نوش جو اس سے پانچ سال چھوٹی تھی اس کی بات پچھلے ماہ ہی جمانہ پھپھو اور محسن پھوپھانے برادری کے دوسرے نمبر کے اونچے خاندان میں طے کر دی تھی۔ برادری میں اگر سب سے اوپر شہرام خان کا نام تھا تو گل شیر خان کا خاندان بھی اسی طرح اعلیٰ حسب نسب کا حامل تھا۔ ان کے چھوٹے بیٹے منصور سے ماہ نوش ت نسبت طے ہوئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

"آغا صاحب میں بابا سے بات کرتا ہوں۔ میری نظر میں ایک رشتہ ہے بھی۔" ولی کو اپنے جگری دوست کا خیال آیا تھا۔

"تم جس کے مرضی بارے میں سوچ سکتے ہو تمہارا بہن ہے ولی خان تمہارا حق ہے۔ مگر یاد رکھنا برادری سے باہر کسی مرد پر اپنا گھر کی عزت کے معاملے میں بھروسہ نہ کرنا۔" شہرام کی آواز میں دکھ تھا۔

تیس سال پہلے اپنی دوستی نبھانے کی پاداش میں اپنی روایتوں کے خلاف جا کر جو غلطی وہ کر چکے تھے اس کا خمیازہ بھی ان کی عزیز از جان بیٹی کو بھگتنا پڑا تھا۔ تب سے وہ ان معاملات میں کوئی دورائے نہیں رکھتے تھے۔

ناز خان

قسط نمبر 12

READERS CHOICE

#رائٹر_ناز خان

خمار عشق نادر خان

انتباہ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی چینل یا ویب سائٹ پر دینے سے پہلے اجازت طلب کریں

آسمان پر سورج مغرب کی جانب گامزن تھا۔ ہلکی ہلکی خنکی سردی کے موسم کا پتہ دے رہی تھی۔ ہوا سرسراتی ہوئی نرم ڈالیوں کو گدگداتی گزر رہی تھی۔ وہ لڑکی عنابی کلیوں والی فراک پہنے، چھت کی منڈیر پر ایک کتاب میں غرق تھی۔ اس کے گہرے بھورے بال کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ کبھی کبھی ہوا زیادہ منہ زور ہوتی تو اس کی زلفوں سے بھی اٹکھیلیاں کرتی۔ لیکن وہ سب سے لاپرواہ اپنی سبز زمرہ آنکھیں کتاب کے صفحے پر مرکوز کیے کسی اور ہی جہاں میں گم تھی۔ دفعتاً ایک زوردار آواز نے اس کو حقیقی دنیا میں واپس کھینچا تھا۔

ماہ نوش نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھا تو ایک موٹا تازہ بلا وہاں سے مرتبان گرا کر بھاگ رہا تھا۔

"ہائے للہ جی!" ماہ نوش دوڑ کر ٹوٹے ہوئے مرتبان کے بلے کے پاس پہنچی۔

"یہ تو سارا مریبا گر گیا۔ اماں تو بہت ناراض ہونگی۔ کتنی محنت سے زینہ کے لئے مریبا بنانے کے لیے رکھا تھا۔" ماہ نوش منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔ آنکھوں میں ماں کی محنت ضائع ہو جانے کا ملال تھا۔

خمار عشق نادر خان

"ماہ نوش!" محسن اس کو آواز دیتے اوپر پہنچ چکے تھے۔

"بابا ہم یہاں ہیں۔" ماہ نوش نے سر پر دوپٹہ سلیقے سے جماتے باپ کو آواز دی تھی۔

"بیٹا چلیں، کچھ دیر میں زینہ پہنچ جائے گی۔ آپ کی اماں جان آپ کو بلا۔۔۔" کہتے کہتے محسن کی نظر پھیلے ہوئے مر باپر گئی۔

"یہ کیسے ہوا؟"

"بلا گرا کر بھاگ گیا بابا۔ اب اماں تو اداس ہو جائیں گی۔" ماہ نوش نے دکھ سے کہا۔

"ارے بیٹا ایک مر باکا مرتبان ہی تو ہے۔ آپ اتنی کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔ چلے آپ کی اماں کو میں پتہ نہیں چلنے دوں گا۔" محسن اس کے سر پر ہاتھ رکھتے جمانہ کے سیب کے مر بے کے غم سے نکال چکے تھے۔

"(یہ مانی اور ان کی نوش)" محسن مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں اپنی بیوی اور بیٹی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ان دونوں نفوس میں اس کی جان تھی۔ ماہ نوش جو ابھی بہ مشکل انیس سال کی تھی۔ ہو بہو اپنی ماں جمانہ کی تصویر تھی۔ ویسا ہی سرخ و سپید رنگ، زمردی آنکھیں اور لمبے بال۔ بس بالوں کا رنگ اس نے محسن سے چرایا تھا۔ گہرے بھورے بال جو دھوپ میں سرخی مائل معلوم ہوتے تھے۔ ماہ

خمار عشق نادر خان

نوش اور محسن نیچے آئے تو حویلی میں گہما گہمی تھی۔ آج شام تو زینہ آہی رہی تھی لیکن کل ولی کے بیٹے سبکتگین کی سالگرہ تھی۔ عموماً حویلی میں سالگرہ وغیرہ دھوم دھام سے نہیں منائی جاتی تھی مگر اس بار سبکتگین پانچ سال کا ہو رہا تھا اور قرآن مجید کی باقاعدہ تعلیم شروع کرنے والا تھا تو حویلی میں اس کی تقریب بسم اللہ تھی۔ اس وقت تیاریاں عروج پر تھیں۔ ملازمین مصروف سے یہاں وہاں بھاگتے پھر رہے تھے۔

"نوشی فوفو" سبکتگین بھاگتا ہوا ماہ نوش کے گلے لگا تھا۔

"میرا شہزادہ!" ماہ نوش نے اس کو گود میں اٹھاتے اس کے گالوں کو پیار سے کھینچا تھا۔

"فوفو، زینہ فوفو کب آئیں گی؟" سبکتگین نے کوئی دسویں بار یہ سوال دہرایا تھا۔ وہ حویلی کے ایک ایک فرد سے لاڈاٹھواتا صبح سے یہی سوال پوچھ رہا تھا۔

"مغرب تک آجائیں گی۔" ماہ نوش اسے گود سے اتار کر اس کا ہاتھ تھامے بڑے کمرے میں آئی جہاں اس کی ممائی، اماں اور بھابی موجود تھیں۔

"ماہ نوش تم کل اپنی ستاروں والی فراک پہننا۔ کل تمہارے سسرال والے بھی آئیں گے۔" جمانہ نے ماہ نوش کے علم میں اضافہ کیا تو اس کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے۔

خمار عشق نادر خان

"جی اماں۔" وہ آہستگی سے کہتی ولی کی بیوی کے ساتھ جا بیٹھی۔

"بھابی کیا کر رہی ہیں؟" ماہ نوش نے اس کو خشک میوہ جات کو پرات میں پھیلانے دیکھ کر پوچھا۔

"نوشی تمہارے لالہ نے فرمائش کی ہے۔ انہیں میرے ہاتھ سے بنا حلوہ کھانا ہے تو اسی کی تیاری کر رہی ہوں۔" ارزش کی بھوری آنکھوں میں ولی کا نام لیتے ہی چمک ابھری تھی۔

"بھابی آپ ملازمہ سے کہہ کر بنوالیں۔ آپ کو آرام کرنا چاہیے۔" ارزش اور ولی کے ہاں دوسرے مہمان کی آمد تھی۔ نازک سی ارزش کو ڈاکٹر نے زیادہ دباؤ والے کاموں سے منع کیا تھا لیکن ولی کی محبت میں وہ جان دے دیتی حلوہ کیا چیز تھا۔

"نہیں نوشی۔ وہ ذائقہ پہچان جائیں گے۔" وہ مسکرا کر کہتی، پرات اٹھاتی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔
ماہ نوش سبکدوشی کے ساتھ کھیلنے لگی۔ جبکہ وہاں بیٹھی عطیہ بیگم جمانہ سے کہنے لگیں۔

"جمانہ آغا جان نے دوبارہ ولی کو بلا کر زینہ کی شادی کی بات کی ہے۔ کل تقریب میں برادری کی کافی عورتیں ہوں گی۔ میں زینہ سے کہوں گی زرا اچھی طرح تیار ہو کر آئے۔" انہیں بیٹی کا گھر بسانے کا کب سے ارمان تھا لیکن اکرم خان اور زینہ کے آگے ان کی چل نہیں پائی تھی اور بات زینہ کے ایم۔بی۔بی۔ ایس مکمل کرنے تک ٹل گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں بھابی۔ ایک دو لوگ میری نظر میں بھی ہیں۔ کل موقع اچھا ہے۔" جمانہ کو بھی بھتیجی کی فکر تھی۔ وہ سب ولی اور اکرم خان کے منتظر تھے جو زینہ کو لینے کے لیے شہر گئے ہوئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں حویلی کے کمپاؤنڈ میں گاڑیوں کی قطار کی تھی اور اکرم خان اور ولی زینہ کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔

"السلام علیکم"

"وعلیکم السلام" بیک وقت کئی آوازیں ابھریں تھیں۔

سبکتگین تو زینہ کو دیکھ کر اپنا کھیل چھوڑ کر دوڑ پڑا تھا۔

"فوفو!!!!!!" زینہ نے مسکرا کر اسے خود سے لپٹا یا تھا۔

"فوفو آپ کیا لائی ہیں میرے لیے تکرری سے؟" سبکتگین نے معصومانہ انداز میں پوچھا۔

"میں اپنے شہزادے کے لئے بہت سارے گفٹس لائی ہوں۔" زینہ نے اپنے گول مٹول بھتیجے کو لاڈ

سے دیکھا تھا جواب زینہ کے سرمئی اسکارف کے پلو سے کھیل رہا تھا۔

"سب خیریت رہی؟ سفر کیسا گزرا؟" عطیہ بیگم نے پوچھا۔

"الحمد للہ بہت اچھا۔" زینہ صوفہ پر بیٹھتے کہہ رہی تھی۔

"کیا ترکی سچ میں اتنا حسین ہے جتنا کتابوں میں لکھا ہے؟" ماہ نوش نے تجسس سے پوچھا۔

خمار عشق ناز خان

"ہاں۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ۔ میں تمہیں تصویریں اور وڈیوز دکھاتی ہوں۔ پتہ ہے ہم وہاں پر ایک ساحلی گاؤں بھی گئے تھے۔" زینہ پر جوش سی ماہ نوش کو بتانے لگی۔

ماہ نوش اس سے چار سال چھوٹی تھی لیکن وہ دونوں کزن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی ہمراز سہیلیاں تھیں۔ زینہ نے تو کوشش کی تھی کہ ماہ نوش کو بھی اس کے ساتھ ترکی جانے کی اجازت مل جاتی لیکن اس معاملے میں جمانہ اور محسن نے زرا بھی لچک نہیں دکھائی تھی۔ ویسے بھی انہوں نے ماہ نوش کے انٹر کے امتحان دیتے ہی اس کی نسبت طے کر دی تھی اور اب وہ جلد از جلد اس کا نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ارادے تو کچھ ایسے ہی زینہ کو لے کر عطیہ بیگم کے بھی تھے بس وہ ابھی اس سے لاعلم تھی۔

"چلیں بھئی۔ کل کی تقریب کے لیے سب تیاری کر لیں اب۔ زینہ تم کھانے کے بعد میری بات سننا۔" عطیہ بیگم نے بیٹی سے بات کرنے کی ٹھان لی تھی۔ فی الحال حویلی کے سب ہی مکین خوش اور مطمئن سے رات کے کھانے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔

ناز خان رائٹس

خمار عشق نادر خان

التان کی آنکھ کھلی تو شام کے سات بج چکے تھے۔ اس نے مسکرا کر اپنے پہلو میں بے خبر سوئی ہوئی اپنی بیوی کو دیکھا۔

"نیشا۔۔۔ نیشا" وہ اسے دھیرے سے پکار رہا تھا لیکن نیشا اس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ التان کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ آئی تھی اور اس نے اچانک ہی جھک کر اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔ التان کے لمس کی شدت سے نیشا نے نیند میں ہی اسے رسپانس دینا شروع کیا تھا پھر جب التان کے ہاتھ استحقاق سے اس کے بدن پر دسترس حاصل کرنے لگے تو نیشا کا ذہن فوراً ہی بے دار ہوا تھا۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو التان کی آنکھوں میں رقم جزبات اور اس کی بانہوں کے حصار میں خود کو قید دیکھ کر نیشا نے شرم سے دوبارہ آنکھیں موند لیں تھی۔

"نیشا اگر تم نہیں اٹھنا چاہتی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس پھر تم سو بھی نہیں سکو گی۔" التان نے اس کے کانوں میں ذومعنی سرگوشی کی تو وہ اچھل کر اٹھ بیٹھی تھی۔

"نہیں۔ میں تو جاگ رہی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتی اس کے حصار سے نکلی اور بیڈ کے دوسرے طرف سرکنے لگی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نانر خان

التان نے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگایا اور شرارت سے اس کے دودھیا بازو دیکھے تھے جو اس کے اچانک اٹھ جانے سے کمفرٹ سے باہر جھانک رہے تھے۔

"اچھا جاؤ تم فریش ہو کر آ جاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔" التان نے اطمینان سے کہا۔

"جی ٹھیک ہے۔" نیشا جو بے دھیانی میں بیڈ سے نیچے اترنے ہی والی تھی اسے اچانک ہی کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

اس نے بے بسی سے بیڈ اور سنگھار میز کے پاس بکھرے اپنے کپڑوں کو دیکھا تھا۔ جو التان نے جان بوجھ کر اتنی دور پھینکے تھے۔ اس نے پلٹ کر التان کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں شرارت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"التان۔۔۔" اس کی ایک لفظی گزارش میں چھپا مان تو التان کی دل کی دھڑکنیں تیز کر گیا تھا۔ اس نے پاس پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر اسے تھمائی تھی۔

"اچھا میں لائٹ بند کر رہا ہوں۔" التان نے فوراً تجویز دی تھی۔

"نہیں آنکھیں بھی بند کریں۔" نیشا نے بیٹھے بیٹھے اس کی شرٹ پہنتے کہا تھا۔

"اچھا ڈن۔" التان نے بہ ظاہر ہتھیار ڈالے تھے۔

خمار عشق ناز خان

ینیشا نے مڑ کر اطمینان کیا کہ اس نے آنکھیں بند کر لیں ہیں۔ وہ کمفرٹر سے باہر نکل کر کھڑی ہوئی تو التان کی شرٹ اس کے گھٹنوں سے بھی لمبی تھی۔ وہ پھر بھی اسے کھینچتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تب ہی التان کی آواز آئی تھی۔

"یہ شرٹ تم پر بہت اچھی لگ رہی ہے۔" ینیشا نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا۔ لیمپ کی زرد روشنی میں وہ ہاتھ سر کے پیچھے ڈکائے آنکھوں میں ستائش لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بہت برے ہیں آپ۔" وہ کہتی تیزی سے باتھ روم میں بھاگ کر بند ہوئی تھی اور التان نے زندگی سے بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔

ناز خان رائٹس

عرشمان فرہاد صاحب کے ساتھ بیٹھا گیسٹ لسٹ پہ کام کر رہا تھا۔ انہوں نے ایک ڈیجیٹل دعوت نامہ بن والیا تھا۔ عرشمان کا اسسٹنٹ بھی اس وقت اسٹڈی میں اس کے ساتھ آن لائن رابطہ میں تھا۔

"ہاشم دیکھو یہ انوائٹ سب کو بھیج دو۔ اور ایونٹ پلانر سے اپ ڈیٹ لو۔" عرشمان اسے ہدایات دے رہا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"عرشمان دیکھو خاندان کے سب ہی لوگوں کے ساتھ ہمارے کاروباری مراسم جن جن لوگوں سے ہیں ان سب کو دعوت نامہ بھیجوا دینا۔ میں چاہتا ہوں میرے بیٹے کا ولیمہ شاندار ہو۔" فرہاد صاحب کے لہجے سے خوش چھلک رہی تھی۔

"جی بابا۔"

"اور نیشا کی فیملی میں سے بھی جس کو بلانا ہے دیکھ لینا۔"

فرہاد صاحب کے کہنے پر عرشمان سوچ میں پڑ گیا تھا۔ جس طرح کا ان لوگوں کا رویہ تھا وہ تو اس دن خود اس نے بھی دیکھا تھا۔ التان کی زبانی استنبول میں وہ پوری کہانی بھی جان چکا تھا۔ اسے نہیں لگتا تھا کہ وہ لوگ ولیمہ میں شرکت کرتے لیکن اس نے سوچا وہ التان سے مشورہ کر لے۔ وہ التان کی تلاش میں لونگ روم میں آیا تو وہ اسے نیشا کے ساتھ نیچے ہی آتا ہوا نظر آ گیا۔

"التان بابا پوچھ رہے ہیں کہ نیشا کی فیملی سے بھی کسی کو بلوانا ہے؟" عرشمان نے پوچھا تو نیشا کے چہرے پر کئی رنگ آئے تھے۔

"کیا تم انہیں بلانا چاہتی ہو؟" التان نے اس سے پوچھا تھا۔ اس معاملے میں وہ اسے پورا اختیار دے رہا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"جی التان۔ اگر آپ چچا اور چچی کو بلائیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔" نیشا نے دھیرے سے کہا تھا۔

چاہے انہوں نے اس دن اس کو دھتکارا تھا لیکن تھے تو وہ اس کے رشتے دار۔ نیشا نے چچا کو ہمیشہ اپنے والد جتنی عزت ہی دی تھی۔ چچی اور ثمرہ آپنی کارویہ اس کے ساتھ ہتک آمیز ہی ہوتا تھا لیکن چچا پھر بھی اس کا خیال کر جاتے تھے۔

"ٹھیک ہے گڑیا تم مجھے ان کا نمبر دے دو۔" عریشان نے کہا تو نیشا نے چچا کا نمبر اور گھر کا نمبر عریشان کو نوٹ کروایا تھا۔ وہ اور التان شاپنگ کی لیے نکل رہے تھے۔ جبکہ دریا بیگم ار مغان کے ہمراہ پہلے ہی مال پہنچ کر خریداری کر رہی تھیں اور ان دونوں کی منتظر تھیں۔

"چلیں؟" التان نے نیشا کا ہاتھ تھاما تھا۔

ناز خان رائٹس

"میم یہ بالکل نیا ڈیزائن ہے۔ آپ دیکھیں تو یا قوت کی چمک کتنی حسین لگ رہی ہے جڑاؤ نگینہ کے ساتھ۔" دریا اسکندر اس وقت جیولر کے پاس سے نیشا کے لئے کچھ سیٹس پسند کر رہی تھیں۔ ایک تو انہوں نے بھاری سیٹ پسند کر لیا تھا لیکن دو چار ہلکی پھلکی چین اور انگوٹھیاں بھی وہ دیکھ رہی تھیں کہ نئی نوپلی دلہن سونی سونی انہیں بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ آخر کو ان کی پہلی بہو تھی تو ان کے ارماں بھی

خمار عشق ناز خان

جاگے ہوئے تھے۔ ار مغان بظاہر تو ان کے ساتھ آیا تھا لیکن کال پر وہ ایک اہم بزنس ڈیٹیل ڈسکس کرتا ان سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا۔ وہ اپنی سیکرٹری کو اسٹنبل کے پراجیکٹ کے بارے میں ضروری ہدایات دے کر فارغ ہوا تو اس کی نظر شیشے کے پار اس انگوٹھی کے سیٹ پر پڑی تھی۔ نازک سے بینڈ کے ساتھ سونے کی انگوٹھی میں آدھا سورج بنا تھا۔ جس کے چاروں طرف چمکتے ہوئے نگینہ بہت خوبصورت تھے۔ دوسری انگوٹھی چاندی کی تھی جس کے اوپر ہلال کی شبیہ تھی۔

"سریہ کیل رنگ ہے۔ کیا آپ دیکھنا چاہیں گے؟" سیلزمین نے ار مغان کی آنکھوں میں چھپی ستائش کو بھانپ لیا تھا۔

ار مغان نے اچانک ہی زینہ کی نازک انگلیوں میں اس انگوٹھی کا تصور کیا تھا۔ وہ بے اختیار ہی مسکرایا تھا۔ دریا جو اسے کچھ کہنے کے لیے دیکھ ہی رہی تھیں انہوں نے دلچسپی سے اپنے بیٹے کی آنکھوں کی چمک اور لبوں کی مسکان دیکھی۔

"لگتا ہے مجھے ایک اور خوشخبری ملنے والی ہے۔" وہ سوچتی مسکرائی تھیں۔

ناز خان رائٹس

جاری ہے۔

خمارِ عشق ناز خان

سط نمبر 13

#خمارِ عشق

#رائٹر_ناز خان

کاپی پیسٹ کرنا سخت منع ہے۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں زینہ کا خیال آتے ہی الگ ہی چمک آئی تھی۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں ایسا شائد چوبیسویں بار ہوا تھا کہ غیر ارادی طور پر اس کے ذہن میں اس کے حجاب میں لپٹے بیضوی چہرے کی شبیہ ابھری تھی۔ وہ ارمغان فرہاد اسکندر تھا جس کے ذہن پر کوئی لڑکی آج تک ایسا دیرپا تاثر نہیں چھوڑ پائی تھی۔ وہ خوبصورت چہروں اور ان کے پیچھے چھپے مطلب اور مقاصد میں گھرا رہنے والا انسان تھا۔ لوگوں کی اصلیت سے واقف ہونے کے باعث اس کا ذہن بہت مضبوط تھا۔ یہ پہلی بار ہو رہا تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز سوچ رہا تھا جس پر اس کا اختیار نہیں تھا۔ زینہ کے ساتھ بتائے ہر پل میں اس کا دل اٹکا ہوا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"اچھی تو ہے۔ لے لو۔" دریا بیگم نے بیٹے کے عقب میں آتے کہا تھا۔ وہ جو اس کپل رنگ کو دیکھتا تر کی کے اس ساحلی گاؤں میں پہنچ چکا تھا چونک کر مڑا تھا۔

"آنے؟ نہیں میں تو وہ بروج دیکھ رہا تھا آپ کے لیے۔" ار مغان نے برابر میں رکھے موتیوں سے مزین بروج کی طرف اشارہ کیا تھا۔

دریا نے اس کا گڑ بڑانا اور بات بنانا نوٹ کیا تھا۔ چاہے وہ سب کے سامنے اپنے جزبات چھپا لیتا لیکن وہ بھی آخر اس کی ماں تھیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے وہ بروج تھام کر اس کی پسند کو سراہا لیکن اس بارے میں مزید کچھ نہ کہا۔

"آنے۔۔" التان اور نیشا آخر کار پہنچ ہی چکے تھے۔

"آگئی میری بہو۔ آؤ بیٹا تم پسند کرو ان ڈیزائنز میں سے۔ کوئی اور بھی پسند ہے تو بتانا۔" دریا سے لیے کاؤنٹر کی طرف بڑھی۔

"یہ بروج پیک کر دیں۔ اور یہ رنگز بھی۔" ار مغان نے سیلزمین کو اشارہ کیا تھا۔ التان نے انگوٹھیوں کو دیکھا تو وہ بھی چونکا۔

"آہی؟"

خمار عشق ناز خان

"ہیم؟"

"کوئی ترک بھابی تو نہیں ڈھونڈ لی ہے آپ نے ہمارے لئے؟" وہ شوخ ہوتا پوچھ رہا تھا۔
"ترک تو نہیں پر شاید ڈھونڈ لی ہے۔" ار مغان نے دل ہی دل میں کہا۔ البتہ اس نے التان کو سراٹھا کر دیکھا تھا، "کیوں؟ میں آنے کے لئے جیولری نہیں لے سکتا کیا؟" انداز سر سری تھا۔
"جی جی آبی۔ بلکہ دادی کے لئے بھی کچھ لے ہی لیں۔" التان نے شرارت سے کہا جس پر ار مغان کچھ کہتا اس سے پہلے ہی اس کا فون وا بھریٹ ہوا تھا اور وہ التان کو اشارہ کرتا دوکان سے باہر نکل گیا تھا۔
"جی شاہنواز؟"

"سران کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ ایبٹ آباد کے پاس ایک گاؤں کی حویلی میں بحفاظت پہنچ گئی ہیں۔" اس کے پرسنل گارڈ نے صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔
"گڈ۔ مجھے وہاں کے بارے میں ساری معلومات چاہیے۔ بل پل کی خبر پہنچتی رہے شاہنواز۔" ار مغان نے دو ٹوک انداز میں حکم دیا تھا۔

"جی سر۔" شاہنواز کی آواز میں مستعدی تھی۔

ناز خان رائٹس

خمار عشق ناز خان

"نیشا تم یہ والا جڑاؤ کنگن دیکھو۔" دریا بیگم نے دو نفیس سے کنگن اس کے نازک ہاتھوں میں ڈالے تھے۔

"اچھے ہیں آنٹی۔" نیشا نے اپنی کلائی میں چمکتے ہیروں کی قطار کو دیکھا تھا۔ کنگن پہننے میں ہلکے سے تھے لیکن ان کی تراش خراش بہت دلکش تھی۔

"بس یہ تو اب تم پہنی ہی رہو۔ میری طرف سے تمہاری منہ دکھائی ہے۔" دریائے سیلزمین کو اشارہ کیا تھا۔

"اور یہ سیٹ پہن کر دیکھو۔" وہ دو تین طلائی گلوبند نگوار ہی تھیں۔

"آنٹی بس ایک یہ بہت ہے۔ میں کہاں پہنوں گی یہ سب۔" نیشا نے ایک باریک سی چین والے سیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ہاں یہ تو عام دنوں کے لیے ٹھیک ہے لیکن ابھی پارٹیز میں آنا جانا ہوگا تو بیٹا تمہیں ضرورت ہوگی۔" وہ اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دو نسبتاً بھاری سیٹ نگوار ہی تھیں۔ نیشا کچھ پزل سی ہوتی التان کو ڈھونڈنے لگی جو دوسرے کاؤنٹر پر کھڑا پتہ نہیں کیا دیکھ رہا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو ار مغان بھی ان کے ساتھ ہی موجود تھا۔

خمار عشق ناز خان

"آنے اب کیا پلان ہے؟" شاپنگ بیگز گارڈ کو لانے کا اشارہ کرتے وہ شہر کے مایہ ناز شاپنگ مال میں کھڑے تھے۔

"التان تم ار مغان کے ساتھ جا کر اپنی شاپنگ کر لو۔ میں نیشا کے ساتھ اس کاڈریس سیلیکٹ کر لوں۔" دریائے کہا تو التان کا منہ لٹک گیا۔

"آنے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ لوگ اکیلے پریشان ہوں گی۔" التان نے کہا تو دریائے بیگم نے اس کو گھور کر دیکھا۔

"ولیمہ کا جوڑا تم پہلے سے نہیں دیکھو گے۔" انہوں نے سختی سے کہا تھا۔ "اس کے بعد کروالینا تم اسے شاپنگ۔ میں جوڑا لے کر ار مغان کے ساتھ واپس جانے والی ہوں۔" انہوں نے اگلا جملہ کہا تو التان کے چہرے پر فوراً ہی چمک آئی تھی۔ جسے دیکھتی وہ بھی مسکرائی تھیں۔

"چلو نیشا۔" وہ اسے ساتھ لیے برائڈل بوتیک کی طرف بڑھ گئیں۔ ایک گارڈان دونوں کے ساتھ تھا جبکہ دوسرا ار مغان اور التان کے ساتھ۔ نیشا نے پلٹ کر التان کو دیکھا تھا اور اس کی گہری نگاہیں خود پر دیکھ کر وہ نظریں جھکا گئی تھی۔

التان کا دل اپنی بیوی کے شرمانے پر زور سے دھڑکا تھا۔ وہ مسکراتا ایک دوکان میں داخل ہوا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

نینشا اور دریا اس بوتیک میں آئیں تو وہاں نت نئے ڈیزائن کے ملبوسات رکھے تھے۔ دریا ایک سرسری نگاہ ڈالتی ہوئی کسی خاص چیز کی تلاش میں تھیں۔ تب ہی انہوں نے نینشا کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کرتے اس لباس کو دیکھا تھا۔ وہ یک ٹک اس شرارہ کو دیکھ رہی تھی۔ رائے بلیو کلر کے مخملی کپڑے پر سلور ورک تھا۔ وہ اس کی پسند کی داد دئے بغیر نہ رہ سکیں۔

"زبردست چوائس نینشا! جاؤ یہ ٹرائی کر کے آؤ۔" وہ اسے کہتی اطمینان سے بیٹھ گئیں تھی۔
"ن۔۔ نہیں آنٹی میں تو ایسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آپ پسند کریں۔" نینشا گھبرا گئی تھی۔
"ارے۔ جب تمہیں پسند آ رہا ہے تو مجھے کیوں اعتراض ہوگا۔" وہ مسکرائیں۔

نینشا کو فوراً ہی اپنے نکاح کا جوڑا یاد آیا تھا۔ جب چچی نے اسے اپنی مرضی کا جوڑا پکڑا یا تھا۔
"لڑکیوں کی کوئی پسند نہیں ہوتی ان سب میں۔ جو بھی ملے پہننا ہوتا ہے۔" نینشا کو وہ سنہرے لباس کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔ اسے سرخ رنگ پہننے کی خواتین تھی لیکن اس نکاح میں تو اس کی پسند کا دولہا ہی نہیں تھا تو وہ جوڑے پر کیا بحث کرتی۔ اور یہاں دریا بیگم، اس کی ساس اس کی پسند کو اہمیت دے رہی تھیں وہ سرشار سی ہو گئی۔

وہ خوشی خوشی ٹرائل روم سے باہر آئی تو دریا بیگم نے بے ساختہ ماشا اللہ کہا۔

خمار عشق ناز خان

ینیشا کی دودھیارنگت اس گھرے نیلے رنگ میں کھل رہی تھی۔ شرارہ پر ہوا کام بہت شاہانہ تھا۔
"بس ڈن ہو گیا یہ۔" وہ کہتی ہوئی کاؤنٹر پر گئیں۔ ینیشا آئینہ کے سامنے کھڑی دوپٹہ سر پر سیٹ کر رہی
تھی جب ہی اس کی نظر قیمت پر پڑی۔
وہ اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ ان کے پیچھے لپکی تھی۔
"آئی یہ۔۔۔ یہ اچھا نہیں ہے، میں۔۔۔ میں دوسرا دیکھ لیتی ہوں۔۔۔ اس کا دوپٹہ کتنا عجیب سا ہے۔"
وہ گڑبڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"میم یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ ہمارا ڈیزائنر کلیکشن ہے۔" سیلز گرل نے منہ بنایا تھا۔
"لینا وینا ہوتا نہیں ہے۔ ٹائم ویسٹ کرنے آ جاتے ہیں۔" اس نے بہ ظاہر خود کلامی کی تھی لیکن اس کی
بڑبڑاہٹ ینیشا اور دریا کو صاف سنائی دی تھی۔
"یہ آپ کس لہجہ میں میری بہو سے بات کر رہی ہیں؟" دریا بیگم کا لہجہ سخت تھا۔
"میم میں تو۔۔۔" وہ لڑکی دریا کی پر سنیلٹی سے مرعوب ہوئی تھی۔
"آپ کو اندازہ بھی ہے کہ آپ مخاطب کس سے ہیں؟" دریا نے اس کی اچھی خاصی کلاس لے ڈالی۔
"آئی۔۔۔ رہنے دیں۔" ینیشا دریا کو روکنے لگی۔

خمار عشق ناز خان

"ہم کہیں اور چلیں؟ میں چیخ کر کرتی ہوں۔" نیشا پانچ منٹ کے اندر ہی وہ ڈریس چیخ کر چکی تھی۔ وہ دریا کے ساتھ باہر نکلی۔ اس بار وہ لوگ اوپر کی منزل پر بنی ایک جدید طراش خراش والی بوتیک میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں پر مختلف تھیمز کے ملبوسات تھے۔ الگ الگ قطار میں سجے ہوئے ملبوسات کی شان ہی نرالی تھی۔ دریا اور نیشا الگ الگ گھومتے ہوئے ڈریس دیکھ رہی تھیں۔ اچانک ہی نیشا کی نظر آخری کونے پر ڈمی پر لگے ڈریس پر پڑی تھی۔ آسمانی رنگ کی شفون کے کپڑے کی میکسی کے ساتھ بلڈ ریڈ شرارہ تھا۔ میکسی اور شرارے پر زردوزی، موتیوں اور سرخ نگوں کا کام تھا۔ سرخ رنگ کا دوپٹہ سلک اور گنزا کا تھا اس کے بارڈر پر بھی زردوزی اور موتیوں کا کام تھا۔ جہاں نیشا اس ڈریس کو دیکھتی مبہوت سی آگے بڑھی تھی وہیں دریا بیگم کی آنکھوں میں بھی اس لباس کے لیے پسندیدگی کی جھلک تھی۔ دونوں ہی بیک وقت اس تک پہنچی تھیں۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر پہلے وہ چونکی پھر ان دونوں کا ہلکا سا مشترکہ قہقہہ بوتیک میں گونجا تھا۔ سیلز مین ان کی طرف آتا مسکرایا تھا۔

"امیزنگ میم! آپ اور آپ کی والدہ کا انتخاب ایک ہی ہے۔" وہ انہیں ماں بیٹی سمجھا تھا۔ نیشا کے چہرے پر ایک دم ہی سنجیدگی چھائی تھی لیکن اگلے ہی پل دریا کی آواز پر اس نے سر اٹھایا تھا۔

"میری بیٹی کی پسند ہے ہی لا جواب۔"

خمار عشق ناز خان

ناز خان رائٹس

التان اور ار مغان کافی دیر سے دریا اور ینیشا کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ اپنی خریداری مکمل کر چکے تھے لیکن ان دونوں کا کچھ پتا نہیں تھا۔

"آبی آپ فون کریں آنے کو۔" التان تھوڑا فکر مند ہوا تھا۔

"ہاں کرتا ہوں۔" ار مغان نے فون نکالا ہی تھا کہ ایسکیلیٹر سے اسے دریا نیچے آتی ہوئیں نظر آ گئیں۔ وہ ینیشا کا ہاتھ پکڑے اس سے باتیں کرتی ہوئی آرہی تھیں۔ پیچھے کھڑے گارڈ نے درجن بھر شاپنگ بیگز پکڑ رکھے تھے۔ التان نے ایک ابرو اٹھائی۔

"یہ کیا پورا مال خرید لائے ہیں؟"

وہ لوگ ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"چلو بھئی۔ ہماری شاپنگ ہو گئی ہے۔ اب ہم گھر جا رہے ہیں۔" دریا بیگم نے اعلان کیا۔

"جی آنے آپ اور آبی چلیں۔ میں ابھی زرا ینیشا کو اس کے روزمرہ کے ڈریسز دلا دوں پھر ہم آتے ہیں پیچھے۔" التان کو اس کے ساتھ وقت گزارنے کا بہانہ چاہیے تھا۔

"لیکن التان۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی شاپنگ کر لی ہے۔" ینیشا نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"ہیں؟" التان جہاں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنے کے موقع سے محروم ہونے پر چیخ و تاب کھا رہا تھا۔ وہیں اس کی سماعتوں نے نیشا کو دریا کے لئے آنے کا لفظ استعمال کرتے ہوئے سنا۔ اس نے غور سے اپنی ماں اور بیوی کو دیکھا۔ جو اسے مکمل انور کرتی ہوئی راز و نیاز میں مصروف تھیں۔ اس ایک لمحے وہ نیشا کا پھر سے اثر ہوا تھا۔

"چلیں نہ آنے، ہم گھر چلتے ہیں اب۔ آبی آپ نے شاپنگ کر لی؟" نیشا اب لاڈ سے اپنا بازو دریا کے بازو سے منسلک کرتی چل رہی تھی۔ جبکہ ارمغان بھی ان دونوں کے ساتھ ساتھ چلتا باتیں کر رہا تھا۔ التان نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے اپنی کم سن بیوی کو دیکھا تھا جو اس کے دل کے ساتھ ساتھ اس کے گھر والوں کے بھی دل میں جگہ بنا چکی تھی۔

ناز خان رائٹس

خانز کی حویلی میں ارزش اپنے لاڈلے بیٹے کے لئے چیز پراٹھا بنا رہی تھی۔ اس کے ماتھے پر پسینہ کی بوندیں بن رہی تھیں لیکن وہ بیٹے کی محبت میں تھکن کی پرواہ کیے بغیر اس کی پسندیدہ ڈش بنا رہی تھی۔ وہ پراٹھا پلیٹ میں ڈالے سبکتگین کو ڈھونڈنے جاری تھی۔ تب ہی زینہ نے اسے دیکھ کر آواز دی۔ "بھابی آپ نے اپنے دائیٹا من لیے؟" اسے ارزش کی فکر ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"زینہ میں بس لینے ہی جارہی تھی۔ یہ سبکتگین کو کھانا کھلا دوں۔"

"لائیں مجھے دیں۔ وہ ماہ نوش کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ ہم اس کو کھلا دیں گے۔ آپ تھوڑا آرام کر لیں۔ کل بھی سارا دن تقریب کی وجہ سے مصروف رہیں گی۔"

زینہ نے پلیٹ تھامتے ہوئے کہا تھا۔ ارزش نے مسکراتے ہوئے اپنی نند کو دیکھا تھا جو اپنی شہد رنگ آنکھوں میں اس کے لئے فکر لئے کھڑی تھی۔

"بلکہ بھابی۔ میں سبکتگین کو اپنے پاس ہی سلا لوں گی آج۔ آپ بے فکر ہو کر آرام کریں۔" سبکتگین کی فکر ختم ہوئی تو ارزش کو ولی کی فکر پڑ گئی۔ وہ اپنے کمرے میں آتے ہی سیدھا ڈریسنگ روم کی جانب گئی۔ اس نے سوچا ولی کے کل کی تقریب کے کپڑے نکال کر استری کر لے۔ وہ واسکٹ ڈھونڈنے لگی تو وہ اسے اوپر کے شیلف سے جھانکتی نظر آئی۔ وہ اسٹول کھینچ کر اس پر آہستگی سے کھڑی ہو گئی۔ واسکٹ ہاتھ میں آتے ہی اسے اچانک ہی چکر آیا تھا اور وہ یقیناً لہرا کر گرتی اگر عین اس وقت ولی اسے اپنی بانہوں میں نہ بھر لیتا۔

"ارزش جان کیا ہوا ہے؟" وہ اسے بازوؤں میں بھرے پوچھ رہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"کچھ نہیں خان۔ چکر آگیا شائد۔" وہ کہتی نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔ تب ہی ولی اسے لیے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

"تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھتیں ارزش؟" ولی خان نے اپنی نازک سی بیوی کو دیکھا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں میں تھکن تھی۔ چہرے کی شفاف جلد ممتا کے نور سے چمک رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتا چانک ہی اس کے گلابی لبوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا اور وہ اس جسارت پر پوری طرح گلنار ہوئی تھی۔ ولی اسے وارفتگی سے دیکھنے لگا وہ ابھی بھی اس کی قربت میں گھبرائی ہوئی سی نیچے اترنے کی سعی کر رہی تھی۔

"خان آپ مجھے نیچے اتار دیں نا سبکدوش آجائے گا۔" اس نے بہانہ بنایا۔
"وہ تو اپنی فوفو کے پاس ہے۔ تو آج اس کی ماما اس کے بابا کے پاس رہیں گی۔" ولی نے شرارت سے کہا تھا اور اسے خود میں مزید بھر لیا تھا۔

READERS CHOICE

قسط نمبر 14

#خمار عشق

خمار عشق نامر خان

کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں

وہ لوگ اسکندر مینشن واپس آئے تو نیشا، دریا بیگم کے ساتھ مل کر دادی کو اپنی خریداری دکھانے چلی گئی۔ وہ اطمینان سے کمرے میں آئی تو التان کو سوتا ہوا پایا۔

"ارے التان اتنی جلدی سو گئے۔" نیشا نے سوچتے ہوئے گھڑی دیکھی تو رات کے دو بج رہے تھے۔ اسے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ وہ سب کے ساتھ باتیں کرنے میں اتنی مگن ہو گئی تھی۔ پہلی بار تو اسے ایسے لوگ ملے تھے جو اس کو گھر کے فرد کی طرح ٹریٹ کر رہے تھے ورنہ اپنے گھر میں اسے صرف جھڑکیاں اور لعن طعن کے وقت ہی مخاطب کیا جاتا تھا۔

نیشا نے شاپنگ بیگز لا کر ڈریسنگ روم میں رکھے اور خود ایک آرام دہ جوڑا نکال کر شور لینے چلی گئی۔ وہ واپس آئی تب بھی التان بدستور سو رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کے برابر آکر لیٹ گئی۔ اس کے چہرے کے نقوش دیکھتے ایک دھیمی سی مسکان نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"پہلو میں لیٹا خوب و مرد صرف اس کا تھا۔" یہ خیال ہی اسے سرشار کر رہا تھا۔ بے اختیار ہی اس نے اپنی انگلی سے اس کی بند پلکوں کو چھوا تھا۔ وہ بے خود سی ایک ہاتھ پہ اپنا چہرہ ٹکائے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں

خمار عشق نادر خان

اس کے چہرے کے جاذب نقوش پر پھیر رہی تھی۔ اس کے لبوں پر آئی تو اچانک ہی نیشا کو شرم سی آئی اور وہ پلٹ کر کروٹ لینے لگی تب ہی التان نے جھٹکے سے اس کی کلائی پکڑ کر اسے خود کی طرف کھینچا۔
"آپ۔۔ آپ جاگ رہے تھے؟" نیشا کی توسائس ہی رک گئی تھی۔

"ہیم۔۔۔ اب بیوی کے بغیر نیند کیسے آسکتی ہے؟" التان نے گھمبیر لہجہ میں کہا۔
نیشا کے گال اس کی نظروں کی تپش سے دہکنے لگے۔ "التان مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ راہ فرار ڈھونڈنے لگی۔

"یہ تو مسئلہ ہو گیا کیونکہ مجھے اب نیند نہیں آرہی۔" التان نے اسے خود سے مزید قریب کرتے ہوئے کہا۔

"تو آپ جاگ لیں۔" نیشا نے ہمت کر کر کہا لیکن دوسرے ہی پل التان نے اسے خود سے لگائے اس طرح کروٹ لی تھی کہ وہ اس کے سینے پر منتقل ہو گئی تھی۔ نیشا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا مضبوط حصار توڑ پانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اس کی سانسیں روک گیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نانر خان

"اب میں جاگوں گا تو سو تم بھی نہیں سکو گی۔" التان نے ایک لمحہ کے لیے نیشا کے لبوں کو آزاد کرتے ہوئے کہا۔ وہ مخمور سی ادھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ لیمپ کی ملگجی روشنی میں وہ دونوں اپنے جذبات کا آزادی سے اظہار کرتے ایک دوسرے میں گم ہوتے چلے گئے۔

"اماں تم فون پر کس سے بات کر رہی تھی؟" ثمرہ نے ماں کا لینڈ لائن کارڈ پکڑے دیکھا تو پوچھا۔
"عجیب بات ہوئی ثمرہ۔ وہ لڑکا جو چار دن پہلے نیشا کلمو ہی کو یہاں سے لے گیا تھا۔" وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائی تھی کہ ثمرہ درمیان سے ہی بول پڑی۔

"کیا؟ مار کر پھینک دیا کیا اسے یا ہم سے پیسے مانگ رہا ہے الٹا؟" وہ سفاکی سے کہتی ہنسی۔
"ارے نہیں نہ۔ وہ کم بخت اس کا ولیمہ کر رہا ہے۔ اور تو اور ہمیں بلانے کے لیے فون کیا تھا ان کے گھر سے کسی نے۔" انہوں نے انکشاف کیا۔

"اماں بات سنو یہ سچ مچ کوئی کروڑ پتی ہے کیا؟" ثمرہ نے سر کھجایا۔
"شک تو مجھے بھی ہو رہا ہے۔ بلایا بھی کسی ہوٹل میں ہے۔ دیکھ تو زرا یہ گلوریس ہوٹل کون سا ہے۔"
انہوں نے پوچھا تو ثمرہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

خمار عشق نادر خان

"ہیں!!! گلوریس ہوٹل!!! یہ تو امیروں کا بڑا مشہور ہوٹل ہے۔ میں بھی جاؤں گی اماں۔" شمرہ تو جھٹ تیار ہو گئی۔

"تو جلدی تیاری کر لے آج شام کو ہی ہے ولیمہ۔" انہوں نے ایک اور بم پھوڑا۔
"چلو پھر تیاری کریں۔"

شمرہ یہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف دوڑی جبکہ فرحانہ بیگم اپنے شوہر اور بیٹے کو بتانے چل پڑیں۔

ینیشا کے والد فاروق اللہ صاحب کا کپڑے کا کاروبار تھا۔ وہ اپنی کاروباری فہم و فراست کے باعث اس میں کافی کامیاب بھی تھے۔ اس کے برعکس ان کے چھوٹے بھائی عنایت اللہ غلط جگہ پیسہ لگا کر اپنی ساری جمع پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ انہی دنوں فاروق صاحب کی بیوی ینیشا کی پیدائش کے دوران ہونے والی پیچیدگیوں سے جانبر نہ ہو سکیں، اور خالق حقیقی سے جا ملیں۔ فاروق صاحب کی دنیا اندھیر ہو گئی۔ اس وقت عنایت آگے آئے اور انہیں یقین دلایا کہ کاروباری معاملات میں وہ ان کے معاون کے طور پر کام کرنے کو تیار ہیں اور ایک تنخواہ دار ملازم کی طرح ان کی فیکٹری سنبھالیں گے۔ فاروق صاحب کو بھائی کی نظروں میں چھپا لالچ اور فریب نظر نہ آیا۔ بیوی کی جدائی کے غم نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

پانچ سال تک وہ مکمل طور پر عنایت کے اوپر انحصار کرتے رہے۔ عنایت نے آہستہ آہستہ ہر چیز اپنے نام کروالی تھی۔ ایسے ہی اپنے دکھ کے بوجھ تلے دبے ہوئے فاروق صاحب ایک دن اچانک ہی ایک ٹریفک حادثے میں چل بسے تھے۔ تب سے نیشا کے والد کے پیسے اور جائیداد پر عنایت نے قبضہ کر لیا تھا۔

فرحانہ نے نیشا کو گھر میں کام کرنے والے ملازم سے زیادہ کبھی اہمیت نہیں دی تھی۔ وہ تو شاہد کی شادی کے لئے اس لڑکی کے بھائی نے یہ شرط رکھ دی تھی کہ نیشا کا نکاح اس سے کیا جائے۔ وہ نیشا سے دو گنی عمر کا مرد تھا لیکن فرحانہ نے عنایت کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا تھا کہ کہیں نیشا اس پیسے پر اپنا حق مانگنے نہ کھڑی ہو جائے۔ یہ اور بات تھی کہ عنایت کا ارادہ نیشا کو چند لاکھ جہیز میں دینے کا ارادہ تھا اس کے نزدیک یہ ان سب باتوں کا کفارہ تھا جو وہ نیشا کے ساتھ کرتے آئے تھے لیکن فرحانہ سے یہ بھی برداشت نہ ہوا تو انہوں نے ڈرائیور کو پیسے دے کر نیشا کو شہر کے دور دراز شادی ہال پہنچانے کا کام سونپا تھا۔ انہیں اندازا تھا کہ وہ گھر واپس نہ آ سکے گی اور پھر ان کی زبان کافی تھی عنایت کی نظروں پر پردہ ڈالنے کے لئے۔ لیکن اب جو انہیں ولیمہ کا دعوت نامہ ملا تو ان کا ماتھا ٹھنکا کہ کہیں لا علمی میں نیشا کی

خمار عشق نانر خان

شادی کسی اچھے گھر میں تو نہیں ہوگی۔ نک سے سک تک تیار وہ چاروں اشخاص ہوٹل کی طرف روانہ ہونے کے لیے گاڑی میں آ بیٹھے تھے۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

خمار عشق نادر خان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خان حویلی میں آج بہت گہما گہمی تھی۔ سبکدین کی تقریبِ بسم اللہ میں اس پاس کے گاؤں برادری کے لوگ بھی مدعو تھے۔ خواتین زنان خانے میں جبکہ مرد مردانے میں جمع تھے۔ ملازمین شربت کے

خمار عشق ناز خان

گلاس لے کر یہاں وہاں گھوم رہے تھے۔ سبکتگین تو بالکل شہزادہ لگ رہا تھا چمکتے ہوئے لباس میں وہ چھوٹے سے گڈے کی طرح کبھی مردان خانے میں سب کی نظروں کا مرکز بنتا اور کبھی زنان خانے میں اپنی ماں اور پھپیوں سے پیار وصول کرتا۔

زینہ نے آج سیاہ رنگ کی پیروں تک آتی لمبی فراق پہنی تھی۔ اس پر ملٹی کلر کے دھاگوں سے کڑھائی کی گئی تھی اس نے ہر رنگ کی مناسبت سے چوڑیاں پہن رکھیں تھی۔ دوپٹہ سامنے سے پھیلا کر لیا تھا تو سر پر سیاہ رنگ کا اسکارف لے کر اپنے سنہرے بال چھپائے تھے۔ وہ اپنی ہیزل آنکھوں میں کاجل کی لکیر ڈالے بہت حسین لگ رہی تھی۔ عطیہ بیگم نے دل ہی دل میں بیٹی کی نظر اتاری تھی۔ ماہ نوش نے اپنی والدہ کے حکم کے مطابق وہ ستاروں والی فراق نکالی تھی۔ کاسنی رنگ کی شیفون کی گھیردار فراق جس پر چاندی کے رنگ کے جابجاستارے ٹانگے گئے تھے۔ اس نے اپنے سرخی مائل بھورے بالوں کو لمبی سی چوٹی میں گوندھ کر سر پر اچھی طرح پھیلا کر دوپٹہ لیا تھا۔ ہاتھوں میں سلور چوڑیاں اور کانوں میں چاندی کے جھمکے پہن کر اس نے اپنی زمردی آنکھوں سے آئینہ میں خود کا جائزہ لیا تھا۔ وہ بالکل کانچ کی آنکھوں والی گرٹیا لگ رہی تھی۔ جب زینہ اور ماہ نوش زنان خانے میں آئیں تو خواتین کی توجہ بار بار خود کی طرف محسوس کرنے لگیں۔ تنگ آکر وہ دونوں ایک جگہ آ بیٹھیں۔

خمار عشق نامہ خان

"زینہ آپی، اس بار تو آپ کی بات بھی کہیں ہو ہی جائے گی۔" ماہ نوش نے تھوڑی پہ ہاتھ رکھے کہا۔
"ہاں نوشی۔ یہ لوگ اب مجھے زیادہ دن آزاد نہیں رہنے دیں گے۔" اندازہ تو زینہ کو بھی تھا۔ "کم سے کم
آپ نے اپنی خواہشات پوری تو کر لیں۔ آپ ڈاکٹر بھی بن گئیں اور ترکی بھی گھوم آئیں۔" ماہ نوش کی
آواز میں افسردگی تھی۔

"تم اتنا داس مت ہو۔ تم ابھی صرف انیس سال کی ہو۔ شادی کے بعد پڑھائی جاری رکھنا اور اپنے شوہر
کے ساتھ گھومنا پھرنا۔" زینہ نے فوراً کہا تو ماہ نوش استہزائیہ ہنسی، "آپی یہاں کے کون سے مرد اپنی
بیویوں کو پڑھنے دیتے ہیں؟ اماں ہم سے کہہ چکی ہیں کہ آج نکاح کی تاریخ کی بات کریں گے وہ اور بابا۔"
ماہ نوش نے اطلاع دی تو زینہ بھی چونکی۔ "ابھی پچھلے مہینے تو تمہاری منگنی کی ہے؟"
"اماں کہہ رہی تھیں کہ منگنی زیادہ عرصہ نہیں رکھتے بس جلد از جلد وہ مجھے رخصت کرنا چاہتی ہیں۔" ماہ
نوش نے کہا۔ وہ اس بات سے انجان تھی کہ جمانہ کا اپنا تجربہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ منگنی کو
زیادہ عرصہ طول دینے کے حق میں بالکل نہ تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"فوفو!! ادھر آئیں۔" سبکتگین کی آواز پر وہ دونوں ہی کھڑی ہوئی تھیں لیکن عین وقت پر عطیہ بیگم نے زینہ کو آواز دے کر اپنے پاس بلا لیا۔ جبکہ ماہ نوش سبکتگین کے پیچھے آئی جو ہال میں کھڑا اپنا غبارہ نکالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"فوفو کی جان، یہ کہاں پھنسا لیا ہے غبارہ آپ نے۔" وہ اچک اچک کر تھک چکا تھا اس لئے فوراً ہی منہ بسورتا ہوا بولا، "فوفو یہ بھاگ کر اوپر چلا گیا۔ میں نے بلایا بھی پر یہ نیچے نہیں آرا۔" ماہ نوش ہاتھ بڑھا کر غبارہ اتارنے لگی۔ پھر وہ سبکتگین کے پھولے گالوں پر پیار کرتی اسے گد گدانے لگی۔ وہ اس بات سے قطعی انجان تھی کہ اس کی معصوم شرارتیں اس وقت کسی کی نظروں کے حصار میں ہیں۔

منصور گل شیر خان نے گہری نظروں سے اپنی منگیتر کا جائزہ لیا۔ وہ جان بوجھ کر اندرونی ہال کی طرف آیا تھا تاکہ اس کا دیدار ہو سکے اور وہی ہو اوہ لڑکی اپنے بھتیجے کے ساتھ کھیلتی اسے نظر آ ہی گئی۔ اس نے خاموشی سے اس کے سر اُپے کا جائزہ لیا تھا۔ اب اسے کوئی ایسا داؤ لگانا تھا کہ وہ اس سے مل پاتا۔ وہ سوچوں میں گم اپنی موچھوں کو تاؤ دیتا واپس مڑ گیا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

گلوریس ہوٹل کے بال روم میں شہر کی معروف ہستیاں موجود تھیں۔ سب ہی فرہاد اسکندر کے چھوٹے بیٹے کی تقریب ولیمہ میں مدعو تھے۔ زرق برق لباس پہنی خواتین اور گہرے رنگوں کے کوٹ اور تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے مرد، وہ بلاشبہ شہر کی ایک پوش گید رنگ تھی۔ عریشان نے چو کلیٹ براؤن کلر کا کوٹ اور ڈنر جیکٹ پہن رکھا تھا۔ وہ ہو بہو اپنے والد فرہاد اسکندر کی جوانی کی تصویر تھا۔ سیاہ بال جو اس وقت جیل لگا کر سیٹ کئے ہوئے تھے۔ سرخ و سپید رنگت اور اس کے ساتھ چہرے پر ہلکی داڑھی۔ وہ کاروباری حلقے میں بہت مقبول تھا۔ ارمغان کے مقابلے میں یہاں عریشان فرہاد اسکندر کے ساتھ زیادہ مصروف رہتا تھا۔ لوکل مارکیٹ میں کلائنٹس کے ساتھ ڈیلز اور میٹنگز وہی دیکھتا تھا جبکہ ارمغان انٹرنیشنل ڈیلز دیکھتا تھا۔ التان کارجمان فائیننس کی طرف تھا اور ابھی تک وہ حصص مارکیٹ میں ہی خرید و فروخت کے فیصلے دیکھتا تھا لیکن اس کا ارادہ سسٹر کمپنیاں کھولنے کا بھی تھا۔ جب انسان کے پاس انویسٹمنٹ کرنے کے لیے پیسہ موجود ہو تو وہ مختلف جگہ کام بڑھانے کے تجربہ کرتا ہی ہے۔ یہی حال اسکندر برادران کا تھا وہ اپنے والد کی کمپنی کو اپنی سوجھ بوجھ سے بہت آگے لے جا رہے تھے۔ جہاں عریشان صدیقی صاحب سے مل رہا تھا وہیں ایک دوشیزہ اپنی سینسل ہیل سے ٹک کر ترقی فرش پر اعتماد سے چلتی اس کی جانب بڑھی۔

خمار عشق نادر خان

"عرشمان۔۔" اس نے ایک ادائے دلفریب سے اسے پکارا تھا۔

عرشمان نے پلٹ کر دیکھا۔

میرون کلر کی فلور لینتھ میکسی پہنے، جدید طرز کامیک اپ کیے، کانوں اور صراحی دار گردن میں ہیروں کا سیٹ پہنے، حریم شاہ اس کی طرف ہی آرہی تھی۔

"ہائے۔ پھپھو کہاں ہیں؟" عرشمان نے اسے دیکھ کر دائیں بائیں نظر دوڑائی۔

حریم شاہ، فرہاد اسکندر کی رشتہ کی بہن جمیلہ شاہ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ان کا اسکندر مینشن میں بہت آنا جانا تھا۔ عرشمان اور حریم ہم عمر تھے تو ساتھ کھیلنا، روٹھنا، منانا سب چلتا تھا۔ پھر جب سے عرشمان کالج لائف میں آیا تھا اس نے خود کو بہت ریزرو کر لیا تھا۔ لیکن حریم کی کوشش تھی کہ عرشمان اب بھی اسے پہلے جیسا برتاؤ کرے۔ اب بھی وہ بے تکلفی سے عرشمان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اپنی آنکھوں پہ لگی لمبی مصنوعی پلکوں کو پٹپٹاتے کہنے لگی۔

"ماما تو تم لوگوں سے بہت ناراض ہیں۔ التان کی شادی کر دی اور ہمیں بتایا تک نہیں۔ یہ کیا غیروں کی طرح ولیمہ پر بلا لیا۔"

عرشمان نے ناگواری سے اپنا بازو اس کے ہاتھ کی گرفت سے نکالا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"حریم، التان کا نکاح شرعی طریقے سے ہوا تھا۔ زیادہ لوگ نہیں تھے اسی لئے ولیمہ میں سب کو دعوت دی ہے۔ تم انجوائے کرو۔ میں زرا مہمانوں کو دیکھ لوں۔" وہ کہتا رہا کہ نہیں۔ اس لڑکی کی بے تکلفی اسے پسند نہیں تھی لیکن مجبوری تھی۔ ایک تو وہ رشتہ دار تھی دوسرا ان کی کمپنی، شاہانڈسٹریز، اسکندرز ایمپائر کی ایک دیرینہ کلائنٹ تھی۔ وہ کاروباری مراسم خراب نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے بس اس سے کام کی بات کر کر دوری اختیار کر لیتا تھا۔

"بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے عرشان ڈار لنگ۔ میں بہت جلد تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنالوں گی۔" وہ مشروب کا گلاس لبوں سے لگاتی اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جاری ہے۔

READERS CHOICE